بسم الله الرحمن الرحیم ٥

اللھم صل علی محمد سید المُخْلِصِیْن

اللھم صل علی محمد سید الْمُعَلِّمِیْن

مردِ رضا

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ نظر

قبلہ صاحبزادہ عبدالحمید افندی صاحب مدظلہ العلی

قبلہ صاحبزادہ نورالحق صاحب مدظلہ العلی

دربارِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ، رنگپورہ شریف ، سیالکوٹ

حضور قبلہ عالم حضرت مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ

کی بارگاہ اقدس میں

ہدیۂ عقیدت

گر قبول افتد زہے عز و شرف

آپؒ کی نگاہِ کرم کا ایک

پُر تقصیر طالب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک ربک رب عزت عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُرۡضِیۡکَ وَ تُرۡضِیۡہِ وَ تُرۡضٰی بِھَا عَنَّا وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّم

ایک عرض

یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری ثم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ عقیدت مند' آپؒ کی صحبت میں کچھ وقت گزارنے والوں کے مشاہدات و واقعات پر مشتمل ہے۔ بیشتر وہ واقعات ہیں جو خود اِن حضرات کے ساتھ یا اِن کے خاندان کے کسی فرد کے ساتھ پیش آئے اور کچھ وہ جو انھوں نے آپؒ کے متعلق کسی اور عقیدت مند سے سنے۔ اِن واقعات سے کسی حد تک آپؒ کی حیات پاک کے چند گوشوں سے پردہ ضرور اٹھتا ہے۔لیکن قارئین کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ یہ صرف چند اصحاب کا آپؒ کے متعلق مشاہدہ ہے جو ہرگز آپؒ کی عظیم شخصیت اور بارگاہ ایزدی میں آپؒ کے مقام کا مکمل احاطہ نہیں کرتا۔

کتاب کا مواد اکٹھا کرتے ہوئے خیال تھا کہ کتاب کو مختلف عنوانات کے تحت ایک مکمل مضمون کی صورت میں لکھا جائے' لیکن جوں جوں ان اصحاب سے ملاقاتیں ہوتی گئیں اور حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے حالات بیان ہوتے گئے تو یہ ارادہ بھی بدلتا گیا۔آپؒ کا ذکر کرتے ہوئے تقریباً ان سب حضرات کی آنکھیں نا صرف نم تھیں بلکہ بعض پر حد درجہ گریہ کی کیفیت تھی۔ اِن باہوش' باشعور اور باصحت حضرات کو حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی یاد میں بار بار بلکتے اور روتے دیکھ کر' یہی خیال آیا کہ جو الفاظ آپؒ کی یاد میں ان اصحاب کی زبان سے ادا ہوئے ہیں' وہ برقرار رکھے جائیں' ہوسکتا ہے اس طرح سے وہ درد و سوز' وہ کیف جو اُن کے الفاظ اور لہجے سے سننے والے پر اثر کرتا ہے شاید پڑھنے والے تک منتقل ہو سکے۔کاش کہ اس قابل ہوتے کہ ان مقدس ہستیوں کے جذبات کو الفاظ میں سمو سکتے تو پڑھنے والوں کو احساس ہوتا کہ وہ ہستی کیسی ہستی ہوگی کہ جس کے (ظاہری طور پر) جانے کے چھپن (۵۶)' ستاون (۵۷) سال کے بعد بھی یہ بزرگ اُن کی یاد میں یوں پھوٹ پھوٹ کر روتے ہیں۔ یہ وہ خیال' وہ جذبہ ہے جو اس کتاب کو اس انداز میں مرتب کرنے کا سبب بنا۔ ہر انٹرویو میں تقریباً وہی الفاظ استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ان بزرگ ہستیوں کے ہیں' ماسوائے یہ کہ پنجابی زبان کو اردو میں مجبوراً تبدیل کیا گیا ہے۔

جہاں تک حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی کا تعلق ہے تو حیران' پریشان اور محوِ حیرت

Marfat.com

ہوں کہ آپؒ کی شان کو کیسے بیان کیا جائے۔ آپؒ کا ہر ہر واقعہ ہر ہر عمل اپنی ذات میں انوکھا اور آپؒ کے بلند مراتب کا غماز ہے۔ اگر چہ بہت ساری کتابوں اور رسائل میں آپؒ کا تذکرہ نہیں ملتا بلکہ حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے کہ وہ بزرگ جن سے آپؒ کا تعلق از حد قریبی تھا' اُن بزرگوں کے حالات (کی کتابوں) میں بھی آپؒ کا ذکر کسی جگہ نہیں' یہ بڑی عجیب بات ہے۔ لیکن الحمدللہ کہ آج بھی بہت سارے لوگ اس بات پر بطور گواہ موجود ہیں کہ فلاں بزرگ کا آپؒ سے کیا تعلق تھا اور وہ آپؒ سے عقیدت کے کس مقام پر تھے۔

آپؒ کی حیات پاک کا ایک بہت نمایاں پہلو اپنے شیخ کی محبت ہے کہ آپؒ نے کس طرح اُنؒ کی محبت میں پسرور میں اپنا سارا گھر بار چھوڑ کر سیالکوٹ' رنگپورہ ہجرت کی۔ اور پھر اپنی ساری بقایا زندگی' اپنے شیخ کے قدموں میں بسر کر دی۔

آپؒ کے سارے حالات میں ایک بات جو بہت واضح ہے اور اس بات پر جتنا غور کیا جائے اتنے ہی نئے دریچے کھلتے چلے جاتے ہیں اور وہ ہے آپؒ کا سنتِ رسول ﷺ سے تعلق۔ اس بات کو معمول کی بات نہ سمجھا جائے کہ سارے اولیاء کرام ہی سنت رسول ﷺ پر کاربند ہوتے ہیں۔ تقریباً سبھی اور خصوصاً سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگان کے حالاتِ زندگی میں یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ سنت رسول ﷺ پر سختی سے عمل فرماتے ہیں۔ لیکن جو بات آپؒ کے عمل میں نظر آتی ہے وہ اسطرح سے بہت مختلف ہے کہ آپؒ کا ہر ہر واقعہ' ہر ہر بات' ہر ہر ادا عین سنت نبوی ﷺ کا پَرتو لیے ہوئے ہے۔ آپؒ کی چال مبارک کا ذکر ہو یا آپؒ کے قد مبارک کی بات' آپؒ کے اندازِ تکلم کی بات ہو یا آپؒ کے لباس کی بات' ہر جگہ صرف اور صرف حضور نبی کریم ﷺ کی متابعت ہی نظر آتی ہے بلکہ صاحبانِ علم اگر آپؒ کی کرامات کا مطالعہ کریں تو وہاں بھی اُنھیں متابعت نبوی ﷺ ہی نظر آئے گی۔

آپؒ کا دربار نبوی ﷺ میں جو مقام ہے' وہ یقیناً ہر ہما شما پر آشکارا نہیں ہوسکتا' پھر بھی اس سلسلے میں جو چند واقعات سامنے آتے ہیں' وہ نہایت چونکا دینے والے ہیں۔ آپؒ کے مجلس وعظ اور گفتگو کے رنگ کے بارے میں تقریباً سب اصحاب نے ذکر کیا ہے اور یہ اہل دل کے لیے مقام حیرت ہے کہ اِس وعظ کے سوتے براہ راست کہاں سے جڑے نظر آتے ہیں' یہ اہل علم اور اہل دل کے لیے اندازا لگانا مشکل نہیں۔ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کا کوئی وعظ حضور غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ذکر سے خالی نہ ہوتا تھا۔ یہ آپؒ کی حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے گہری وابستگی کا بین ثبوت ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سوز و گداز کی کیفیت کا ذکر آپؒ کے عزیز مرید حاجی عبدالغنی صاحبؒ کے ایک مکتوب

میں ملتا ہے' جو کہ اس کتاب میں بطور خاص شامل کیا گیا ہے۔ یقیناً یہ مکتوب آپؒ کے حالات کے بارے میں اہم دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ کتاب کے آخر میں آپؒ کے چند مکتوبات بھی شامل کیے گئے ہیں جو آپؒ نے مختلف اوقات میں تحریر فرمائے۔ یقیناً آپؒ کے چاہنے والوں کے لیے یہ خطوط ایک انمول خزانہ ہیں۔

آخر میں دعاء ہے کہ اللہ تعالی اور اُس کے حبیب کریم ﷺ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطاء فرمائیں۔ جس پاک ہستی کا یہ ذکر ہے' وہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ اس کوشش کو قبول فرمالیں۔ جو غلطیاں' کوتاہیاں واقع ہوئی ہیں' اُن کو معاف فرمائیں۔ آمین' ثم آمین

والسلام

حضور قبلہ عالمؒ کی نگاہ کرم کا طالب

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
ایک تعارف	01	مولوی غفور احمد صاحب	74
قبلہ پیر محمد افتخار چوراہی صاحب	03	چوہدری مطلوب احمد صاحب	75
بڑے پھپھوجی	06	پروفیسر عادل صدیقی صاحب	77
صاحبزادہ عبدالحمید آفندی صاحب	11	حافظ محمد اشرف صاحب	78
صاحبزادہ نورالحق صاحب	16	صدیق صاحب	79
محمد سعید صاحب	25	مولوی نذیر احمد صاحب	81
پروفیسر قاری غلام صادق صاحب	45	ارشد صاحب	84
حافظ محمد اسماعیل صاحب	49	محمد شریف صاحب	86
پٹواری عنایت اللہ صاحب	51	مکتوب از حاجی عبدالغنی صاحب	88
محمد طفیل صاحب	55	مکتوبات شریف	90
حافظ انتظار صاحب	57	ختم خواجگان نقشبندیہ مجددیہ"	109
چوہدری بشیر احمد صاحب	59	درود تاج مبارک	111
عمر دین صاحب	63	شجرہ شریف	112
میاں نذیر صاحب	65	صبح وشام کے اذکار	113
صدیق بٹ صاحب	66	مسنون طریقے	115
مستری عبدالرشید صاحب	69	بارہ بہت اہم کلمات	116
صوبیدار فیض احمد ڈوگر صاحب	72		

Marfat.com

حضور حضرت سلطان العارفین، قبلہ حافظ فتح الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرشد پاک حضور حضرت مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ

ایک تعارف

دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ چورہ شریف سے کونسا اہل طریقت ہوگا جو واقف نہیں۔ اس عظیم دربار شریف کی ضیاء پاشیاں چہار دانگ عالم میں گل وگلزار کھلا رہی ہیں۔ اسی دربارِ عالی مقام کے پروردہ، تربیت یافتہ اور فیض یافتہ حضور حضرت قبلہ حافظ فتح الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ حضرت قبلہ کا آبائی قصبہ کوٹلی لوہاراں (سیالکوٹ شہر سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک قصبہ) بتایا جاتا ہے (اس بات کا اشارہ انوار چوراہی میں درج ایک واقعہ سے بھی ملتا ہے)۔ آپؒ حضرت خواجہ خواجگان قبلہ باباجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت تھے اور دستورِ دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ چورہ شریف کے مطابق آپؒ کو خلافت حضرت قبلہ باباجی نور محمد تیراہی رحمۃ اللہ علیہ سے عطاء ہوئی۔ مشہور روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تقریباً ۹۰ سے ۱۰۰ سال کے درمیان تھی، اس حساب سے آپؒ کا سن پیدائش اندازاً ۱۸۰۰ء سے ۱۸۱۰ء کے دوران بنتا ہے۔ دربار عالیہ چورہ شریف سے خلافت سے سرفراز ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رنگپورہ شریف کا امیر مقرر کیا گیا۔ آپؒ سے قبل اس دربار شریف کے امیر حضور قبلہ ہادی نامدار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جن کے بلند روحانی مدارج اور استعداد کے معترف خود حضور قبلہ باباجی نور محمد تیراہی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ یقیناً بعد میں آنے والے پہلے آنے والوں سے کسی طور پر بھی کم نہ تھے۔ آخری عمر میں آپؒ (حضرت ہادی نامدار شاہ صاحبؒ) رنگپورہ شریف، سیالکوٹ سے اپنے آبائی وطن نتھیال شریف ضلع اٹک تشریف لے گئے۔ آپؒ کی جگہ حضور حضرت قبلہ حافظ فتح الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دربار شریف کا امیر مقرر کیا گیا۔ آپؒ نے اپنے قیام کے دوران اس علاقہ کو اپنی روحانیت سے بقعہءِ نور بنا دیا۔ بے شمار لوگوں کو حُب اللہ اور حُبِ رسول ﷺ کے جذبے سے سرشار فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا اور دنیاداری سے قطعاً کوئی سروکار نہ تھا۔ ایک مرتبہ ایک عقیدت مند آپؒ کے پاس حاضر ہوئے اور پاس پڑے کسی برتن میں کچھ نذرانہ ڈال دیا۔ کچھ دیر کے بعد آپؒ کی غیر موجودگی میں کوئی صاحب آئے اور وہ نذرانہ اٹھا کر چل دیئے۔ آپؒ کے پاس رہنے والے خادم نے آپؒ کی توجہ اس طرف دلائی تو آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ "بھائی وہ میرے کس کام کے تھے۔ جس کو ضرورت پڑی ہوگی، وہ لے گیا ہوگا۔ فقیر کو اس سے کیا مطلب!" آپؒ

Marfat.com

نے ساری زندگی اپنے لباس کو کوئی جیب نما چیز نہیں لگوائی۔

آپؒ کو حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک سے حد درجہ کا عشق تھا۔ دربارِ شہنشاہِ کونین ﷺ میں آپؒ کا مقامِ قرب بہت بلند ہے۔ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ آپؒ فجر کی سنتیں رنگپورہ شریف میں اور فرض مدینہ منورہ' مسجد نبوی ﷺ میں ادا فرمایا کرتے تھے ' آپ ﷺ کی ہستی اور انوار و تجلیات میں اس قدر گم رہتے کہ آپؒ پر بیشتر وقت ایک بے خودی کی سی کیفیت طاری رہتی۔ اس کے باوجود آپؒ شریعت' نماز روزہ وغیرہ کے مکمل طور پر پابند تھے۔ اِسی بے خودی کی کیفیت کی بنا پر (غالباً) آپؒ نے شادی نہیں فرمائی لہذا آپؒ کی کوئی صلبی اولاد نہ تھی لیکن آپؒ کو دربارِ نبوی ﷺ سے ایسا روحانی بیٹا عطاء ہوا' جس نے حقیقی بیٹوں سے بڑھ کر بیٹا ہونے کا حق ادا کیا اور آپؒ کے نام کو دو عالم میں بلند سے بلند تر اور روشن سے روشن تر کر دیا۔ دنیا اس بیٹے کو مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔ آپؒ نے مولانا کو صرف چار سال کی عمر سے روحانی آغوش تربیت میں لے لیا۔ ایک عقیدت مند کے بقول انھوں نے خود حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ سے سنا کہ انھوں نے فرمایا کہ حضور قبلہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے چار سال کی عمر میں روحانی طور پر تربیت سے نوازنا شروع فرما دیا تھا۔ یہ بات جہاں حضور قبلہ حافظ فتح الدین صاحبؒ کے بلند روحانی مراتب اور دربارِ شاہ کونین ﷺ میں مقبولیت پر دلالت کرتی ہے' وہیں حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ کے مادرزاد ولی اللہ ہونے پر بھی شاہد ہے۔

جب حضور قبلہ حافظ صاحبؒ کا وقت آخر آیا تو اُنھوں نے کہا کہ ہمارا ختم کون دلوایا کرے گا کہ ہماری کوئی اولاد تو ہے نہیں۔ حضور حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ نے آگے بڑھ کر کہا کہ حضور میں آپؒ کا بیٹا ہوں آپکا ختم شریف اور عرس مبارک کیا کروں گا۔ اور زمانہ گواہ ہے حضورؒ نے اپنا یہ وعدہ اپنی زندگی میں کیسے احسن طریقے سے پورا کیا اور آج تک یہ وعدہ کیسے بہترین طریقے سے نبھایا جا رہا ہے۔ قبلہ حافظ صاحبؒ نے ۱۳۱۴ھ میں بمطابق ۹ شعبان وصال فرمایا اور مسجد کے ساتھ ملحق احاطہ میں آپؒ کا مزار شریف بنایا گیا۔

حضور سلطان العارفین حافظ فتح الدین صاحبؒ کے پردہ فرمانے کے بعد دربار عالیہ رنگپورہ شریف کا امیر بابا جی فقیر محمد چوراہیؒ نے حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ کو مقرر فرمایا۔

نام : قبلہ پیر محمد افتخار صاحب چوراہی المعروف لالہ جی

رہائش : ماچھی پور کھوکھر، سیالکوٹ

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1925ء ہے۔آپ کا تعلق چورہ شریف کے مبارک خاندان سے ہے۔آپ نے بہت سارا وقت قبلہ خواجہ محمد شفیع چوراہی صاحب ؒ کی صحبت میں بسر کیا ہے۔حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کی حیات مبارکہ میں تمام عرسوں کے موقعہ پر قبلہ خواجہ محمد شفیع صاحب ؒ کی قیادت میں شریک ہوتے رہے۔آج بھی وہی رسم نبھائے ہوئے ہیں اور ہر عرس کے موقع پر آپکی تشریف آوری اُسی عہد کی یاد تازہ کرتی ہے۔آپ نہایت بزرگ شخصیت ہیں۔

ایک مرتبہ میرے نانا جی حضرت پیر محمد سَید شاہ صاحب ؒ (یہ حضرت قبلہ و کعبہ بابا جی فقیر محمد چوراہی ؒ کے بیٹے ہیں) پسرور کے قریب گاؤں پیکھی سندھواں میں قیام پذیر تھے۔عید کا روز تھا' اہل علاقہ کا اصرار تھا کہ پیر صاحب قبلہ نماز عید کی امامت فرمائیں مگر قبلہ پیر صاحب ؒ نے فرمایا کہ حاضرین کچھ دیر انتظار کریں کیونکہ آج کی نماز کی امامت' میں اُس ہستی سے کرواؤں گا جو کہ '' خضرِ وقت '' ہیں۔وہ ہستی بس ابھی پہنچنے والی ہے۔کچھ دیر کے بعد حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ عید گاہ میں تشریف لے آئے۔حضور قبلہ پیر صاحب ؒ نے آپ ؒ (مولانا) کا ہاتھ پکڑ کر امامت کے لیے آگے کھڑا کر دیا۔نماز کے بعد لوگوں سے کہا کہ آج میں نے آپ لوگوں کی نماز کی امامت اُس '' ولی اللہ سے کروائی ہے جو وقت کے خضر ہیں ''۔

ایک مرتبہ حضرت محمد سید شاہ صاحب ؒ ڈسکہ کے پاس کسی گاؤں میں تشریف فرما تھے۔حضور قبلہ بابا جی ؒ (مولانا محمد حسین پسروری ؒ) اُن سے ملاقات کے لیے' اُس جگہ تشریف لے گئے۔یہ سخت خشک سالی کے دن تھے۔حضرت قبلہ سَید شاہ صاحب ؒ نے آپ ؒ سے فرمایا کہ '' بارش کے لیے دعا فرمائیں۔'' قبلہ بابا جی ؒ نے فرمایا کہ '' گاؤں سے باہر نکل کر دعاء کرتے ہیں''۔لوگ بتاتے ہیں کہ بابا جی ؒ (مولانا محمد حسین پسروری ؒ) نے ابھی دعا کرنے کے بعد ہاتھ نیچے بھی نہیں کیے تھے کہ تیز بارش آ گئی۔اور لوگ بھاگ بھاگ کر گاؤں کو جانے لگے۔بابا جی ؒ نے لوگوں کو بھاگ کر جانے سے منع فرمایا اور خود بھی آہستہ آہستہ چل کر گاؤں تشریف لے گئے۔

ڈسکہ کے نذیر صاحب گھر سے ناراض ہو کر چلے گئے اور کئی سال تک واپس نہ آئے۔صاحبزادہ بشیر احمد صاحب ؒ اُن کے گھر گئے تو نذیر صاحب کی والدہ نے اُن کے آگے اپنا دکھڑا رو دیا۔صاحبزادہ صاحب نے دعاء کی' ابھی دعاء کر کے

Marfat.com

دروازے سے باہر ہی نکلے تھے کہ سامنے سے نذیر صاحب ہاتھ میں پھل وغیرہ پکڑ کر آ رہے تھے۔ صاحبزادہ صاحبؒ نے نذیر صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اُن کی والدہ کے حوالے کیا اور کہا کہ اس وقت تو کچھ اور بھی مانگتے تو مل جاتا۔

پیر محمد رحیم شاہ صاحبؒ جو کہ میرے والد ہیں' وہ حضور قبلہ حافظ فتح الدین صاحبؒ کے عرس (زیر نگرانی مولانا محمد حسین پسروریؒ) کے موقع پر لنگر کھلانے والی جماعت میں شامل ہوتے اور اس کام کو اپنے لیے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔ جب میری مولانا محمد حسین پسروریؒ سے پہلی ملاقات ہوئی۔ اُس وقت میری عمر تقریباً بارہ' تیرہ سال تھی اور میں پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ (پیر محمد شفیع صاحبؒ) سیالکوٹ' رنگپورہ تشریف لائے تو اُنھوں نے مجھے پیغام بھیجا کہ سیالکوٹ' رنگپورہ آ جائیں۔ مجھے راستوں وغیرہ کا کوئی پتہ نہ تھا۔ میں نے کسی آدمی (صوفی الہ دین) کو کہا کہ مجھے رنگپورہ لے چلو' وہ مجھے رنگپورہ لے گئے اور اس طرح میری پہلی ملاقات حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ سے ہوئی۔ قبلہ حضرت صاحبؒ اکثر رنگپورہ تشریف لاتے تھے تو میں ملاقات کے لیے وہاں حاضر ہوتا۔ میرے والد صاحبؒ بھی اکثر مولاناؒ سے ملاقات کے لیے رنگپورہ تشریف لے جاتے لیکن والد صاحبؒ کے ساتھ رنگپورہ جانے کا اتفاق بہت کم ہوا۔

بڑے عرس پر تقریباً سارے ہی بزرگ رنگپورہ آتے جن میں صاحبزادہ علی حسین شاہ صاحبؒ وغیرہ بھی شامل تھے۔ پہلے رنگپورہ شریف میں صرف حضرت حافظ فتح الدین صاحبؒ کا ختم پاک ہوتا تھا۔ پھر حضرت مجدد پاکؒ کا ختم شریف بھی شروع ہو گیا اور پھر حضرت صاحب قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ کے وصال کے بعد اُن کا ختم بھی شامل ہو گیا۔ حضرت حافظ صاحبؒ اور حضرت مجدد پاکؒ کا ختم حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ کی زیر نگرانی ہی ہوتے تھے اور باباجیؒ ہی اس کے تمام انتظامات فرماتے تھے۔ بڑے عرس کے علاوہ حضرت مجدد پاکؒ کے ختم میں بھی میں مَیں وقتاً فوقتاً حاضر ہوتا رہا جو باباجی کے زمانے میں ہوتے رہے۔

ایک مرتبہ آپؒ حضرت قبلہ باباجیؒ (غالباً باباجی فقیر محمد چوراہیؒ) کے پاس چورہ شریف حاضر تھے۔ بارش ہونے کی وجہ سے سارے علاقے کی مٹی گیلی تھی۔ باباجیؒ نے ارشاد فرمایا کہ کہیں سے خشک مٹی کے ڈھیلوں کا انتظام کیا جائے (وٹوانی کے لیے)۔ قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ نے فرمایا کہ حضور ہو جائے گا۔ باباجیؒ نے فرمایا کہ ''یہ کدھر سے ملیں گے'' مولاناؒ نے جواب دیا ''حضور یہ میرا کام ہے' میں انتظام کروں گا۔'' آپؒ (مولانا) نے مٹی کے چند ڈھیلے لیے اور اپنی پگڑی کا کپڑا پھاڑ پھاڑ کر اُن ڈھیلوں کے اُوپر باندھتے گئے۔ اس طرح چند ڈھیلے تیار کر کے مقررہ جگہ پر رکھ دیے اور باباجیؒ سے عرض کی کہ ''حضور انتظام ہو گیا ہے۔'' گویا آپؒ کی عقیدت دربار شریف سے انتہاء درجے کی تھی۔ آپؒ جب

چورہ شریف حاضر ہوتے تو عام آدمیوں میں بیٹھ کر لنگر تناول فرماتے۔ اگر کوئی آپؒ سے یہ پوچھتا کہ پیروں سے کیسے ملا جائے تو یہ بات آپؒ (مولانا محمد حسین پسروریؒ) اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''پیروں سے ایسے ملیں جیسے آپ سے لوگ ملتے ہیں۔'' (جیسے آپ سے آپ کے مرید ملتے ہیں ویسے ہی آپ بھی اپنے پیروں سے ملا کریں)۔ مولانا محمد حسین پسروریؒ حضور قبلہ باباجی فقیر محمد چوراہیؒ اور حضرت قبلہ پیر سَید شاہ صاحبؒ کو اپنے ہاتھ سے وضو کرواتے تھے۔

آپؒ اکثر چورہ شریف جایا کرتے تھے اور ختم وغیرہ میں آپؒ کی حاضری لازمی ہوتی تھی۔ تھے تو آپؒ خلیفہ' لیکن جب وہاں جاتے تو عام لوگوں میں بیٹھتے اور کہتے کہ ''ہم یہاں پیر بن کر نہیں بلکہ مرید بن کر آئے ہیں''۔ گویا آپؒ کو چورہ شریف سے انتہاء درجے کی عقیدت تھی' اگر چورہ شریف سے کوئی چیز آجاتی تو آپؒ اُسے نہایت باعث برکت اور شفاء سمجھتے۔ آپؒ فرماتے کہ اگر کوئی چیز چورہ شریف سے آجائے تو مجھے صحت ہو جاتی ہے۔ ایک مرتبہ آپؒ آنکھیں بنوانے کے لیے کہیں جا رہے تھے' اسٹیشن پر حضور قبلہ پیر محمد شفیع صاحبؒ سے ملاقات ہوگئی۔ آپؒ اُنکو لے کے گھر آ گئے' لوگوں نے پوچھا کہ آپؒ تو آنکھیں بنوانے کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ ''آنکھیں بنانے والے میرے گھر آ گئے ہیں مجھے کہیں جانے کی کیا ضرورت ہے''

قبلہ مولاناؒ کبھی بھی کسی کو خالی ہاتھ نہ ملتے تھے۔ ملنے سے پہلے جیب میں ہاتھ ڈالتے' پھر ملتے اور چپکے سے سلام کے وقت خفیہ طریقے سے ملنے والے کی خدمت کر دیتے۔ کسی کو سمجھ نہ آتی تھی کہ اس جیب میں یہ سب آتا کہاں سے ہے؟ اور جاتا کہاں ہے؟

جب آپؒ وعظ فرماتے تو آپؒ کا لہجہ نہایت سادہ ہوتا' لیکن وہ تاثیر' وہ اثر نہ جانے کہاں سے آتا۔ سمجھ نہ آتی کہ وہ کیسے بولتے تھے کہ ہر' ہر لفظ نہایت پُر اثر ہوتا تھا۔ اکثر قرآن پاک اور حدیث شریف کے حوالے سے بات کرتے۔

Marfat.com

نام : محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ المعروف بڑے پھپھو جی

رہائش : ڈیفنس روڈ' سیالکوٹ

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1918ء ہے۔ حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ محترم خلیفہ محمد سعید صاحب ؒ (آلو مہار شریف) کی زوجہ محترمہ ہیں۔

ساری زندگی والد محترم ؒ نے علم حاصل کرنے اور علم بانٹنے میں گزار دی۔ قبلہ والد صاحب ؒ نے اِس قدر علم بانٹا ہے کہ جس کا کوئی حساب نہیں۔ پسرور میں ہماری رہائش دوسری منزل پر ہوتی تھی۔ جس میں ایک مگ تھا' اِس مگ پر ایک کپڑا ڈال دیا جاتا۔ ہم اِس مگ کے اُوپر پڑے کپڑے کی درز سے نیچے قبلہ والد صاحب ؒ کو دیکھتے رہتے اور اُنکی باتیں سنتے رہتے کہ وہ کس طرح لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے رہتے ہیں۔ آپ ؒ کے پاس ہر وقت زائرین کا جھمگٹا لگا رہتا تھا۔

مہمانوں کی تواضع کے لیے قبلہ والد صاحب ؒ خود اُوپر والی منزل پر آ کر کھانا وغیرہ تھالیوں میں ڈالتے' روٹیاں رکھتے اور خود اُٹھا کر مہمانوں کی خدمت میں لے جاتے۔ اور اِس کام میں قبلہ والد صاحب ؒ نے کبھی کسی قسم کی سبکی محسوس نہ کی کہ اتنے بڑے بزرگ ہونے کے باوجود کھانا اپنے ہاتھ سے تھالیوں میں ڈالنا اور پھر خود اُٹھا کر لانا اور مہمانوں کی خدمت میں پیش کرنا۔

آپ ؒ تمام وقت نہایت محبت کے ساتھ مسائل بیان کرتے رہتے اور آنے والوں کی پریشانیوں کو سنتے اور حل فرماتے رہتے۔ جو شخص آپ ؒ کے پاس آ کر بیٹھ جاتا' وہ بیٹھا ہی رہتا' گھنٹوں کے حساب سے بیٹھا رہتا' اُس کا جانے کو جی ہی نہ چاہتا۔ جو شخص آپ ؒ کے پاس بیٹھ جاتا تو جو بھی آپ ؒ فرما رہے ہوتے ' وہ بیٹھنے والوں کے ذہن نشین ہو جاتا۔ اور خود بخود وہ سب مسائل' اُن کی سمجھ میں آجاتے۔ گویا قبلہ والد صاحب ؒ کے بیان کردہ الفاظ براہ راست اُن کے سینوں میں جاگزیں ہو جاتے۔ یہ بہت رونق کا زمانہ تھا' جتنے لوگ اجازت لے کر جاتے کچھ دیر کے بعد اُن سے زیادہ لوگ آجاتے۔ یہ سلسلہ صبح سے رات تک یونہی جاری وساری رہتا۔ حضور قبلہ والد صاحب ؒ نے کبھی بھی آنے والوں کے مسائل اس طرح بیان نہیں فرمائے کہ " آپ کا یہ مسئلہ ہے اور آپ کا یہ مسئلہ ہے۔ " بلکہ اپنی گفتگو کے دوران ہی سب کے مسائل کا حل بیان فرماتے چلے جاتے اور سب کو اپنے مسائل کا حل ملتا چلا جاتا۔ اگر

Marfat.com

اِن لوگوں میں کوئی قصوروار بھی ہوتا تو بھی قبلہ والد صاحبؒ کبھی اُس سے یہ نہ کہتے کہ آپ میں یہ کمی ہے' یہ خطا ہے بلکہ مسائل کے بیان کے دوران ہی' اُسے کمی اور خطا کا احساس دلا دیتے۔اور وہ شخص وہیں بیٹھا' اپنی غلطی سے آگاہی حاصل کر لیتا۔

قبلہ والد صاحبؒ کا معمول تھا کہ صبح سویرے وہ ایک کھچڑی کا بڑا دیگچہ (احتیاطً) پکوا لیتے۔اور باقی سارا دن تازہ پکی ہوئی روٹیاں زائرین اور سائلین کی خدمت کے لیے تیار کیں جاتیں تھیں۔اگر کسی وقت روٹی نہ پک سکے یا اُس کے پکنے میں دیر ہو تو یہ کھچڑی کا دیگچہ کام میں لایا جاتا اور آنے والے مہمانوں کی تواضع کھچڑی سے کی جاتی۔کھانا کھلانے کا اتنا انتظام تھا کہ کوئی بھی شخص بغیر کھانا کھائے جا نہیں سکتا تھا۔اِس میں خاص بات یہ ہے کہ یہ سارا کھانا گھر میں پکتا تھا اور قبلہ والد صاحبؒ کی چھوٹی بیٹی یعنی میری چھوٹی بہن (رضیہ صاحبہ) یہ سب انتظام کرتیں۔سالن بھی خود پکاتیں اور تندور میں روٹیاں بھی سارا دن خود لگا' لگا کر قبلہ والد صاحبؒ کی خدمت میں بھیجتیں۔(وہ کھچڑی بعد میں گھر والے ہی استعمال کرتے کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی مہمان آیا ہو اور روٹی میسر نہ ہو۔) جمعہ والے دن البتہ ''ماسی رحماں'' صوفی رمضان صاحب کی والدہ آتیں اور روٹیاں وغیرہ لگاتیں کیونکہ مہمان بہت زیادہ ہوتے تھے۔

ہم لوگوں کو ساری زندگی قبلہ والد صاحبؒ نے کبھی بھی نام لے کر نہیں بلایا ہے بلکہ ہمیشہ ''تُسی'' (آپ) کر کے بلایا ہے اور ساتھ ہی یہ بات فرمایا کرتے کہ '' عمر سے بڑا' بڑا نہیں ہوتا بلکہ علم سے بڑا' بڑا ہوتا ہے۔'' آپؒ ہر ایک کی بڑی عزت فرماتے تھے۔جب ہم لوگ زیادہ چھوٹے تھے تو قبلہ والد صاحبؒ ہمیں پاس بیٹھا کر کھانا کھلایا کرتے تھے یعنی ہمیں اپنے ہاتھوں سے برتنوں میں کھانا نکال کر دیتے اور ہم لوگ اُن کے پاس بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔کھانا کھانے کی تہذیب سب قبلہ والد صاحبؒ نے خود ہمیں سکھائی۔سب سے پہلے ہاتھ دھو کر آئیں۔پھر کھانا کھانے کے لیے بیٹھنا' بسم اللہ پڑھنا' کھانا کھا لینے کے بعد برتن کو مکمل طور پر صاف کرنا' پانی سے کلی کرنا اور اُسی برتن میں کلی کرنا جس میں کھانا کھایا ہے' پھر وہ پانی اُس برتن میں ڈالنا جو کہ علیحدہ اِس کام کے لیے رکھا ہوا تھا۔اِس کی وجہ یہ تھی کہ اُس پانی میں خوراک کے بے شمار ذرے ہوتے تھے۔اگر ہم اُس پانی کو زمین پر گرا دیتے تو اُسمیں شامل رزق کی بے حرمتی ہوتی لہذا یہ پانی علیحدہ برتن میں اکٹھا کر کے جانوروں کے راتب وغیرہ میں استعمال کیا جاتا تھا۔گویا والد صاحب قبلہؒ ' اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کا اِسقدر ادب اور حرمت فرماتے اور سکھاتے تھے۔پھر کھانا کھا کر ہاتھ بھی اُسی پلیٹ میں دھلواتے تھے۔جب میرے بھائی رشید احمد صاحب کی وفات ہوگئی تو میری والدہ ہر وقت غمگین رہا کرتیں اور اکثر گریہ زاری میں مصروف رہتیں۔لہذا گھر کے اکثر کام میں کرتی تھی۔اکثر جھوٹے برتن دھوتی تھی تو شروع شروع میں قبلہ والد صاحبؒ پاس بیٹھ کر مجھے سمجھاتے کہ برتن

کیسے دھوؤں۔ سارے برتن ایک کنالی میں دھوؤں۔ تاکہ جو خوراک کے ذرے ہیں، وہ کنالی میں آجائیں اور وہ سارا پانی اُس ہانڈی میں ڈال دیا جائے۔ اُس کے بعد اُن برتنوں کو کھلے پانی سے دھولیا جائے تاکہ کسی بھی طور رزق (خوراک) کی بے حرمتی نہ ہو۔ اگر کبھی آپؒ دیکھتے کہ چاول وغیرہ کا کوئی دانہ نیچے گرا ہوا ہے تو خود نیچے بیٹھ کر اُسے اُٹھا لیتے۔ اِس کے علاوہ چھت پر بوریاں پڑی ہوتی تھیں جن میں بے شمار کاغذ کے خالی ٹکڑے اور متبرک کاغذات سنبھال کر رکھے ہوتے تھے۔ والد صاحب قبلہؒ کاغذ کے خالی ٹکڑے کو بھی زمین پر پڑا نہ رہنے دیتے بلکہ قرآن پاک کی نسبت کی وجہ سے اِس کا بھی احترام فرماتے۔ قبلہ والد صاحبؒ اِس معاملے میں نہایت احتیاط فرماتے۔ یہ بھی قبلہ والد صاحبؒ کا حکم تھا کہ پیاز یا لہسن کے چھلکے بھی زمین پر نہ پھینکے جائیں، مطلب یہ کہ پَیروں میں نہ آئیں۔ اگر آپؒ کو کوئی بات ناگوار گزرتی تو آپؒ بلند آواز میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتے اور خاموش ہو کر ایک طرف ہو جاتے۔ ساری زندگی میں آپؒ نے کبھی غصے میں ہم لوگوں کو کچھ نہیں کہا۔

ہم بیٹیاں بہت چھوٹی چھوٹی تھیں لیکن ہم لوگوں نے کبھی اپنے سامنے قبلہ والد صاحبؒ کو بیت الخلاء یا نہانے کے لیے جاتے نہیں دیکھا۔ گویا اتنی شرم تھی کہ قبلہ والد صاحبؒ کبھی ہمارے سامنے بیت الخلاء میں نہیں گئے۔ یہ سارے کام شاید وہ بہت صبح سحری کے وقت کر لیتے تھے۔ آپؒ اکثر اپنے کپڑے بھی خود دھولیا کرتے تھے۔ کسی قسم کا کوئی کام کرتے ہوئے آپؒ کوئی سبکی محسوس نہ کرتے۔ والد صاحب قبلہؒ مجھے فجر سے پہلے سحری کے وقت، ہر روز پڑھایا کرتے تھے۔ سحری کے وقت آپؒ میری چارپائی کے پائے کو صرف اپنے پاؤں سے مَس کر کے گزر جاتے تو میری آنکھ کھل جاتی اور میں اُٹھ کر جلدی جلدی غسل کرتی، وضو وغیرہ کر کے آپؒ کے پاس جا کر بیٹھ جاتی اور پھر آپؒ مجھے پڑھانا شروع کرتے۔ میری چھوٹی بہن محترمہ رضیہ کو بھی آپؒ ساتھ میں پڑھایا کرتے تھے لیکن، اُن کو تھوڑا پڑھایا کرتے تھے۔ وہ شاید لاڈلی تھیں لیکن اُنھوں نے اپنا لاڈ کبھی دیکھایا نہیں، بلکہ انھوں نے خدمت کی ہے اور اتنی خدمت جو شاید ہی کوئی کر سکتا ہے، اپنی والدہ کی، والد صاحبؒ کی پھر اپنے شوہر کی پھر اُنکے بچوں کی پھر میرے بچوں کی۔ انھوں نے جس محبت اور خلوص سے والد صاحبؒ کی انتھک خدمت کی ہے وہ ایک انمول مثال ہے۔ (بلاشبہ وہ ایک مثالی خاتون تھیں، اُن کا صبر، خلوص، محبت اور خدمت کا جذبہ ایسا ہے کہ والد صاحبؒ یقیناً ان پر بہت راضی ہونگے) ایک دفعہ پسرور میں میری والدہ صاحبہ کی آنکھوں کا آپریشن ہوا۔ میں اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ ہسپتال میں ہی تھی۔ قبلہ والد صاحبؒ ہر روز فجر سے پہلے، سحری کے وقت ہسپتال تشریف لاتے اور مجھے وہاں آکر پڑھا کر جاتے، حالانکہ ہسپتال ہمارے گھر سے کافی دور تھا۔ (والد صاحبؒ مجھے فارسی کی کتاب اخلاقِ محسنی پڑھاتے جو کہ مولوی عالم کے کورس کا حصہ تھی، ساتھ میں شیخ سعدیؒ کی گلستان، مثنوی شریف وغیرہ پڑھاتے تھے۔ آپؒ کے

پڑھانے سے مجھے فارسی اور عربی میں کافی مہارت حاصل ہوگئی)

ایک دفعہ میں (چھوٹی ہی تھی) باہر سے آئی' گھر کے اندر قدم رکھا تو بہت ہی خوبصورت خوشبو کا احساس ہوا' میں نے گہرے گہرے سانس لے کر والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ یہ خوشبو کیسی ہے تو اُنھوں نے فرمایا کہ ''یہ آپکے میاں جی کی خوشبو ہے'' حالانکہ آپؒ نے کبھی خوشبو استعمال نہیں فرمائی تھی لیکن آپؒ کے وجود مبارک سے ہی خوشبو کی لپٹیں اُٹھا کرتیں تھیں۔

قبلہ والد صاحبؒ کی چال مبارک نہایت تیز تھی۔ حالانکہ آپؒ کی عمر مبارک کافی زیادہ تھی۔ ایک مرتبہ میری شادی کے بعد ہم (یعنی میں اور خلیفہ صاحبؒ) آپؒ کے ساتھ اسٹیشن کی طرف پیدل روانہ ہوئے۔ اب ہوا یہ کہ آپؒ آگے اور ہم لوگ پیچھے چل پڑے۔ ابھی ہم نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ محسوس ہوا کہ آپؒ تو اسٹیشن پر پہنچ بھی چکے ہیں۔ لہذا ہم نے ایک ٹانگہ کرائے پر لیا اور اسٹیشن پر پہنچے۔

جب میرے بڑے بھائی (مولانا بشیر احمد صاحبؒ) بصرہ سے تشریف لائے۔ (اُن کے ساتھ' اُن کے چھوٹے بچے بھی تھے) ہم لوگ بچوں میں مشغول ہوگئے۔ کبھی اُن کو اُٹھانا' کبھی کھیلنا۔ اِس دوران مجھ سے نماز میں غفلت ہوگئی۔ جب میں والد صاحب قبلہؒ کے پاس حاضر ہوئی تو میں نے محسوس کیا کہ آپؒ کچھ چپ' چپ سے ہیں اور یہ محسوس ہوتا تھا کہ مجھ سے ناراض ہیں۔ اَب اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ میں کسی قسم کا اظہار کرسکوں۔ لیکن آپؒ کو منانا بھی ضروری تھا۔ لہذا میں نے ایک کاغذ لیا اور اُس پر یہ تین چیزیں لکھیں۔

۱۔ والکظمین الغیظ والعافین عن الناس ط واللہ یحب المحسنین ☆

۲۔و اَحسن کما اَحسن اللہ اِلیک

۳۔ اَلتائبُ من الذَّنبِ' کَمَن لَا ذَنبَ لَہٗ۔

یہ چیزیں لکھ کر میں نے جس جگہ آپؒ بیٹھتے (وہاں رسی والا پنکھا لگا تھا)' اُس کے اوپر رکھ دیں۔ اِس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ قبلہ والد صاحبؒ ٹھیک ہوگئے ہیں۔

جب دوسری مرتبہ میرے بڑے بھائی (بشیر احمد صاحب) بصرہ سے تشریف لائے' تو میری شادی کردی گئی۔ جب میری شادی ہوئی تو ایک دن جب میں آلومہار شریف جانے لگی تو قبلہ والد صاحبؒ نے مجھے بلا کر دو حکایتیں سنائیں۔ میں سمجھ گئی کہ یہ میری تربیت کے لیے ہیں۔'' آپؒ نے فرمایا کہ ایک بادشاہ نے ایک لونڈی خرید کی اور اُس سے پوچھا کہ تم کیا کھاتی ہو' لونڈی نے جواب دیا کہ جو کھاتی تھی سو کھاتی تھی' اَب جو آپ کھلاؤ گے کھاؤں گی۔ پھر بادشاہ نے پوچھا کہ تم کیا

پہنتی تھی؟ اُس نے جواب دیا کہ جو پہنتی تھی سو پہنتی تھی، اَب جو پہناؤ گے پہنوں گی۔ ''بس یہ بات مجھے سنائی اور دوسری بات جب جانے لگی تو یہ فرمایا کہ ''وہ ایک دفعہ جو کاغذ آپ نے لکھ کر اوپر رکھے تھے (پچھلے واقعے کی طرف اشارہ ہے)' اگر کوئی وقت آیا' تو ویسے ہی کر لیجئے گا۔ اصل میں مجھے کہا کہ اگر کبھی خلیفہ صاحب ناراض ہوں' تو ویسے منالیں جیسے مجھے منایا تھا۔

ایک مرتبہ میرے بڑے بھائی (مولانا بشیر احمد صاحبؒ) بصرہ سے تشریف لا رہے تھے۔ قبلہ والد صاحبؒ لاہور اسٹیشن پر اُن کے استقبال کے لیے تشریف لے گئے۔ والد صاحب قبلہؒ کے ساتھ کچھ مرید بھی تھے۔ اُن میں ایک چھوٹا لڑکا بھی تھا' اُس نے ہمیں یہ بات سنائی اور وہ اکثر یہ بات یاد کیا کرتا تھا کہ بھائی صاحب (مولانا بشیر احمد صاحبؒ) کراچی سے ہی جوتا تبدیل کر کے آ رہے تھے۔ اور انگلش شوز کی بجائے عام سستے سے کپڑے کے بوٹ پہنے ہوئے تھے۔ اور اُن بوٹوں کو بھی سیدھا نہیں پہنا ہوا تھا بلکہ ان کی ایڑیوں کو بیٹھا کر' ان جوتوں کو سلیپر کے انداز میں پہنا ہوا تھا۔ (یہ اُس افسر کا انداز ہے جو رائل ائیر فورس میں (بصرہ میں) پورے ایک شعبے کا انچارج تھا اور کتنے سو' گورے اُن کے ماتحت کام کرتے تھے۔) والد صاحب قبلہؒ کے سامنے آنے سے پہلے' بھائی صاحبؒ نے سر سے ہیٹ نہ صرف اُتار لیا بلکہ ایک رومال سر پر باندھ لیا اور جوتے بھی آپؒ کے احترام میں اُتار دیئے۔ تمام حاضرین بیٹے کا والد صاحب کے لیے احترام دیکھ کر حیران رہ گئے۔ بھائی صاحبؒ نے ساری زندگی قبلہ والد صاحبؒ کے سامنے اونچی آواز میں گفتگو نہیں کی۔

ایک اور بات جس کی میں وضاحت کروں کہ والد صاحب قبلہؒ کی والدہ ماجدہ کے بطن سے صرف تین اولادیں ہوئیں ایک مولانا نور احمد صاحبؒ امرتسری' میرے والد صاحب قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ اور ایک بیٹی (میرے والد صاحب قبلہؒ اور انکی بہن (حسین بی بیؒ) سگے بہن بھائی ہیں اور آپؒ کے والد ذی وقار کا نام حکیم فضل دین تھا جبکہ مولانا نور احمد صاحب کے والد صاحبؒ کا نام حکیم شہاب دین تھا در اصل حکیم شہاب الدین صاحبؒ کے وصال کے بعد میری دادی جان کا نکاح میرے دادا محترم (حکیم فضل دین صاحبؒ) سے ہوا۔) گویا دادی محترمہ نے دو بیٹوں کو جنم دیا اور دونوں ہی وقت کے ولی تھے۔ حضور قبلہ والد صاحبؒ کی پیدائش سے پہلے ہی آپؒ کے والد محترم وصال پا چکے تھے۔ ابھی چند ماہ کے تھے (اندازاً نو ماہ کے) اور اپنی والدہ محترمہ کا دودھ پیتے تھے کہ آپؒ کی والدہ محترمہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ آپکی والدہ محترمہؒ کے انتقال کے بعد آپکے بڑے بھائی (والد صاحب کی طرف سے) گلاب دین صاحب اور صالح صاحب کی بیگمات نے آپؒ کی پرورش کی۔

Marfat.com

نام : محترم صاحبزادہ عبدالحمید افندی صاحب

رہائش : رنگپورہ، سیالکوٹ

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1929ء ہے۔ حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے صاحبزادے مولانا بشیر احمد صاحبؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ماشاءاللہ دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رنگپورہ شریف کے سجادہ نشین ہیں۔

میں نے آپؒ کے زیر سایہ اپنے بچپن اور نوجوانی کی منازل طے کی ہیں۔ میں نے آپؒ کو مسلسل ایک جیسے لباس یعنی سفید لباس میں ہی دیکھا ہے۔ آپؒ کی شخصیت بہت وجیہ، خوبصورت اور متاثر کن تھی۔ سرخ و سفید نورانی چہرہ، سرخ داڑھی مبارک، سر پر پگڑی، اُس کے اوپر سفید دوپٹہ سا، سفید کپڑے، پاؤں میں لال رنگ کے دیسی چمڑے کا جوتا بہت خوبصورت ہلکا سا، کبھی کبھار گھر میں کھڑاویں بھی استعمال فرماتے تھے، خاص طور پر وضو کے دوران۔

پسرور کے قیام کے دوران، آپؒ کا قیام نیچے والی منزل میں ہوتا تھا۔ ایک بڑے ہال نما کمرے میں جس کے تین دروازے گلی میں کھلتے تھے، یہیں زائرین آیا کرتے تھے۔ مہمانوں کے قیام کے لیے ایک مکان چھوڑ کر الگ مکان تھا جس کو چھوٹی حویلی کہا جاتا تھا۔ اسی مکان میں آپؒ سے ملاقات کے لیے آنے والے بزرگان دین قیام فرمایا کرتے تھے۔ آپؒ کی بیٹھک میں بہت ساری الماریاں تھیں جو دینی کتابوں سے بھری پڑی تھیں۔ یہ سب کتابوں آپؒ کے زیر مطالعہ رہتیں تھیں۔ نیچے فرش پر صفیں بچھی ہوتیں، وہیں پر ایک چارپائی بھی پڑی ہوتی، جہاں آپؒ آرام فرماتے تھے۔ پسرور کی شاہی مسجد میں آپؒ جمعہ بھی پڑھاتے تھے اور درس بھی دیتے تھے۔ یہاں بھی آپؒ کے پیچھے ایک بڑی تعداد جمعہ پڑھنے کے لیے آیا کرتی تھی۔ جب آپؒ بازار سے گزر کر مسجد میں جاتے تو سارے دوکاندار (مسلم و غیر مسلم) ادب سے کھڑے ہو جاتے اور اپنے اپنے انداز میں سلام پیش کرتے۔ آپؒ عجب شان سے چلتے تھے۔ ہم نے ہر فرد کو آپؒ کا ادب کرتے ہی دیکھا ہے۔ کبھی آپؒ کے سامنے کسی نے اختلافی مسئلے نہیں اُٹھائے۔ حتیٰ کہ غیر مسلم جن میں ہندو، سکھ اور عیسائی وغیرہ شامل ہیں، وہ بھی آپؒ کا نہایت احترام کرتے تھے۔ لوگ آپؒ سے مسائل پوچھنے کے لیے آتے رہتے تھے اور دم کروانے کے لیے بھی جن میں ہندو اور سکھ وغیرہ بھی شامل ہوتے۔ آپؒ پسرور میں محلہ سیداں میں مقیم تھے، اُسی محلے میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی جہاں آپؒ نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپؒ مستقل قیام کے لیے سیالکوٹ تشریف لے آئے۔ جبکہ ہماری رہائش وہیں پسرور میں ہی رہی۔

Marfat.com

آپ ؒ علم و فضل کا ایک منبع تھے۔آپ ؒ کی ذاتی لائبریری بہت بڑی تھی۔دوسرے عقیدے کے لوگ مثلاً اہلحدیث وغیرہ بھی آپ ؒ کا بہت احترام کیا کرتے تھے اور فتویٰ وغیرہ لینے کے لیے اکثر آجاتے تھے۔بلکہ پورے برصغیر سے فتوے حاصل کرنے کے لیے آپ ؒ کے پاس خطوط آتے رہتے۔دور دراز سے مختلف علماء دین بھی آپ ؒ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔عرس پر بھی علماء اور اولیاء اکرام کا ایک بہت بڑا اجتماع ہوتا' تقریباً تمام مشہور گدیوں سے اولیاء کرام تشریف لاتے۔یہ سب حضرات آپ ؒ سے اکتساب فیض اور آپ ؒ کی عقیدت میں تشریف لایا کرتے تھے۔

آپ ؒ زیادہ تر سفر اپنی گھوڑی پر ہی کیا کرتے تھے۔یہ بڑی شاندار عربی النسل گھوڑی تھی (جو جانتی تھی کہ میرا سوار کون ہے'اس کو جو بات کہی جاتی تھی' ویسے ہی عمل کرتی تھی)۔سفر کے معاملے میں آپ ؒ زیادہ تر عشاء کے بعد روانہ ہوتے اور صبح فجر کے وقت واپس آجاتے۔اس مختصر سے وقت کے دوران آپ ؒ حیرت ناک لمبے سفر مکمل کر کے واپس آجاتے۔ جس جگہ بھی آپ ؒ تشریف لے جاتے' آپ ؒ کا قیام زیادہ تر مسجد میں ہی ہوتا۔سفر میں آپ ؒ اپنے ساتھ ستو اور گڑ رکھتے تھے اور کھانے کی جگہ یہ استعمال کیا کرتے تھے۔کسی پر بوجھ بننا پسند نہ فرماتے تھے۔آپ ؒ ہر لحاظ سے سنت مبارک کا خیال رکھتے۔اپنا ہر عمل سنت رسول ﷺ کے مطابق ہی کیا کرتے تھے۔آپ ؒ فقہ حنفیہ (اہل سنت و جماعت) پر مکمل طور پر کاربند تھے۔اس کے باوجود آپ ؒ اپنے مریدوں کو حضرت امام غزالی ؒ کی کتاب کیمیائے سعادت پڑھنے پر بہت زور دیا کرتے تھے تاکہ عقائد اور بنیادی مسائل اچھی طرح سے ذہن نشیں ہو سکیں۔سفر میں بھی آپ ؒ جماعت کے ساتھ ہی نماز ادا فرماتے۔اگر کبھی بالکل اکیلے ہوتے اور ساتھ شامل ہونے والا کوئی نہ ہوتا تو بھی بلند آواز میں اقامت کہہ کر نماز ادا فرماتے' فرمایا کرتے کہ اگر کوئی نمازی نہ ہو تو فرشتے اس جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں۔نماز گھوڑی پر بھی پڑھ لی جاتی تھی۔اسی طرح سے ریل گاڑی پر بھی سفر کے دوران باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کر لی جاتی تھی۔ابھی مساجد میں لاؤڈ سپیکر کا عام رواج نہ تھا' بعض علماء اسکا استعمال ناجائز سمجھتے تھے مگر آپ ؒ نے اس مسئلے پر خاموشی اختیار فرمائی اور اسکے خلاف کچھ نہ فرمایا۔تہجد کی نماز کے لیے زور دیا کرتے تھے۔آپ ؒ فرمایا کرتے تھے کہ تہجد کی نماز میں تین دل اکٹھے ہو جائیں تو مومن بندے کا کام نکلتا ہے (ا) رات کا دل (ب) قرآن کا دل (ج) مومن بندے کا دل قرآن کا دل سورۃ یسین ' رات کا دل رات کا آخری حصہ اور بندہ مومن کا دل رفع سبابہ کے بارے میں جو تشہد میں الا اللہ کے کلمے پر اشارہ کرتے ہیں' آپ ؒ نہیں کیا کرتے تھے بلکہ منع فرمایا کرتے تھے۔اسی طرح امین بلند آواز میں بھی نہیں کیا کرتے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے صحابہ اکرامؓ سے فرمایا کہ تم پر لازم ہے کہ رات کو جاگا کرو کیونکہ یہ صالحین کا طریقہ ہے' یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور قربت کا موجب ہے' گناہوں کے کفارے کا سبب ہے۔

آپؒ کے متعلق کوئی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ آپؒ سے خلاف شریعت کوئی بات سرزد ہوسکتی ہے یا ں کوئی مسئلہ جو آپؒ نے بیان کیا ہو وہ غلط ہوسکتا ہے۔ایک مرتبہ آپؒ نے مسجد کے اندر گزرنے والی جگہ میں سے ایک صف کے برابر جگہ کو مسجد میں شامل کروایا تا کہ نمازیوں کے لیے ایک صف کا اضافہ ہوسکے۔اب وہ لوگ جو ہر وقت اس تاک میں ہوتے تھے کہ کسی طرح آپؒ کو تنگ کیا جائے' اُنھیں موقعہ مل گیا۔وہ پُل اَیک کی کسی مسجد کے اہلحدیث مکتبہ فکر کے مولوی صاحب سے فتوی لے آئے کہ ''کسی مولوی نے رستہ روک کر ایک صف ڈال دی ہے تو آپ فتوی دے دیں کہ یہ ناجائز ہے'' اُن مولوی صاحب نے بغیر تحقیق کے یہ فتوی لکھ کر دے دیا کہ یہ ناجائز ہوا ہے۔یہ فتوی آپؒ تک پہنچا' آپؒ نے اسے دیکھا اور خاموش ہو گئے۔ پھر آپؒ کے عقیدت مندوں میں سے کوئی اُن مولوی صاحب کے پاس گیا اور پوچھا کہ یہ فتوی جناب نے دیا ہے۔اُنھوں نے اقرار کیا' عقیدت مند نے پوچھا کہ آپ کو پتہ ہے کہ یہ کس مولوی صاحب کے بارے میں فتوی آپ نے دیا ہے' اُنھوں نے جواب دیا کہ نہیں۔عقیدت مند نے جواب دیا کہ یہ مولوی محمد حسین پسروریؒ کے متعلق فتوی ہے۔یہ سن کر وہ مولوی صاحب فوراً بول اُٹھے کہ اگر یہ کام مولوی محمد حسین پسروری نے کیا ہے تو پھر یہ کام جائز ہے اور میں اپنا فتوی واپس لیتا ہوں۔یہ صرف اور صرف آپؒ کے علمی تبحر اور با عملی کے باعث تھا کہ ہر فرقہ آپؒ کی علمیت اور عظمت کردار کو سلام پیش کرتا تھا۔اور آپؒ کے عمل کو اپنے لیے حجت تصور کرتا تھا۔جب کوئی دشوار فقہی مسئلہ اُلجھ جاتا تو آپؒ کی رائے آخری تسلیم کی جاتی۔آپؒ اپنی تقریر میں کبھی بھی کسی فرقے کے خلاف بات نہیں کرتے تھے البتہ جب مسائل بیان فرماتے تو وہ اپنے مسلک (حنفیہ) کے بیان کرتے۔لیکن قطعاً کسی مسلک کے خلاف اپنی زبان سے کوئی بات نہ نکالتے۔

میں نے اپنی زندگی کا وہ حصہ جواُن کے زیرِ سایہ گزارا ہے۔میں نے کبھی بھی آپؒ کو غیر شرعی یا دنیاداری کا کوئی کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ہمیشہ آپؒ کو کسی نہ کسی صورت میں عبادت اور تبلیغ دین میں ہی مصروف پایا۔کبھی یہ عبادت زائرین کو فقہی اور علمی مسائل بتا کر ہو رہی ہے' کبھی زائرین کی خدمت کر کے اور کبھی زائرین کو روحانی تربیت اور توجہ دے کر تو کبھی دکھیوں اور مصیبت زدوں کی تکلیفیں دور کر کے۔جہاں آپؒ کی توجہ اپنے مریدین اور زائرین پر بھرپور تھی' وہیں آپؒ اپنے قریبی اور دور کے رشتہ داروں کو بھی فراموش نہ فرماتے۔جہاں کسی کو تکلیف میں پایا' خود چل کر اُس کے پاس پہنچ گئے اور اس کی تکلیف کے ازالے کے لیے ہر ممکن کوشش فرمائی۔یہ تو سب آپؒ کی صبح کے وقت کی مصروفیات تھیں' جبکہ ساری' ساری رات آپؒ کی اپنے رب کے حضور قیام وسجود میں بسر ہوتی۔زائرین کے لیے لنگر کا چوبیں گھنٹے اہتمام رہتا تھا' اہل خانہ ہر وقت تیار رہا کرتے تھے۔یہ عجب روحانی نظام دیکھا' آپؒ کو معلوم ہو جاتا تھا کہ کون سی گاڑی پر کون' کون آ رہا ہے۔کھانے کا پہلے سے حکم فرما دیا کرتے تھے۔

جب آپؒ خطاب فرماتے تو لوگوں کی یہ کیفیت ہوتی کہ خوف خدا کے باعث گڑگڑا کر رو رہے ہیں' چیخیں مار مار کر رو رہے ہیں۔ بہت سے لوگوں کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا۔ اکثر لوگ بے ہوش بھی ہو جاتے تھے۔ اُدھر آپؒ کا خطاب جاری رہتا' اِدھر خوف خدا اور جذبے سے لوگ تڑپنا اور پھڑکنا شروع کر دیتے۔ تقریر کے دوران کثرت سے آپؒ خود بھی اور حاضرین سے بھی درود شریف کا ورد کرواتے۔ اس ورد میں بے خودی کی عجب کیفیت پائی جاتی تھی۔ جب ہم لوگ آپؒ کے ساتھ نماز پڑھتے تو وہ نماز بھی عام نماز نہ ہوتی تھی بلکہ اس نماز کی کیفیت بھی مختلف ہوتی جو لفظوں میں بیان ہونا مشکل ہے۔

اپنی ساری زندگی میں آپؒ کی مجالس والی کیفیات کہیں اور نہیں دیکھیں۔ کئی مرتبہ یہ بات بھی مشاہدے میں آئی کہ نماز کے لیے اذان ہوگئی ہے' جماعت کے لیے صف بندی بھی مکمل ہوگئی لیکن آپؒ انتظار فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی کوئی خاص بندہ مسجد میں داخل ہوتا اور باباجیؒ اسے امامت کے لیے آگے کھڑا کر دیتے ہیں۔ گویا آپؒ کی نگاہ آنے والوں پر بھی ہوتی تھی۔ آپؒ کے عقیدت مند' جب آپؒ سے دور ہوتے تب بھی آپؒ کا قرب محسوس کرتے اور اگر کسی مشکل میں آپ کو یاد کرتے تو فوراً توجہ محسوس کرتے۔

غیر مسلم بھی آپؒ سے بہت فیض پاتے۔ کچھ غیر مسلم تو ایسے تھے کہ وہ مسجد کے اندر آ جاتے اور اپنے اپنے مسائل آپؒ سے بیان کرتے اور اُن کا حل پاتے اور کچھ جو مسجد کے اندر نہ آتے' اُن پر بھی آپؒ خاص کرم فرماتے اور خود مسجد کے دروازے پر جا کر اُن کو دم وغیرہ کرآتے۔

آپؒ کے ایک مرید تھے جو کہ بابا فرشتہ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ کتابوں کی جلدیں باندھا کرتے تھے اور ساتھ میں لوگوں کے جن وغیرہ بھی نکالا کرتے تھے۔ اُنھوں نے مجھے یہ بات سنائی کہ یہ جن وغیرہ نکالنا مجھے کچھ بھی نہ آتا ہے۔ واقعہ یوں ہوا کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ باباجیؒ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگوں کے جن نکالا کرو۔ میں نے عرض کیا حضور وہ کیسے؟ آپؒ نے ارشاد فرمایا بس کرنا کیا ہے' جس بندے کو جن کا سایہ ہو اس کو پاس بیٹھا کر فلاں آیات پڑھ لینا اور پھر اپنی سوٹی کو زمین پر زور سے مار کر جن کو کہنا ''نکل جا' نئیں تے ماراں گا''۔ بس میں آپؒ کا بتایا ہوا اتنا سا کام کرتا ہوں تو جن نکل جاتا ہے۔ اور بندہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ یہ صرف اور صرف آپؒ کی نگاہ کرم اور آپؒ کا عطا کردہ فیض ہے۔

آپؒ کے مریدوں میں بڑے بڑے عاشق لوگ تھے جو آپؒ سے عشق و محبت میں بڑے عجیب تھے۔ آپؒ کے ایک مرید تھے خدا بخش' کورے کی' پسرور کے رہنے والے تھے۔ یہ تین بھائی تھے اور تینوں ہی باباجیؒ کے مرید تھے۔ لیکن خدا بخش صاحب کی آپؒ سے محبت ہی جدا تھی۔ یہ پسرور' کورے کی' سے پیدل آپؒ کو ملنے کے لیے سیالکوٹ' رنگپورہ آیا کرتے تھے۔ بذریعہ سڑک انہیں سیالکوٹ کا راستہ نہ آتا تھا' لہذا نماز عشاء کے بعد یہ گھر سے روانہ ہوتے اور ٹرین کے ٹریک کے

Marfat.com

اوپر چلتے ہوئے سیالکوٹ، رنگپورہ پہنچ جاتے۔ انہوں نے ٹریک پر موجود پھٹوں کا حساب زبانی یاد کیا ہوا تھا۔ (کتنے ۲۰ آس پھٹے ہوگئے ہیں اور کتنے رہ گئے ہیں۔) رات باباجیؒ کے پاس گزارتے اور پھر فجر کے بعد واپس روانہ ہوجاتے۔

ایک صاحب نے حال ہی میں مجھے یہ واقعہ سنایا کہ بڑے باباجیؒ (مولانا محمد حسین پسروریؒ) کے زمانے میں میں عرس پر حاضر تھا۔ تو میں نے یہ مشاہدہ کیا کہ آسمان سے زمین تک نور کے دو دھارے آ رہے ہیں۔ ایک تو حضرت حافظ فتح الدینؒ کے مزار پاک پر گر رہا ہے اور دوسرا حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ کے چہرہ اقدس پر اُتر رہا ہے۔ میں یہ منظر آج تک فراموش نہیں کر سکا۔ پسرور میں ایک حکیم صاحب مجھے ملے، کافی ضعیف تھے، اُنھوں نے مجھے بتایا کہ ہم دو حضرات پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ کے مرید تھے، جب بھی پیر صاحبؒ کے پاس جانا ہوتا تو اکثر آپؒ (مولانا محمد حسین پسروریؒ) سے پسرور مل کر آگے جاتے۔ ایک مرتبہ جب ہم حاضر ہوئے تو آپؒ نے ہمیں ذکر کرنے کا طریقہ ارشاد فرمایا اور ہمیں بھی اپنے ساتھ ذکر میں شامل کر لیا۔ دوران ذکر ہماری آنکھیں بند تھیں۔ اچانک میری آنکھ کھل گئی تو میں نے دیکھا کہ باباجیؒ ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ زمین سے بلند ہوتے جا رہے ہیں۔ گویا آپؒ کا جسم اقدس سراپا نور بن چکا تھا۔ ایک مرتبہ آپؒ ایک گاؤں ''ترگ میانہ'' میں تشریف لے گئے۔ یہاں پر آپؒ کا قیام تو خیر مسجد میں ہی تھا۔ لیکن کھانا کھانے کے معاملے میں آپؒ نے گاؤں والوں کے مجبور کرنے پر اجازت فرمائی اور ساتھ میں یہ ہدایت فرمائی کہ کھانا ایسی عورت پکائے جو بے نماز نہ ہو۔ ایک، دو وقت تو مسئلہ ٹھیک رہا پھر کسی بندے نے آپؒ کو آزمانے کے لیے ایسی عورت کے ہاتھ کا کھانا آپؒ کو پیش کیا جو کہ بے نماز تھی۔ آپؒ نے یہ کھانا تناول نہ فرمایا۔ پوچھنے پر بتایا کہ نمازی کی نماز کی خوشبو کھانے میں شامل ہوجاتی ہے۔ جس سے ہمیں پتہ چل جاتا ہے کہ یہ نمازی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا ہے۔

پیر کبیر شاہ صاحب چوراہی نے یہ واقعہ اپنے بڑوں کے حوالے سے مجھے سنایا کہ مہار شریف میں بڑے بڑے بزرگ اکٹھے تھے۔ جن میں پیر جماعت علی شاہ صاحبانؒ، حافظ عبدالکریم صاحبؒ اور بزرگان چورہ شریفؒ موجود تھے۔ مغرب کی نماز کا وقت تھا، سب نے خواہش ظاہر کی کہ نماز کی امامت قبلہ مولانا محمد حسین پسروری کروائیں اور ساتھ ہی مدینہ شریف کی حاضری کا اشتیاق ظاہر کیا۔ آپؒ نے نماز کی امامت کروائی، سلام پھیری تو سارے ہی بزرگان اشک بار تھے۔ جب پوچھا گیا تو بتایا کہ آپؒ کی توجہ سے نماز کے دوران ہی مدینہ شریف کی حاضری نصیب ہوگئی۔

Marfat.com

نام : محترم صاحبزادہ نور الحق صاحب المعروف نور جی

رہائش : نیو گارڈن ٹاؤن' لاہور

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1937ء ہے۔ حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے صاحبزادہ وسجادہ نشین مولانا بشیر احمد صاحب ؒ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ بچپن کی منازل قبلہ باباجی ؒ کے زیر سایہ طے کیں۔ اپنے والد صاحب ؒ کے وصال کے بعد آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ' رنگپورہ شریف کی ذمہ داریاں سنبھالتے رہے تاوقتیکہ انہیں ملازمت کے سلسلے میں سعودی عرب جانا پڑا۔

ہم لوگوں کی رہائش پسرور میں تھی جبکہ باباجی ؒ سیالکوٹ میں قیام پذیر تھے۔ اِس وقت میں پانچویں یا چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا اور گھر میں سب سے چھوٹا بھی تھا۔ جب بھی باباجی ؒ رنگپورہ شریف' سیالکوٹ سے پسرور تشریف لاتے تو میرے لیے سیالکوٹ سے بیکری کا سامان لاتے' اُس میں خاص طور پر کریم رول ہوتے۔ یہ سامان میرے لیے رکھ دیا جاتا تا کہ جب میں تفریح کے وقت سکول سے گھر آؤں تو اُس وقت استعمال کر سکوں۔ یہ شرف مجھے حاصل ہے کہ میرے لیے سیالکوٹ سے چلتے ہوئے باباجی ؒ بیکری کا سامان لے کر آتے تھے۔ یہ صرف آپ ؒ کی شفقت ہے کہ آپ ؒ نظر انداز نہیں فرماتے تھے' نا صرف مجھے بلکہ کسی کو بھی نظر انداز نہ فرماتے تھے۔ میں تو خیر تعلق والا تھا' اُنکا بچہ تھا' گھر میں سب سے چھوٹا تھا' محبت تھی' پیار تھا۔ لیکن جو خدمتگار تھے' اُنکو بھی باباجی ؒ کبھی نظر انداز نہ فرماتے اور اُن پر بھی بے پناہ شفقت فرماتے تھے۔ اِتنی محبت اور پیار سے اُن سے ملتے کہ اُن کی ساری تھکاوٹ اور دوری' دور ہو جاتی۔ گویا آپ ؒ میں اخلاق کی انتہا تھی۔ جہاں دس' پندرہ آدمی ہر وقت ہاتھ باندھے کھڑے رہتے بلکہ اِس انتظار میں رہتے کہ آپ ؒ کوئی ارشاد فرمائیں اور اُس پر عمل کیا جائے۔ اِس سب کے باوجود' اُن سب خدمتگاروں کا جو یہاں مقرر تھے' ہر طرح سے اُن کا خیال رکھنا باباجی ؒ کا ہی کام تھا۔

اِتنی ذہانت' اتنی نفاست' کسی اور آدمی میں نہیں دیکھی۔ ایک بوڑھا آدمی سو سال کے قریب ہو اور اتنی نفاست ہو' اتنی شرافت ہو' اتنا بڑا پن ہو' ایسی مثال ہم نے کسی میں بھی نہیں دیکھی۔

ایک مرتبہ آپ ؒ پسرور میں اپنی بیٹھک کے اُوپر چھت پر بیٹھ کر حجامت بنوا رہے تھے۔ میں آپ ؒ کے پاس ہی کھیل رہا تھا (ابھی میں چھوٹا سا بچہ تھا' تقریباً چھ' سات سال کا)۔ اِس چھت میں ہوا اور روشنی کے لیے ایک ' مگ ' تھا۔ میں

Marfat.com

کھیلتے کھیلتے اِس مگ کے گرد چکر لگانے لگا۔ اچانک میں اِس مگ سے نیچے گر گیا۔ نائی ہڑبڑا کر اُٹھا کہ نور جی نیچے گر گئے ہیں۔ باباجیؒ نے ارشاد فرمایا ''نئیں جی' کچھ نہیں ہوندا ' ستے خیراں نے ''۔ ایک منزل اُوپر سے کسی کا بچہ بھی نیچے گرے' ایک مرتبہ گھبراہٹ تو ہوتی ہے' ڈر آتا ہے۔ لیکن آپؒ کا سکون اور توجہ قابلِ رشک ہے اور پھر ایسا ہی ہوا کہ مجھے کچھ نہ ہوا اور نہ ہی کوئی خاص چوٹ آئی۔ یقیناً یہ باباجیؒ کی زبان پاک کی تاثیر تھی۔

باباجیؒ کے ایک مرید تھے جن کا نام ''سید غلام حیدر'' تھا۔ یہ باباجیؒ کے بڑے دیوانے تھے حالانکہ یہ کافی بڑی عمر کے تھے پھر بھی باباجیؒ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ علاقہ میں یہ ''بابا فرشتہ'' کے نام سے مشہور تھے۔ اِنہوں نے مجھ سے واقعہ بیان کیا کہ وہ بابا فرشتہ کے نام سے کیسے مشہور ہو گئے۔

محلّہ سیداں (پسرور) میں مسجد سیداں کے ساتھ تھوڑی سی خالی جگہ تھی' جہاں پر باباجیؒ کی گھوڑیاں بندھا کرتیں تھیں۔ باباجیؒ تہجد کی نماز پڑھنے کے لیے اُس مسجد میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور غلام حیدر صاحب مسجد کے دروازے پر ہاتھ باندھے انتظار کیا کرتے کہ باباجیؒ تشریف لائیں تو وہ آپؒ کی اقتداء میں نماز تہجد ادا کریں۔ ایک مرتبہ تہجد کے وقت باباجیؒ مسجد میں تشریف لائے تو غلام حیدر صاحب کو فرمایا '' بھائی غلام حیدر ذرا دیکھ آئیں کہ گھوڑیاں اپنی جگہ پر کھڑی ہیں؟ '' غلام حیدر صاحب گئے اور آ کر باباجیؒ کو کہا کہ ''حضور وہاں تو مجھے فرشتے ہی فرشتے نظر آ رہے ہیں' گھوڑیوں کا تو وجود نظر نہیں آیا۔'' یہ سُن کر باباجیؒ نے فرمایا کہ ''غلام حیدر آج سے آپ فرشتہ ہو گئے ہو ''۔ اُس دن کے بعد سے جو بھی سید غلام حیدر صاحب کو مِلا ہے' اُس نے اُن کو بابا فرشتہ کہہ کر ہی مخاطب کیا ہے۔ اُن کا اصلی نام سب بھول گئے اور وہ سارے علاقہ میں بابا فرشتہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ باباجیؒ نے بچپن میں مجھے ''نور جی'' کہنا شروع کیا تو ہر جگہ میں نور جی کے نام سے مشہور ہو گیا حتیٰ کہ میرا اصل نام بہت کم ہو گیا اور سب چھوٹے بڑے مجھے نور جی کے نام سے پکارنے لگے۔ یہ باباجیؒ کی زبان پاک کا اثر تھا۔ ایک مرتبہ نہایت بچپن میں میری والدہ صاحبہ نے مجھے نیلے رنگ کے کپڑے پہنائے۔ باباجیؒ نے دیکھ کر فرمایا ''اِن کو سفید کپڑے پہنایا کریں ''۔ اُس وقت سے اب تک سفید ہی چل رہے ہیں۔ ایسا ٹھپہ لگ گیا ہے کہ دل مانتا ہی نہیں' رنگدار کپڑے پہننے کو' اب یہ حالت ہے کہ اگر کبھی رنگدار کپڑے پہننے پڑ جائیں تو بڑا مشکل لگتا ہے۔ یہ باباجیؒ کی زبان پاک کی تاثیر کا اثر ہے۔ باباجیؒ کی زبان پاک سے جو کچھ ایک مرتبہ نِکلا' بس وہ ثبت ہو کر رہ گیا۔

چوہدری سلطان صاحب نے یہ سب مجھ سے بیان کیا کہ جب میں نے نئی نئی باباجیؒ کے ہاتھ پر توبہ کی' یہ وہ زمانہ تھا کہ مسجد (مسجد اعواناں' رنگپورہ) میں ایک ہی ہال تھا جس میں بہت سے دروازے تھے۔ آپؒ کسی وقت مجھے (چوہدری

سلطان) اجازت دیتے کہ جاؤ بھئی کوئی روزی، روٹی کا بھی سلسلہ کرو تو میں بحالت مجبوری آپؒ کے پاس سے اُٹھ کر، مسجد کے کسی دروازے میں جا کر کھڑا ہو جاتا اور آپؒ کے چہرہ انور کی طرف تکتا رہتا۔ میرا نظر ہٹانے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ اگر ایک دروازے سے کسی نے کہہ دیا کہ "چوہدری صاحب! آپ کو تو بابا جیؒ نے اجازت دی ہے کہ جا کر کوئی کام وغیرہ کریں۔" تو میں اُدھر سے ہٹ کر دوسرے دروازے میں جا کر کھڑا ہو جاتا۔ اور بابا جیؒ کو تکتا رہتا۔ یعنی دل نہیں چاہتا تھا کہ بابا جیؒ کے وجود سے دور ہو جائے۔ اُن کی فرقت نا قابل برداشت تھی۔

بابا جیؒ کے ایک اور دیوانے تھے جن کا نام "سید حسن شاہ" تھا۔ اِن کے والد صاحب بابا جیؒ کے مرید تھے۔ پسرور سے تین، چار میل کے فاصلے پر اِن کا گاؤں تھا۔ اُنہوں نے ایک مرتبہ ذکر کیا کہ وہ بابا جیؒ کے عقیدتمند کیسے بنے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ "شروع میں میری بابا جیؒ کی طرف بالکل توجہ نہ تھی، بلکہ میں کبھی اُنؒ سے ملا بھی نہ تھا۔ مجھ پر بڑی بھرپور جوانی تھی، بڑی بڑی مونچھیں رکھی ہوئیں تھیں، طاقت کا یہ عالم تھا کہ دو، دو آدمیوں کو اُٹھا کر زور کیا کرتا تھا (بیٹھکیں نکالا کرتا تھا)۔ ہر وقت اپنے ساتھ ایک ونجلی رکھتا تھا جسے میں بجایا کرتا تھا۔ ہر طرف سے بے پرواہی طبیعت پر چھائی رہتی تھی۔ اگر کبھی بابا جیؒ ہمارے گاؤں تشریف لاتے تو اُن سے نہ ملتا، سوچتا کہ وہ پیر ہیں تو میرے والد کے، وہ آئے ہیں، مسجد میں بیٹھے ہیں تو مجھے اس سے کیا؟ ایک دفعہ میں دن چڑھے سو کر اُٹھا، حقہ پینے کی شدید طلب تھی، چلم ہاتھ میں پکڑ کر میں دارے کی طرف جا رہا تھا کہ وہاں سے جا کر آگ لُوں اور حقہ گرم کروں۔ دارے کے ساتھ ہی مسجد تھی۔ جس کے باہر بابا جیؒ کی گھوڑی کھڑی تھی۔ مَیں نے دیکھا کہ مسجد میں بڑی دنیا آ جا رہی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ آج والد صاحب کے پیر (مولوی صاحبؒ) تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میرا یہ حال تھا کہ میں نے کبھی مولوی صاحبؒ سے سلام بھی نہیں لی تھی۔ میں نے حقے کی ٹوپی مسجد کی دیوار پر رکھی اور مسجد (محراب) میں دیکھنے کے لیے، مسجد کے دروازے کے سامنے آیا۔ رات کی خماری ابھی میرے ذہن پر چھائی ہوئی تھی۔ میں نے مسجد کے دروازے پر آ کر دیکھا کہ سامنے محراب میں جو ہستی بیٹھی ہوئی ہے، اُن کی پیشانی سے ایک روشنی نکل رہی ہے جو آسمان تک جا رہی ہے۔ میں دیکھ کر حیران ہو گیا۔ آنکھوں کو ملا، جھپکایا اور پھر دیکھا۔ پھر مجھے وہی بات نظر آئی کہ اُن کی پیشانی سے جو روشنی نکل رہی ہے، آسمان تک جا رہی ہے۔ بس یہ منظر دیکھ کر میرے دل کی دنیا بدل گئی۔ میں نے حقے کی ٹوپی کو وہیں چھوڑا اور اُسی طرح جا کر سامنے دروازے میں کھڑا ہو گیا اور بابا جیؒ کو دیکھتا جاتا اور روتا جاتا۔ تھوڑی دیر کے بعد بابا جیؒ نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ "لو جی وہ آ گئے، جن کا ہم انتظار کر رہے تھے۔ آ جاؤ جی شاہ جی آگے آ جاؤ"۔ میں آگے آیا اور اُن کے قدموں میں گر گیا۔ اُس وقت سے میں نے آپؒ کے قدموں میں سر رکھا ہے اور آج تک نہیں اُٹھایا۔ مجھے نہیں پتہ کس نے میرے متعلق کیا کہا ہے، لوگ کیا کہتے ہیں

Marfat.com

'بس پھر میں باباجیؒ کا دیوانہ ہوگیا۔ پھر محبت کا یہ سلسلہ اتنا بڑھا کہ گھر میں جب بھی کسی جانور کو ذبح کرنا ہوتا' خواہ مرغی ہی کیوں نہ ہوتو باباجیؒ کسی کو کہتے کہ شاہ صاحب کو بلالائیں کہ وہ آئیں اور اس جانور پر اپنے ہاتھ سے تکبیر پھیریں۔ لہذا کوئی بندہ جا کر اُنکو بلالاتا' وہ آکر جانور پر تکبیر پھیرتے تو وہ ذبح شدہ جانور گھر میں پکتا۔ محبت کا یہ عالم تھا۔ ایک اور واقعہ شاہ صاحبؒ نے مجھ سے بیان کیا۔

ایک مرتبہ عید کے موقعہ پر'میں (شاہ صاحب) باباجیؒ کے پاس حاضر تھا' گائے کی قربانی کی جارہی تھی۔ واپسی پر مجھے (شاہ صاحب کو)' عزیز واقارب کے لیے ایک بڑی سینی میں قربانی کا گوشت ڈال کر دیا گیا۔ واپس جاتے ہوئے کافی دیر ہوگئی تقریباً عشاء کے بعد کا وقت ہوگیا۔ وہ سینی سر پر رکھ کر میں چل پڑا' راستے میں ایک جگہ سے گزر ہوتا تھا جہاں ویرانہ تھا اور اُس جگہ ہندو لوگ اپنی مردے جلاتے تھے۔ اَب رات کا وقت تھا' بالکل سنسان علاقہ اور اوپر سے وہ علاقہ جہاں مڑیاں تھیں۔ اندھیرے کے عالم میں مجھے عجیب' عجیب سی شکلیں نظر آنے لگیں۔ اُن کی گاؤ ماتا کا گوشت میرے سَر پر تھا' وہ شکلیں لحہ بہ لحہ بڑھتی جارہیں تھیں حتیٰ کہ وہ شکلیں میرے بہت قریب آنے لگیں۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے بلند آواز سے کہا کہ " پتہ ہے میں کہاں سے آرہا ہوں' جس گھر سے میں آرہا ہوں' اُس گھر کے دیوانے کو تم کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں "۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ شکلیں دور ہوگئیں۔ میں نے نہ تو کوئی درود پڑھا نہ کوئی ورد نہ وظیفہ کیا۔ صرف اتنا کہنے سے میرے دل نے نہایت تقویت پکڑی اور ساتھ ہی یہ ساری بلائیں ٹل گئیں۔ یہ باباجیؒ کی خاص نگاہ اور کرامت کے ساتھ ساتھ ایک کامل ولی اللہ کی نسبت کا فیض ہے۔

مولوی ابراہیم صاحبؒ 'فیصل آباد' ۳۰ چک کے رہائشی تھے۔ باباجیؒ سے بڑا تعلق تھا۔ اِن کے گھٹنے میں بڑی شدید درد ہوتی تھی' بہت علاج کیے لیکن افاقہ نہ ہوا' ہر طرف سے مایوس ہوکر باباجیؒ کے پاس آئے اور اپنی تکلیف کے سلسلے میں عرض کیا۔ باباجیؒ یہ سب سُن کر چپ کیے رہے۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے پھر باباجیؒ کی خدمت میں دوبارہ عرض کیا کہ حضور گھٹنے میں بڑی شدید درد ہے۔ آپؒ نے سُن کر فرمایا "ہاں بھئی یہ بڑی شدید ہوتی ہے' بڑی تکلیف ہوتی ہے" لیکن علاج کے سلسلے میں حضور باباجیؒ نے کچھ نہ فرمایا۔ مولوی ابراہیم صاحب خاموش ہوگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر انہیں موقعہ ملا تو گویا ہوئے کہ حضور گھٹنے میں بڑی تکلیف ہے' میں نماز نہیں پڑھ سکتا' کھڑا نہیں ہوسکتا' چل پھر نہیں سکتا۔ آپؒ نے یہ سُن کر فرمایا کہ "اَب نہیں ہوگی"۔ اُس دن کے بعد سے پھر اُن کو گھٹنے کی درد نہیں ہوئی' حالانکہ اُن کی عمر اَسی (۸۰) سال تک ہوئی لیکن پھر گھٹنے میں درد نہیں ہوئی۔

کلاس والے میں کوئی آپؒ کے شاگرد تھے۔ اُنھوں نے شاید اپنی بیٹی کی شادی کی اور آپؒ کو بھی مدعو کیا۔ جب

Marfat.com

کھانا کھلانے لگے تو ٹیبل اور چیئرز کا انتظام تھا۔ آپؒ جب کرسی پر آرام فرما ہوئے تو کسی نے کہا کہ چلو جی! آج خلاف شریعت ہی سہی۔ آپؒ یہ سُن کر فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے' زمین پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ ''یہ نہیں ہوسکتا' اگر کوئی یہ نہ کہتا تو میں کھا لیتا لیکن یہ کہہ کر جو توہین کی گئی ہے' اَب یہ نہیں ہوسکتا' اَب میں زمین پر ہی بیٹھ کر کھاؤں گا''۔ یعنی خلاف شریعت جو کہنا تھا' اُس نے تازیانے کا کام کیا۔

آپؒ کو اللہ کی مخلوق کا بے حد احساس تھا۔ بڑھاپے میں آپؒ دوپہر کے بعد کچھ دیر آرام فرماتے۔ اُس وقت آپؒ کی عمر ۸۰ سال یا اِس سے متجاوز تھی اور ضعف ظاہری بھی تھا۔ اِس کے باوجود اگر آپؒ کے آرام کرنے کے دوران کوئی سائل آ گیا ہے' بے شک وہ بے حد غریب' کمزور اور جاہل بھی ہوتا تو بھی' ایسا ہی ہوتا کہ ہم لوگ اُسے ٹھہرنے کا کہتے کہ باباجیؒ آرام فرمارہے ہیں' آپ کچھ دیر انتظار کرلیں' عصر کی نماز کے وقت ملاقات ہوجائے گی۔ ابھی ادھر یہ باتیں ہو رہی ہوتیں اور اُدھر باباجیؒ فوراً اُٹھ کر حجرہ مبارک کا دروازہ کھول دیتے اور ساتھ اِس انداز میں گویا ہوتے ''بلاؤ جی' بلاؤ جی' بلاؤ جی' اَے جیہڑا آیا اَے' اَے میرا اسد یا تے نئیں آیا' اَے تے پچھن والے (بھیجنے والے) نے پچیا (بھیجا) اَے تے آیاوے' بلاؤ جی اِدھر بلاؤ' اِدھر بلاؤ' اِدھر بلاؤ''۔ اور پھر اِس کے بعد خود اُٹھ کر چارپائی سے نیچے بیٹھ جانا' مہمانوں کے لیے جو چاٹی کی لسی رکھی ہوتی' وہ پیالے میں ڈالنی' اُس میں نمک ڈالنا' ایک گھونٹ خود لے کر پھر اُس مہمان کو دینا۔ ٹھنڈی لسی کا پیالہ جب سخت گرمی میں اُس بندے کے اندر جاتا تو سکون سے اُس بندے کی آنکھیں کھل جاتیں۔ اِس کے بعد آواز دینا کہ ''لنگر دا جو کجھ ہے لے آؤ''۔ پھر اندر سے کھانے کا ٹرے آ جانا۔ اُس میں سے پہلے ایک لقمہ توڑ کر اپنے منہ میں ڈالنا اور پھر اُس کے آگے تبرک بڑھا دینا' جب اُس نے کھانا کھا لینا اور اُس کے بعد ایک اور پیالہ لسی کا پھر پلا دینا۔ اندر کی آگ (پیٹ کی آگ) ٹھنڈی ہو جاتی تو پھر باباجیؒ نے اُس بندے سے بات کرنی کہ ''کیسراں تکلیف کیتی اے' کیسراں تُسی دوڑ کے آئے اَو'' (یعنی وہ بندہ جو چل کے آیا ہے' وہ تکلیف کر کے آیا ہے' اتنے بڑے بزرگ کے پاس جن کی خود کی عمر ۱۰۰ سال کے قریب ہے اور اُس سے اِس عاجزی اور انکساری سے پوچھنا کہ ''تُوساں کیسراں تکلیف کیتی اَے'' اِس لیے کہ وہ رب کا بھیجا ہوا ہے۔ اگر کسی نے دکھ بھری بپتا بیان کردی تو اُس بندے نے تو رونا لیکن ساتھ میں باباجیؒ نے بھی رقت قلبی کی وجہ سے رونا شروع کر دینا۔ اُس بندے نے تو کم رونا اور باباجیؒ نے زیادہ رونا۔ اور پھر اُس بندے کی تکلیف اور دکھ کا ازالہ ہو جانا' مصیبتوں کا کٹ جانا' معاملہ صاف ہو جانا' ایسا پیشوا جو ماؤں سے زیادہ ہمدرد ہو' کسی کو ایسا پیشوا کہاں نصیب ہوگا۔

ہم نے آپؒ کو پیدل چلتے ہوئے دیکھا ہے کہ وہ بوڑھے آدمی اور ہم نوجوان دوڑ' دوڑ کر بھی ساتھ نہ چل

سکتے تھے' آپؒ سب سے آگے سیدھے چلتے تھے۔ اور اتنے خوبصورت لگتے تھے کہ بیان سے باہر ہے۔

ایک دفعہ گھوڑیاں ضلع شیخوپورہ میں ' کوٹ پونچھ ' چوہدری غلام رسول صاحب کے پاس بھیجی ہوئی تھیں۔ اُن میں سے ایک گھوڑی کو باباجیؒ نے واپس بلوالیا۔ بلانے کے لیے ایک مزارع کو بھیجا کہ وہ جا کر لے آئے۔ واپسی پر وہ آدمی گھوڑی کے منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے '' کلاس والا '' کے بازار سے گزر رہا تھا کہ وہاں کے سکھ دوکاندار وغیرہ کھڑے ہو گئے اور اُس آدمی کو پکڑ لیا کہ یہ گھوڑی تو باباجیؒ کی ہے اور تم اس کو کیسے لے کر جا رہے ہو؟ یہ سُن کر اُس شخص نے اُن کو بتایا کہ میں باباجیؒ کے حکم کے مطابق یہ گھوڑی فلاں مقام سے پسرور لے کر جا رہا ہوں اور میں بھی باباجیؒ کا خادم ہوں۔ یہ سُن کر اُن لوگوں نے اُس بندے کو جانے دیا۔ یہ غیر مسلموں کی باباجیؒ سے عقیدت کی انوکھی مثال ہے۔

پسرور میں باباجیؒ کے گھر کے سامنے ایک مکان ہوا کرتا تھا' جس کو اکثر میرے والد صاحب (مولانا بشیر احمد صاحبؒ) کرائے پر لے چھوڑتے تھے۔ اگرچہ یہ مکان عموماً خالی ہی رہتا تھا لیکن کرایہ پر لینے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں کوئی غلط قسم کا آدمی یہ مکان کرائے پر نہ لے اور اس طرح گھر والوں کو پریشانی نہ ہو۔ ایک دفعہ یہ مکان ایک پٹواری صاحب نے کرائے پر لے لیا۔ اُن دنوں پسرور میں ایک مشہور اہلحدیث عالم مولوی رفیق صاحب (مہاجر) ہوتے تھے۔ اِن کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا۔ اُنکے ایک بھائی رشید صاحب (المعروف مولوی رشید) بھی تھے جو نہایت امیر کبیر اور وسیع جائیداد کے مالک تھے۔ یہ دونوں بھائی کٹر اہلحدیث تھے۔ ایک دفعہ مولوی رشید صاحب اور پسرور کمیٹی کے چیئر مین میاں کا کا صاحب' اُن پٹواری صاحب سے اُنکے گھر ملنے آئے۔ گھر سے باہر نکلتے ہوئے پٹواری صاحب نے اِن دونوں حضرات کو بتایا کہ یہ سامنے والا مکان '' حضرت مولانا محمد حسین پسروری '' کا ہے۔ یہ سُن کر میاں کا کا صاحب وفورِ جذبات سے چلا اُٹھے کہ وہ تو میرے اُستاد ہیں اور عقیدت و محبت سے مکان کی دیواروں کو چوم لیا۔ مولوی رشید صاحب بھی اُن کے ساتھ آگے بڑھے اور دیوار کو بوسہ دے کر کہا کہ میں اِن دیواروں کو اس لیے چوم رہا ہوں کہ یہ ایک عالم دین کا مکان ہے' اُس عالم دین کا جن کو اہلحدیث بھی مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں کٹر اہلحدیث تھے۔ باباجیؒ کا ادب و احترام اہلحدیث بھی اس قدر کرتے تھے۔ کیا ایسی کوئی مثال آج تلاش کی جا سکتی ہے؟

باباجیؒ کے ہاں کسی بھی مسلک کے لیے' کسی قسم کا کوئی تعصب نہیں پایا جاتا تھا۔ پسرور میں ایک اہلحدیث عالم تھے' جن کا نام '' مولوی عبداللہ '' تھا۔ آپ کی عمر کافی زیادہ تھی۔ پسرور میں آپ کو بڑے مولوی صاحب کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور حضرت باباجیؒ کو چھوٹے مولوی صاحب کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ایک دفعہ پسرور میں پلیگ پھیل گئی تو یہ دونوں حضرات اکٹھے ہی باہر نکلتے اور لوگوں کو اُن کے پاس جا کر دم وغیرہ کرتے۔ مولوی عبداللہ صاحب اپنے مسلک اور طریقے

Marfat.com

کے مطابق دم کرتے جاتے اور باباجیؒ اپنے طریقے اور مسلک کے مطابق دم کرتے جاتے۔ لیکن آپس میں کسی قسم کا کوئی تعصب یا رنجش نہ تھی بلکہ ایک دوسرے کا حد درجہ احترام کرتے۔

سیٹھ بشیر جو کہ دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اُنھوں نے خود مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم بس میں سیالکوٹ سے پسرور جا رہے تھے کہ بڈیانے کے قریب یہ بس خراب ہوگئی۔ اِس دوران نماز مغرب کا وقت ہوگیا' باباجیؒ نے نیچے اُتر کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اِسی دوران بس ٹھیک ہوگئی۔ ڈرائیور اور کلینر نے لوگوں کو بس میں بٹھانا شروع کر دیا۔ باباجیؒ اِس دوران نماز کے بعد نوافل کی ادائیگی میں مصروف تھے۔ لوگوں نے باباجیؒ کی طرف دھیان نہ دیا اور بس چلانے لگے۔ سیٹھ بشیر بیان کرتے ہیں کہ یہ میری آنکھوں کے سامنے کا واقعہ ہے کہ بس کو چلا رہے ہیں لیکن بس چلتی نہیں۔ یہ حالات دیکھ کر کچھ لوگوں نے ڈرائیور کو کہا کہ ''مولوی صاحب نماز پڑھ رہے ہیں اور بس تب تک نہیں چلنی جب تک کہ مولوی صاحب نماز مکمل کر کے آ نہ جائیں۔ اِس لیے اُن کے آنے کا انتظار کرو۔'' اور جب باباجیؒ آ گئے تو بس بھی چل پڑی۔ یہی بشیر صاحب بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ باباجیؒ گھوڑی پر بیٹھے کہیں جا رہے تھے' میں نے آپؒ کو دیکھا تو آپؒ اتنے خوبصورت لگ رہے تھے' یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گویا کوئی فرشتہ گھوڑے پر بیٹھ کر جا رہا ہے۔ مجھ سے کسی نے پوچھا کہ یہ کون فرشتہ جا رہا ہے تو میں نے اُنھیں بتایا کہ یہ ''مولوی محمد حسین پسروری'' ہیں۔

حزب اَحناف کے ہر جلسے میں حضور قبلہؒ ضرور تشریف لے جاتے (لاہور) اور سٹیج پر تشریف رکھتے لیکن کوئی تقریر وغیرہ نہ کرتے بلکہ باقی علماء کی تقاریر سنتے۔ اپنے ساتھ گھر سے ستو کی ایک پوٹلی لے جاتے۔ بھوک لگتی تو اُن ستوؤں کو پانی میں گھول کر پی لیتے اور اتنی ہی خوراک پر گزارا فرماتے۔ اِدھر اُدھر کی خوراک استعمال نہ فرماتے۔ اِس کے علاوہ اس میں یہ رمز پنہاں بھی ہوتی کہ وضو کی زیادہ سے زیادہ حفاظت کی جا سکے۔ آپؒ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپؒ جلسوں وغیرہ میں شریک ہوتے تو اکثر فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھ لیا کرتے۔ یعنی ساری رات بیٹھ کر سنتے اور ایک لمحے کے لیے بھی اُٹھ کر باہر نہ جاتے۔

آپؒ دوسروں کا بہت پردہ رکھا کرتے تھے۔ شرم وحیا کا جوہر آپؒ میں انتہاء درجے کا تھا۔ پسرور میں باباجیؒ کے گھر کے ساتھ ایک جگہ تھی جہاں باباجیؒ کی گھوڑیاں باندھی جاتیں تھیں۔ باباجیؒ کی ایک عزیزہ جن کی عمر کافی زیادہ تھی' قریب ہی اپنے گھر میں رہتی تھیں۔ اِن کو باباجیؒ سے بہت حسد تھا۔ ہر بات میں باباجیؒ کی برائی کرنے کی کوشش میں لگے رہنا۔ ایک دن اِن موصوفہ نے باباجیؒ کی گھوڑی کا ''قِلّہ'' اینٹ مار کر توڑ دیا اور گھوڑی کو بھگا دیا۔ گھوڑی بھاگتی بھاگتی بہت دور چلی گئی۔ جب لوگوں نے باباجیؒ کے سامنے اُن کی اِس حرکت کا ذکر کیا تو باباجیؒ نے آگے سے ارشاد فرمایا کہ ''نہیں جی' اُو

قِلّہ پُرانا ہوگیا ہویا سی' اَو آپی ٹُٹ گیا سی' کسے نئیں کیتا ''۔ (گھوڑی پسرور سے کافی دور سترہ کے مقام پر پہنچ گئی' چونکہ رسا اُس کے ساتھ ساتھ تھا لہذا کسی نے پکڑ کر گھوڑی کو مال خانے میں بند کرا دیا۔ کسی گزرنے والے نے گزرتے ہوئے' گھوڑی کو پہچان لیا۔ اپنے گھر سے جا کر گھوڑی کے لیے سبز چارہ اور چنے لے کر آیا' اُسے ڈالے پھر تھانے والوں کو بتایا کہ یہ گھوڑی تو '' مولوی محمد حسین صاحب پسروری '' کی ہے۔ اُس بندے نے پسرور پیغام بھیجا اور پسرور سے کوئی بندہ آ کر گھوڑی لے گیا۔ گویا حضور بابا جیؒ کے جانوروں کا بھی لوگ اس قدر احترام کرتے تھے اور اُن کی پہچان رکھتے تھے۔) بابا جیؒ اِس طرح پردہ پوشی فرماتے۔ بابا جیؒ اُس مائی کی حرکتوں سے قطع نظر اُس کے ساتھ نہایت حُسن سلوک سے پیش آتے۔ جب بھی بابا جیؒ کے پاس موسم کی کوئی سوغات آتی تو بابا جیؒ پہلے اُس میں سے مائی کو حصہ دیتے اور خود اُس کے گھر جا کر یوں مخاطب ہوتے کہ '' پین جی! اِے نوئیں موسم دا پھل آیا وے' اَے تُسی کھا کے ویکھو ذرا ''۔ اِس کے بعد اپنے گھر میں یہ چیز لے کر جاتے۔ اِسی طرح وہ مائی صاحبہ بھی ہمارے گھر آ جاتیں اور گھر میں آ کر کسی کو پکارتیں اور کہا کرتیں کہ میرے لیے لسی کا ایک جگ لے کر آؤ تو گھر والے نہ صرف لسی کا جگ بھیجتے بلکہ ساتھ میں تازہ روٹی بھی پکا کر بھیجتے۔ یہ سب صرف اور صرف بابا جیؒ کا حسن سلوک تھا۔ بابا جیؒ کے گھر کی روٹی کا ذائقہ ہر جگہ مشہور تھا۔ ملک عباس صاحب اکثر کہا کرتے ہیں کہ جو دال روٹی کا مزا مجھے بابا جیؒ کے لنگر میں آیا' وہ آج تک مجھے کسی 5 سٹار ہوٹل کے کھانے میں بھی نہیں آیا۔ کیونکہ وہ دال روٹی ''اللہ' اللہ '' کی ضربوں کے دوران تیار کی جاتی تھی۔

آپؒ کے ایک شاگرد (بابو محمد حسین) نے مجھے بیان کیا کہ اِتنا خوبصورت اُستاد' اتنا رحم دل اور شفیق استاد ہم نے نہیں دیکھا۔ اگر کسی بچے نے کوئی کام نہیں کیا یا سبق یاد نہیں کیا تو آپؒ موردالزام بچے کو نہیں ٹھہراتے تھے بلکہ اپنے آپ کو ٹھہراتے' اور بلند آواز میں یہ دعا فرماتے کہ '' یا اللہ! میری زبان میں یہ تاثیر پیدا فرما کہ جو میں کہوں یہ سُن لیں اور یہ اُس پر عمل کریں۔ یا اللہ یہ میری کوئی کوتاہی ہے کہ یہ بچے میری بات نہیں مانتے۔ یا اللہ پاک میری یہ خامی دور کر دے۔ یا اللہ مجھے اس قابل کر دے کہ میں اِن کی اچھی رہنمائی کر سکوں' جو سبق میں اِنہیں دوں' وہ یہ یاد کریں جو کچھ میں اِنہیں پڑھاؤں' وہ پڑھائی اِنہیں یاد ہو جائے۔ یہ کامیاب طالب علم بنیں۔ '' اور اُس بچے کو کچھ نہ کہنا بلکہ یہ دعا ساری کلاس کے سامنے مانگنی۔ بابا جیؒ نے کبھی بچوں کے ساتھ سختی نہیں کی۔

ایک مرتبہ' میرے سامنے' ایک شاہ صاحب' بابا جیؒ کے پاس تشریف لائے۔ آپؒ سیدوں کا بہت ادب و احترام کیا کرتے تھے۔ آپؒ چارپائی سے اُٹھ کر نیچے بیٹھ گئے اور اپنے سر کی پگڑی کھول کے نیچے بچھا دی اور اُن شاہ صاحب سے کہا کہ '' شاہ صاحب آپ اِس پر تشریف رکھیں' شاہ صاحب آپ اس پر تشریف رکھیں۔ '' اگر آپؒ کے

Marfat.com

پاس مدینہ شریف سے کوئی عرب صاحب تشریف لے آتے تو آپؒ اُن پر بے حد انعام واکرام کرتے اور وہ جاتے ہوئے جھولیاں بھر بھر کے جاتے۔ آپؒ یہ نہ دیکھتے کہ آنے والا کیسا ہے بلکہ یہ دیکھتے کہ اِس کی نسبت کس کے ساتھ ہے۔

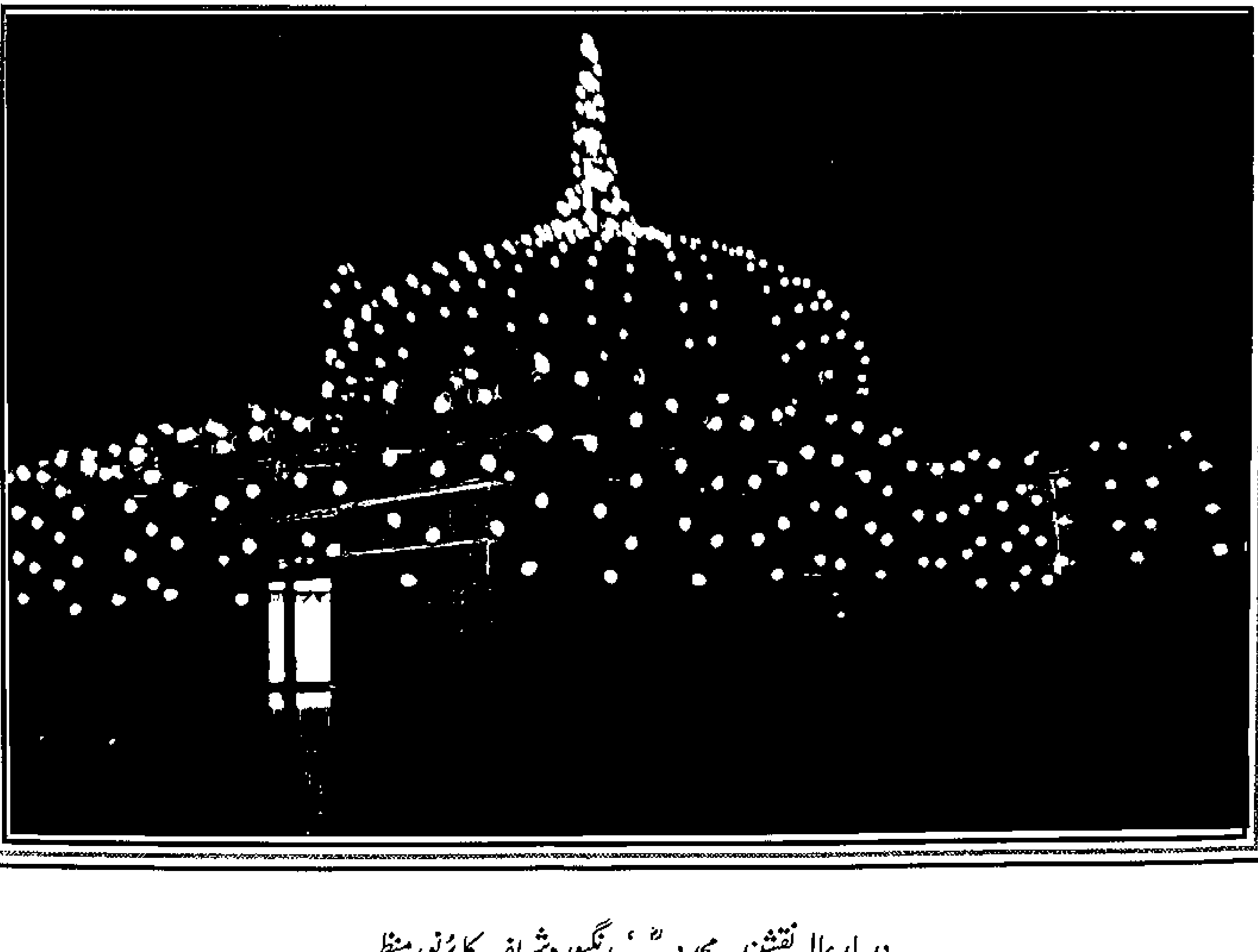

دربارِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہؒ، رنگپورہ شریف کا پُرنور منظر

Marfat.com

نام : محترم محمد سعید صاحب

رہائش : ڈسکہ

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1920ء (یکم جنوری) ہے۔ حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ کے نہایت عقیدت مند اور تعلق والے خاندان سے ہیں۔ حضور قبلہؒ کی مجالس میں نعت خوانی کرنے کا اعزاز بھی آپ کے پاس ہے۔ حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ آپ پر خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے۔

میں تقریباً ۱۴، ۱۵ سال کی عمر میں باباجیؒ کی بیعت ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ جب ہمارے گاؤں ''اُدھوفتے'' باباجیؒ تشریف لائے تو میرے والد صاحب نے باباجیؒ سے مجھے بیعت کرنے کی درخواست کی جو باباجیؒ نے منظور فرمالی۔ خود میرے والد صاحب حضرت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی سرکارؒ کے بیعت تھے۔ لیکن حضرت صاحبؒ سے بڑا گہرا تعلق ہو گیا تھا۔ ہر جمعہ حضرت صاحبؒ کے پیچھے، پسرور میں ادا فرماتے۔ ہمارا گاؤں پسرور سے تقریباً ۹ میل کے فاصلے پر ہے، ہر جمعہ کو والد صاحب ۹ میل پیدل چل کر حضرت صاحبؒ کے پاس جمعہ پڑھنے کے لیے آتے اور ۹ میل پیدل چل کر واپس جاتے۔ ایک مرتبہ حضور قبلہ پیر جماعت علی شاہ لاثانی سرکارؒ نے میرے والد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ '' ایک بندہ جو بیعت تو میری ہے مگر مولوی صاحب (مولانا محمد حسین پسروریؒ) سے بہت ملتا ہے، میں اُس پر بڑا راضی ہوں۔ ''

میری عمر تقریباً ۲۰ سال کی تھی، جب میں بسلسلہ کاروبار ڈسکہ آ گیا۔ یہاں پر حضرت صاحبؒ آنکھوں کے اپریشن کے لیے ڈسکہ ہسپتال داخل ہوئے۔ اُن دنوں یہاں پر ایک سکھ ڈاکٹر اَرُور سنگھ تھا جو آنکھوں کا اپریشن کرتا تھا۔ روز شام کو میں، میرے بھائی اور دوسرے عزیز و اقارب حضرت صاحبؒ سے ہسپتال جا کر ملاقات کرتے۔ میرے ماموں جی زیادہ تر حضرت صاحبؒ کے پاس رہا کرتے تھے۔ ایک دن میں حضرت صاحبؒ کے پاس نہ گیا تو حضرت صاحبؒ نے میرے متعلق دریافت فرمایا کہ '' محمد سعید آج نہیں آئے '' تو میرے ماموں نے جواب دیا کہ حضور! وہ تو آج گوجرانوالہ کسی عرس پر گیا ہے۔ یہ سُن کر حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ '' ہم نے اسے میراثی تو نہیں بنایا تھا ''(میں دراصل آپؒ کے پاس جا کر نعتیں پڑھا کرتا تھا، مجھے آپؒ کی توجہ سے نعت خوانی کا بڑا ذوق و شوق پیدا ہو گیا تھا) میں جب گھر آیا تو میرے ماموں نے مجھے ساری بات بتائی اور حضرت صاحبؒ کے تاثرات بھی بتائے۔ اُس وقت مجھے اِس بات کی سمجھ نہ آئی کہ

Marfat.com

حضرت صاحبؒ نے یہ کیا بات کی ہے کہ میں نے عرس پر جا کر نعت خوانی کی ہے' اس میں میراثیوں والی کونسی بات ہے۔خیر اس بات کے بعد' ۱۹۶۳ء میں جب حضرت امام غزالیؒ کی کتاب ''کیمیائے سعادت'' کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا' تو مجھے اس بات کی سمجھ کہ جو کچھ اس وقت حضرت صاحبؒ نے فرمایا تھا' درست فرمایا تھا۔حضرت امام غزالیؒ نے بیان فرمایا تھا کہ ''جو شخص نعت اس لیے پڑھے کہ لوگ میری خدمت کریں گے یا میری لوگوں میں واہ واہ ہوگی۔تو وہ شخص نا صرف میراثی بلکہ میراثیوں سے بھی بدتر ہے۔بے شک وہ کوئی واعظ ہو' نعت خواں ہو یا کوئی حافظ قرآن ہو' جو شخص بھی اپنی واہ واہ کی خاطر یا روپے پیسے کی خاطر ایسا کام کرے وہ میراثیوں سے بدتر ہے۔'' یہ پڑھ کر مجھے سمجھ آئی کہ حضرت صاحبؒ کی نگاہ میرے دل میں پوشیدہ خیال اور نیت پر تھی اور میری تربیت کی خاطر آپؒ نے یہ ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی کتنا مستند حوالہ دیا۔

آپؒ کی ایسی کشش تھی کہ بس نا قابل بیان ہے۔اللہ اکبر ' اللہ اکبر ۔جو کچھ آپؒ کی گفتگو اور ذات کی تاثیر تھی' وہ خدا کی قسم ' ایسے تھی جیسے ہر چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور سکیڑتی ہے۔یعنی انتہا درجے کی آپؒ کی ذات اور گفتگو میں کشش تھی۔آپؒ نے نہایت دھیمے لہجے میں گفتگو کا آغاز فرمانا اور خلقت میں کہرام برپا ہو جانا۔ہر طرف چیخ و پکار ہو جاتی' لوگ خوف خدا کی وجہ سے کانپ اٹھتے' زاروقطار اور بلند آواز میں گریہ زاری شروع کر دیتے۔

میں نے اکثر دیکھا تھا کہ جس عید میلاد شریف کے جلسے میں آپؒ تشریف فرما ہوتے' اُس جلسے میں جو بھی مولوی یا نعت خواں تقریر یا نعت پڑھتے اُس (تقریر یا نعت) میں نہایت کشش پیدا ہو جاتی اور لوگوں پر اسکا بے انتہا اثر ہوتا لیکن وہی مولوی صاحب یا نعت خواں آپؒ کی غیر موجودگی میں تقریر یا نعت خوانی کرتے تو کوئی کشش پیدا نہ ہوتی اور کوئی اثر پیدا نہ ہوتا۔آپؒ جس محفل میں ہوتے' اس محفل میں خوف خدا کے باعث کہرام برپا ہو جاتا۔پھر مجھے یہ بات سمجھ آ گئی کہ یہ حضرت صاحبؒ کے وجود کی برکت اور اُن کی نرالی شان کی وجہ سے ہے۔میں آپؒ کے اس رنگ پر حیران تھا' بعد میں امام غزالیؒ کی کتاب احیائے علوم میں مجھے ایسی بات پڑھنے کا موقعہ ملا۔اُس میں لکھا تھا کہ ایک بزرگ تھے' اُنکے بیٹے نے اُن سے کہا کہ ابا جی! میں دیکھتا ہوں بڑے بڑے قاری' بڑے بڑے واعظ' بڑے بڑے مقرر جوش و خروش سے نکات بیان کرتے ہیں لیکن خلقت ٹس سے مس نہیں ہوتی اور آپ ایک' دو باتیں ہی آہستہ آہستہ کرتے ہیں اور خلقت میں کہرام مچ جاتا ہے۔اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ فرمانے لگے' جس عورت کا اپنا بچہ اپنی گود میں مر جائے اُسکا رونا اور ہے اور جو اُجرت پر کرائے پر لا کر رُلائی جائیں' اُن کا رونا اور ہے۔مطلب یہ کہ جو خود کے دل میں درد ہوتا ہے' وہ خود کو بھی رولاتا ہے اور دوسروں پر بھی اثر رکھتا ہے۔

ایک مرتبہ آپؒ مجھے اپنے ساتھ ایک گاؤں ''ننگاں ماجراں'' لے گئے' وہاں عید میلاد شریف کا جلسہ تھا۔وہاں پر

Marfat.com

آپؒ نے مجھے نعت پڑھنے کا حکم دیا۔ جب میں نے نعت شریف پڑھی تو مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوگئی کہ مجھے سمجھ نہ آئے کہ میں آسمان پر ہوں کہ زمین پر ہوں اور ایسی ہی تاثیر خلقت پر بھی طاری ہوگئی۔

آپؒ جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے' آپؒ کا قیام مسجد میں ہی ہوتا۔ کسی کے گھر میں قیام آپؒ بہت ہی کم' نہ ہونے کے برابر فرماتے تھے۔ اگر ہو سکے تو کھانا بھی مسجد میں ہی تناول فرما لیتے اور آرام بھی مسجد میں فرمایا کرتے تھے۔ آپؒ کو حقے سے بہت نفرت تھی' ایک مرتبہ آپؒ ہمارے گاؤں تشریف لائے اور میرے والد صاحب' حضرت صاحبؒ کے آرام کے لیے بستر لائے۔ یہ بستر ہمارا کوئی مہمان استعمال کر چکا تھا جو حقہ پیتا تھا۔ بستر پر آتے ہی فوراً حضرت صاحبؒ نے بستر کو اپنے سے دور کر دیا اور والد صاحب سے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ''میرے لیے حقہ پینے والوں کا بستر مت لایا کریں''۔ اُس دن کے بعد سے میرے والد صاحب نے حضرت صاحبؒ کے لیے ایک چارپائی اور بستر علیحدہ تیار کروا چھوڑا تھا اور جب بھی حضرت صاحبؒ تشریف لاتے' یہ چیزیں آپؒ کے زیر استعمال آتیں۔

ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت صاحبؒ کی اقتداء میں جامع مسجد اعواناں' رنگپورہ شریف میں جمعہ ادا کر رہے تھے۔ یہ ماہ رمضان کا پہلا روزہ تھا۔ اور سخت گرمی کے دن تھے' غالباً پنجابی مہینہ ہاڑ کی ۲۵ تاریخ تھی۔ آپؒ نے وعظ فرمایا اور وعظ فرمانے کے بعد آپؒ نے آپ ﷺ کے زمانہ انور میں شدید گرمی کا ایک نقشہ کھنچا۔ آپؒ نے فرمایا کہ ''آپ ﷺ کے زمانے میں شدت کی گرمی پڑ رہی تھی۔ ایک اعرابی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ ﷺ خطبہ کے لیے کھڑے تھے۔ اعرابی نے عرض کی کہ حضور ﷺ 'ہم تباہ و برباد ہو گئے' بہت گرمی ہے اور بارش مفقود ہے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی خطبہ کے دوران اور اُسی وقت بارش شروع ہوگئی۔ آپ ﷺ کے خطبہ پڑھنے تک داڑھی مبارک تر ہوگئی اور پھر آٹھ دن مسلسل بارش ہوتی رہی۔ پھر وہ اعرابی حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور ﷺ اَب ہم ڈوب چلے ہیں' برباد ہو چلے ہیں۔ آپ ﷺ نے اُنگلی کا اشارہ فرمایا تو بادل مدینہ شریف سے ہٹ گئے اور پہاڑوں اور سمندروں کی طرف چل دیئے۔ یہ بات حضرت صاحبؒ نے بیان فرما کر کہا کہ جس وقت حضور ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو پھر بارش کی ضرورت ہوتی تھی تو حضور ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کے پاس جا کر اور اُنکو وسیلہ بنا کر' لوگ دعا کی درخواست کرتے اور یہ دعا کی جاتی کہ ''یا اللہ اَب حضور ﷺ تو ہم میں موجود نہیں' یا اللہ اُنکے چچا (حضرت عباسؓ) کی طفیل بارش برسائیں۔'' یہ فرمانے کے بعد حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ'' اَب نہ تو حضور ﷺ ہم میں ظاہر ہیں اور نہ ہی حضور ﷺ کے چچا موجود ہیں' اَب تو صرف حضور ﷺ کا کلمہ ہی ہے۔ اَب ہم یا اللہ تیری بارگاہ میں حضور ﷺ کا کلمہ لے کر' عرض کر رہے ہیں کہ بڑی شدت کی گرمی ہے' ماہ رمضان آیا ہے' بارش کو حکم فرمایا جائے کہ یا اللہ!

Marfat.com

آپ نے بارش نہ کرنی ہوتی تو ہماری زبان ہی اِس بات پر نہ ہلتی۔ ہم کو یقین ہے کہ آپ نے ضرور ہماری بات ماننی ہے اور ہماری بات کبھی آپ نے رد نہیں فرمائی اور ہمیں یقین ہے کہ آپ نے ہماری بات نہیں ٹالنی لہذا ضرور بارش فرمائیں۔'' یہ دعا آپؒ نے ہاتھ اُلٹے کر کے فرمائی' اِس کے بعد خطبہ پڑھا گیا اور اذان ہوئی۔ میں بھی مسجد میں موجود تھا' نماز ادا کی گئی۔ ابھی نماز کی پہلی رکعت شروع ہی ہوئی تھی کہ باہر سائبان بھیگ گیا اور ٹھنڈی ہوا چلنی شروع ہوگئی۔ جو لوگ باہر تھے' وہ لوگ بھیگ گئے۔ اُس وقت کچھ دیر بارش کے بعد موسم ٹھنڈا ہو گیا اور خوشگوار ہوا چلتی رہی' اُس کے بعد پھر رات کو موسلا دار بارش ہوئی۔ ہم لوگ اس دھیان میں تھے کہ جب تک حضرت صاحبؒ بارش کے بند ہونے کے لیے دعا نہیں فرمائیں گے بارش بند نہ ہوگی۔ اور یہی ہوا کہ سارا ماہ رمضان وقفہ وقفہ سے بارش ہوتی رہی اور سارا ماہ رمضان بڑا ٹھنڈا گزرا۔ یہ آپؒ کی دعا کی تاثیر تھی۔ ماہ رمضان کے بعد آپؒ نے بارش کے رکنے کے لیے دعا فرمائی تو بارش کا سلسلہ تھم گیا۔

میرے والد صاحب کا پہلے حضرت صاحبؒ سے تعلق نہ تھا بلکہ پہلے میرے ماموں کا حضرت صاحبؒ سے تعلق قائم ہوا۔ وہ تعلق اس طرح سے قائم ہوا کہ ایک مرتبہ آپؒ ''کورے کی'' تشریف لائے۔ میرے ماموں زمینداروں کے اوزار بنانے کا کام کرتے تھے۔ میرے ماموں کے ساتھ' اُنکے والد یعنی میرے نانا جی بھی ہوتے تھے۔ میرے نانا جی کا نام قطب دین تھا' یہ مسجد میں امام تھے اور ساتھ میں جمعہ بھی پڑھایا کرتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم حضرت صاحبؒ کے پاس کچھ دیر بیٹھے تو ہمیں محسوس ہوا کہ یہاں تو بات ہی کچھ اور ہے' اُن کو آپؒ میں بے انتہا کشش محسوس ہوئی۔ جب آپؒ وہاں سے تشریف لے جانے لگے تو آپؒ نے میرے ماموں سے فرمایا کہ ''محمد دین پھر ہر آٹھویں دن ہماری اور آپکی ملاقات ہوا کرے گی۔'' میرے ماموں نے جواب دیا کہ جناب ہم تو زمینداروں کا کام کرتے ہیں' یہ تو بڑی مشکل بات ہے۔ آپؒ نے جواب ارشاد فرمایا ''ایسا کرتے ہیں کہ ایک جمعہ آپ میرے پاس پسرور آکر پڑھ لینا اور ایک جمعہ میں آپ کے پاس کورے کی آکر پڑھ لوں گا اور اسطرح ہر آٹھویں دن ہماری ملاقات ہو جائے گی۔'' اسطرح یہ معمول ۴' ۵ ماہ قائم رہا اور ہمارا تعلق آپؒ سے مضبوط ہو گیا۔ پھر آپؒ نے میرے نانا جی (قطب الدین صاحبؒ) کو خلافت عطاء کر دی۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ (قطب الدین صاحبؒ) حج پر چلے گئے اور واپسی پر راستے میں اُن کا انتقال ہو گیا۔

ایک مرتبہ میرے ماما جی (محمد دین صاحبؒ) علی پور شریف عرس پر موجود تھے اور اس موقعہ پر حضور امیر ملت قبلہ حافظ جماعت علی شاہ صاحبؒ تقریر فرما رہے تھے۔ اُنھوں نے فرمایا کہ ''بھئی ایک بندہ یہاں پہ ایسا بھی ہے کہ جو بات مجھے چودہ حجوں میں نصیب نہیں ہوئی' وہ بات پہلے حج میں حاصل کر کے آیا ہے۔'' اِس وقت ہزاروں کا مجمعہ تھا اور آپؒ (امیر ملتؒ) کے بے شمار مریدین وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ یہ سن کر بڑے اشتیاق میں آگئے کہ ہمارے پیر صاحب جن کی

Marfat.com

تعریف کر رہے ہیں' وہ بندہ کتنا مقبول بارگاہِ الٰہی اور بلند مراتب کا حامل ہوگا۔ جب پیر صاحبؒ نے لوگوں کا اشتیاق دیکھا تو ہاتھ کا اشارہ کر کے فرمانے لگے'' یہ میرے پاس تشریف فرما ہیں مولوی محمد حسین 'یہ وہ بات حاصل کر کے آئے ہیں جو مجھے چودہ حجوں میں بھی حاصل نہیں ہوئی۔ اگر کسی نے جنتی کو دیکھنا ہے تو اِن کو دیکھ لے۔''

یہ واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت قبلہؒ پسرور سکول میں اُستاد تھے۔ جب آپؒ کی عمر ریٹائیر منٹ کے قریب پہنچی تو آپؒ کے پاس محکمے کی طرف سے یہ تجویز آئی کہ آپ پینشن بھی لے سکتے ہیں اور یکمشت ایک بڑا انعام (بڑی رقم) بھی لے سکتے ہیں۔ (جسے آجکل گولڈن ہینڈ شیک کہا جاتا ہے۔) حضرت صاحب قبلہؒ نے انعام کو ترجیح دی۔ لہذا اُس زمانے میں آپؒ کو حکومت کی جانب سے بارہ سو روپیہ انعام میں ملا۔ (یہ تقریباً ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۴ء کے درمیان کی بات ہے) یہ اُس زمانے میں ایک بڑی رقم تھی جبکہ اُن دنوں حج کا مکمل خرچہ تقریباً (۲۰۰) دو سو روپے ہوتا تھا (یہ سفر تقریباً چھ ماہ کا ہوتا تھا)۔ اس رقم کو لے کر آپؒ 'اپنے ایک یا دو قریبی ساتھیوں کے ساتھ حج کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ سب فرائض سے فارغ ہو کر جب آپؒ مدینہ منورہ پہنچے تو روضہ انور کے متولی صاحب سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ رات مجھے آپ ﷺ کے روضہ انور کا دروازہ کھول کر اندر بند کر دیں اور باہر سے تالا بند کر کے چلے جائیں' صبح جب آپ آئیں تو آ کر دروازہ کھول دیجیے گا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ کا لب و لہجہ عربی اور خلوص و محبت سے پُر تھا اور اِس کے علاوہ آپؒ کی ذات میں جو کشش تھی اور آپؒ کے چہرہ پر جو انوار تھے' اُس سے یقیناً متولی صاحبؒ متاثر ہوئے ہونگے' بہر حال متولی صاحب راضی ہو گئے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ میں ساری رات اندر حاضر رہا لیکن کوئی بات نہ بنی یعنی جس چیز کی خواہش تھی' وہ حاصل نہ ہوئی۔ اگلی رات پھر آپؒ نے متولی صاحبؒ سے اُسی خواہش کا اظہار کیا' متولی صاحبؒ راضی ہو گئے۔ دوسری رات بھی آپؒ کا قیام روضہ مبارک کے اندر رہا مگر آپؒ فرماتے ہیں کہ کوئی بات نہ بنی۔ تیسری رات پھر اُسی خواہش کا اظہار کیا۔ (عاشق لوگ تھکتے نہیں ہیں) اور روضہ مبارک میں قیام فرمایا آپؒ فرماتے ہیں کہ جب متولی صاحبؒ تالا بند کر کے چلے گئے تو (اکثر و بیشتر آپؒ دوزانو بیٹھا کرتے تھے تو آپؒ دوزانو بیٹھے بیٹھے فرماتے ہیں کہ کوئی اور جگہ ہو اور وہاں کوئی چیز نظر آئے یاں ملے تو آگے کی طرف حرکت ہوتی ہے۔ پھر آپؒ تھوڑا پیچھے ہٹ کر اشارہ سے بتاتے کہ بارگاہ نبوی ﷺ میں ذرا پیچھے ہٹنا پڑتا ہے۔ کیونکہ (جلوہ و جمال اور نور) برداشت نہیں ہوتا۔) یہ نقشہ آپؒ خود بتایا کرتے تھے پھر آپؒ فرماتے ہیں کہ میرے کندھوں پر سرکار ﷺ کا دست مبارک آیا اور اُس دست مبارک کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ (اللہ اکبر ' سبحان اللہ) ایک یہ بات بھی آپؒ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن میں بازار میں سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک مزار دیکھا پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ مزار مبارک (والد ماجد حضور ﷺ) حضرت عبداللہؓ کا ہے۔

Marfat.com

(کافی دنوں سے گھر والوں سے رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے' کچھ فکر تھی اور ڈاک خانے کی تلاش بھی) میں مزار مبارک کے اندر چلا گیا۔ جس وقت میں مزار مبارک پر مراقب ہوا تو مجھے حضرت عبداللہؒ نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کہاں ڈاک ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ سارے جہاں کی ڈاکیں میرے روضے کے اندر ہیں، آپ نے جس کو دیکھنا ہے دیکھ لیں۔ میرے ذہن میں جس جس کا نام آیا میں نے اُس کو اُسکے مقام پر مصروف زندگی دیکھ لیا۔ سارے گھر والوں کو بھی مختلف کاموں میں مصروف دیکھ لیا' میری تسلی ہوگئی۔'' یہ حضرتؒ کے حال پر حضرت عبداللہؒ کی خاص نگاہ لطف وعنایت اور محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ایک مرتبہ ڈسکہ کے قریب واقعہ ایک گاؤں ''تدو'' میں محفل میلاد شریف منعقد تھی۔ اُس محفل میں باباجیؒ (حضرت صاحبؒ) کے ساتھ میں بھی گیا۔ مسجد میں محفل شریف تھی۔ پہلے میں نے نعت شریف پڑھی' اِس کے بعد کسی نے بیان کیا اور اُسکے بعد آپؒ نے وعظ کرنا شروع کیا تقریباً (اندازاً) ایک گھنٹے کے قریب وعظ فرمایا ہوگا کہ اچانک آپؒ نے فرمایا کہ (حضور علیہ الصلوۃ والسلام) کی تشریف آوری ہوگئی ہے۔ لہذا سب حضرات کھڑے ہو جائیں اس کے بعد سلام پڑھا گیا' دعاء مانگی گئی اور محفل میلاد شریف مکمل ہوگئی۔

اللہ اکبر ' اللہ اکبر قبلہ حضرت صاحبؒ کا چہرہ دیکھنا گویا نور کو دیکھنا تھا۔ مسلمان تو مسلمان جو ہندو اور سکھ تھے' وہ بھی آپؒ کا چہرہ دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ یہ کوئی فرشتہ ہے' مرزائی بھی چہرہ دیکھ کر کہتے کوئی فرشتہ ہے۔ اس قدر آپؒ کی خوبصورت جھلک تھی اور اُس پر انوار و تجلیات کی کثرت۔ آپؒ کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ '' او نقشبندیو! جیہڑی چیز پیر دے چہرے توں مل دی جے نا' او کیتلوں ہوروں نئیں جے ملدی۔ ''

بعد میں مجھے سمجھ آئی کہ وہ محبت کی کشش پیدا ہو جاتی ہے جو کسی اور جگہ سے نہیں ملتی۔ وہ صرف وہاں سے ہی ملتی ہے۔

ایک مرتبہ آپؒ ''کورے کی'' میں کسی محفل میں تشریف لائے تو میری والدہ نے حضرت صاحبؒ سے بڑے بھائی کی شکایت کی اور عرض کی کہ باباجی! محمد شفیع نماز نہیں پڑھتا (باباجیؒ نماز کی بہت پابندی کرتے تھے اور اپنے ملنے والوں پر بھی نماز کے متعلق بہت زور دیتے تھے بلکہ جو لوگ دَم وغیرہ کروانے آتے' اُن سے بھی اور بعض اوقات اُن میں سے کچھ لوگوں سے نماز کے مختلف ارکان کو زبانی سننے کے بعد' اُن کا تلفظ درست کرواتے۔ التحیات میں درود شریف میں'' سیدنا'' کا لفظ بھی پڑھنے کے لیے کہتے کہ نماز میں درود شریف یوں پڑھا جائے '' اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراھیم و علی ال سیدنا ابراھیم انک حمید مجید '') باباجیؒ

Marfat.com

نے برجستہ جواب دیا '' اصحاب کہف کے کتے نے کتنی نمازیں پڑھیں تھیں؟ ''یعنی کہ یہ سبق دیا کہ اللہ کے بندوں سے صحیح تعلق ہونا چاہیے، یہ تعلق نمازوں سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ (بہر حال چند دنوں کے بعد وہ نماز کے پابند ہو گئے)

میں نے اتنا زمانہ دیکھا ہے لیکن آپؒ جیسا ولی کامل اور درد والا بندہ نہیں دیکھا۔ فیصل آباد میں ایک ولی کامل محمد یوسف نگینہؒ ہوئے ہیں، وہ بھی باباجیؒ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور باباجیؒ کے کمال ظاہری اور باطنی کے از حد معترف تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ باباجی بڑے سوہنے لگتے ہیں۔ حضرت صاحب قبلہؒ اکثر یہ شعر بیان کیا کرتے تھے کہ

آسماں سجدہ کنند سُوئے زمینی کے برو
یک دوکس، یک دونفس، بحر خدا نشینند

(آسماں کو حکم کیا جاتا ہے کہ اے آسماں اِس جگہ پر قیامت تک سجدہ کرتے رہو کہ اِس جگہ پر ایک، دونفوس آپس میں ایک، دو لمحوں کے لیے خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے بیٹھے ہیں۔)

ہر سال گاؤں ترگ میں ایک چھوٹی سی محفل میلاد شریف منعقد کی جاتی جہاں پر حضرت صاحبؒ تشریف لے جاتے اور اکثر میں بھی آپؒ کے ساتھ چلا جاتا اور وہاں پر آپؒ مجھے حکم فرماتے کہ (مندرجہ ذیل) یہ نعت شریف پڑھی جائے ۔ یہ نعت شریف آپؒ کو بہت پسند تھی۔ جب یہ نعت شریف پڑھی جاتی تو آپؒ پر گریہ زاری کی کیفیت طاری ہو جاتی اور ساتھ ہی خلقت میں کہرام برپا ہو جاتا، مجھ پر بھی زار و قطار گریہ طاری ہو جاتا۔ یہ سب آپؒ کے وجود کی برکت اور آپؒ کی نگاہ کرم تھی۔

مائے مِل لے مینوں ، چلی پردیساں نوں
ناہیں مڑ کے آنا نی تُساں دے دیساں نوں
ملے دیس نکالے نی ، کدھوں فیر اَوناں میں
تیرے گھر وچ مائے نی ، نہ پھیرا پانا میں
وچ کھیڈ گزاری نی ، چیتے ہون اَئے نے
اَگے اَنگ نہ ساتھی نی ، تے دیس پرائے نے
سیاں اَج پیش نہ جاندی نی ، میں بدّھی جانی آں
کوئی مول چھڑاوے نہ ، میں ہاڑے پانی آں
سیاں ہسنا رسنا نی ، پنڈاری بیہہ کے

Marfat.com

وچ ہجراں رونا نی ' اساں دکھ سہہ سہہ کہ
نہ میں داج بنایا نی ' نہ چرخا ڈایا نی
ضائع اُوگن ہاری نے ' ایہہ وقت گوایا نی
نبی پاک مدینے دا ' جے رحم کماوے چا
مینوں رُوڑ دی جاندی نُوں ' او بنے لاوے چا
جلال عاشق تانگاں نی کرم دیاں لائیاں میں
نہ ہی کھٹیاں کھٹیاں نی تے نیک کمایاں میں

جب حضرت صاحبؒ نے وصال پایا تو میں ڈسکہ سے رنگپورہ پہنچا۔ یہ تقریباً عصر کے بعد کا وقت تھا۔ صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؒ نے فرمایا کہ محمد سعید اَب تم نے ''سرمے دانی'' پہنچنا ہے۔ یہ گاؤں بدوملہی' نارنگ کے پاس ہے۔ میں اُسی وقت سائیکل پر ڈسکے آیا۔ اور پھر یہاں سے تیار ہو کر سائیکل پر گاؤں چھانگی پہنچا جو کہ یہاں سے تقریباً بائیس (۲۲) سے چوبیس (۲۴) میل کے فاصلے پر ہے۔ اُس وقت تقریباً عشاء کا وقت تھا۔ وہاں پر اطلاع پہنچائی۔ اُن لوگوں نے میرے ساتھ ایک اور سائیکل سوار روانہ کیا۔ ساتھ ہی ایک لالٹین اور ڈنڈا دے دیا۔ پھر ہم دونوں سائیکل سوار رات گئے ''سرمہ دانی'' پہنچے' وہاں اطلاع دینے کے بعد' رات ہی رات میں واپس ڈسکہ پہنچا۔ صبح پھر دس بجے کے قریب سیالکوٹ' رنگپورہ پہنچا۔ آپؒ کا جنازہ پیشی کی نماز کے بعد اُٹھایا گیا۔ آپؒ کی چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیے گئے اور عقیدت مندوں کا ایک سیلاب اُمڈ پڑا۔ جنازے کے آگے میں اور دوسرے نعت خواں (جن میں ایک جموں کے نعت خواں غلام محمد بھی شامل تھے) نعتیں پڑھتے جاتے۔ اور اسطرح جنازہ کانگڑے پارک پہنچا' جہاں خلقت کا ایک اژدھام تھا۔ اندازاً ۲۰ ہزار کے قریب مجمع تھا۔

آپؒ نے ایک مرتبہ یہ واقعہ ارشاد فرمایا کہ پسرور کے پاس ایک گاؤں ''جاجو پور'' ہے۔ وہاں سے دو یار عصر کے وقت آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے گاؤں دو آدمی آئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ''یا تو ہمارے ساتھ قادیں (مرزئیوں کی مقدس جگہ) چلیں یا پھر ہماری باتوں کا جواب دیں۔'' وہ یار مجھ سے کہنے لگے کہ حضور ہمیں تو اُن کی باتوں کا کوئی جواب نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ ''یہ کتاب لے چلیں اور آپ لوگ روانہ ہوں' میں بھی گھوڑی پر آپ کے پیچھے آتا ہوں۔'' وہ لوگ چلے گئے اور میں بھی گھوڑی پر سوار اُس گاؤں پہنچ گیا۔ آگے جانے پر وہ لوگ مجھے مل گئے' اُن لوگوں کو گھوڑی پکڑائی اور میں سیدھا

مسجد چلا گیا۔ جس وقت میں مسجد گیا اور محراب میں مشرق کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا تو میں نے دیکھا کہ دو خنزیر کے بچے آپس میں کھسر پھسر کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا۔ خیر دوستوں نے آ کر بیٹھنا شروع کیا' جو دوست آئے وہ میرے دائیں ہاتھ آ کر بیٹھتا جائے اور جب وہ دو مرزائی آئے تو وہ میرے بائیں ہاتھ'ان خنزیروں والی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے اور میں نے دیکھا کہ ''وہ بچے'' اُن مرزائیوں میں مدغم ہو گئے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ تائیدایزدی تھی اور مجھے سمجھایا گیا تھا کہ اِن لوگوں (مرزائیوں کی) کی حقیقت اصل میں کیا ہے۔

جب میں نے اُن مرزائیوں سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کیا بات کرنا چاہتے ہو تو اُن کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ صرف اتنا بولے کہ کوئی بات نہیں' اِن لوگوں نے ایسے ہی آپ کو تکلیف دی ہے اور وہ کوئی بات نہ کر سکے۔ جب میں نے پوچھا کہ آپ مرزا قادیانی کو کیا سمجھتے ہو تو اُنھوں نے جواب دیا کہ وہی جو آپ لوگ سرہند شریف والوں کو سمجھتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ لوگ مسجد سے نکل گئے اور وہ خنزیر کے بچے بھی اُن کے ساتھ ہی نکل گئے۔

آپ ؒ کا طریقہ کار اپنے مرشد پاک سے ملنے کا یہ تھا کہ پسرور سے رنگپورہ کے لیے عصر کی نماز پڑھ کر روانہ ہوتے اور شام یا عشاء کے وقت رنگپورہ شریف پہنچ جاتے۔ رات یہاں اپنے پیرومرشد کے پاس گزارتے اور صبح' صبح پھر واپس اپنے ڈیوٹی یعنی مدرسے پہنچ جاتے۔ یہ روزانہ کا معمول تھا۔ مدرسہ کے چند (حاسد) لوگوں نے شکایت کی کہ مولوی صاحب مدرسے کے کام کے وقت غیر حاضر ہوتے ہیں۔ افسر نے جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ جو ٹائم یہ لوگ مولوی صاحب کی غیر حاضری کا بتاتے ہیں' اُس وقت مولوی صاحب تو حاضر ہوتے ہیں مگر شکایت کرنیوالے لوگ خود غیر حاضر ہوتے ہیں۔ اِسطرح شکایت کرنے والے لوگ خود ہی شرمندہ ہوئے۔

ایک دن حضرت صاحب ؒ نے فرمایا کہ جب میں روز رنگپورہ شریف جایا کرتا تھا تو ایک کنوئیں پر کوئی زمیندار مجھے دیکھ کر بولا کہ مولوی صاحب آپ اتنی شاندار گھوڑی پر رات' دن وقت کا خیال کیے بغیر' اتنا لمبا سفر کرتے ہیں۔ ایسے ہی کسی چور اُچکے نے دیکھ لیا تو' دو ضربیں لگا کر گھوڑی چھین لے گا۔ میں نے اُسے جواب دیا کہ ''چور مجھے دیکھ سکے گا تو چھینے گا' چور تو اندھے ہوتے ہیں۔''

جس وقت حافظ فتح الدین صاحب ؒ (مرشد پاک حضرت صاحب ؒ) نے دنیا سے پردہ فرمایا۔ تو بابا جی چورہ شریف والے (بابا جی فقیر محمد چوراہی ؒ) تشریف لائے۔ ختم شریف پڑھا گیا اور اُسکے بعد کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور حافظ صاحب ؒ کی تو کوئی اولاد نہیں پھر اُنکا جانشیں کون ہوگا؟ آپ ؒ نے فرمایا کہ ''یہ دیکھیں یہ مولوی محمد حسین ان کے بیٹے ہیں اور یہ صرف اِنکے بیٹے ہی نہیں بلکہ میں نے اِن کو خلافت بھی عطاء کی ہے''۔ ایک دفعہ بابا جی چورہ شریف والے (بابا جی فقیر محمد

Marfat.com

چوراہیؒ) راولپنڈی کے کسی علاقے سے گزر رہے تھے۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا' یہ علاقہ ہندوؤں اور سکھوں کا تھا۔ جب اِن لوگوں کو باباجیؒ کے گزرنے کا علم ہوا تو وہ لوگ تھالیوں میں لڈو اور مٹھائیاں وغیرہ لے کر باباجیؒ کی خدمت میں پیش ہوگئے اور عرض کی کہ ہماری دعوت قبول کریں۔ آپؒ اس وقت روزے سے تھے' آپؒ نے ایک ٹکڑی مٹھائی کی پکڑی اور اسے کھالیا۔ جب آپؒ نے مٹھائی کھالی تو مرید بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیا بات ہوگئی' خیر جب کوئی موقعہ بنا تو مریدوں نے جرات کی اور پوچھا کہ حضور کیا آج شریعت بدل گئی ہے۔ آج آپؒ نے روزہ سرِعام توڑ دیا ہے اور ایک ہندو کے ہاتھ کی چیز کھالی ہے۔ آپؒ نے جواب دیا کہ "میں نے کہا کہ اُن لوگوں کا دل نہ ٹوٹے' میں نے اُن کی دلجوئی کرنے کے لیے مٹھائی کھالی۔ باقی شریعت کا قانون میں پورا کرلوں گا' ماہ رمضان کے بعد میں ۶۱ روزے رکھ لوں گا۔" جب اس بات کا پتہ ہندوؤں اور سکھوں کو چلا تو تقریباً سارا محلے کا محلّہ ہی مسلمان ہوگیا۔ یہ بزرگ لوگوں کے عیب نہیں دیکھتے بلکہ ان کی دلداری کرتے ہیں۔

میرے والد صاحب بتاتے تھے کہ حضرت صاحب قبلہؒ (مولانا محمد حسین پسروریؒ) ہر ماہ رمضان میں موسم گرما میں پانچ (۵) سپارے تراویح میں اور پانچ سپارے (۵) نمازِ تہجد کے نوافل میں سنتے تھے۔ جبکہ موسم سرما کے رمضان میں جبکہ راتیں لمبی ہوتیں تھیں تو سات (۷) سپارے تراویح میں اور آٹھ (۸) سپارے نمازِ تہجد کے نوافل میں سماعت فرماتے تھے۔ اور خاص بات یہ کہ اس دوران آپؒ قیام فرماتے' بیٹھتے نہ تھے جبکہ نوجوان اور جوان ساتھی بھی بیٹھ جایا کرتے تھے۔

میں اپنے بچپن میں والد صاحب کے ساتھ زمیندارا کا کام کیا کرتا تھا (یعنی کہ ہل' کدال' درانتی وغیرہ بنایا کرتے تھے)۔ اُن دنوں غربت بہت تھی۔ اُس وقت میری عمر تقریباً ۱۶' ۱۷ سال ہوگی۔ ایک دن آپؒ نے مجھے ساتھ لیا اور سیالکوٹ کے علاقہ میانہ پورہ کی طرف لے گئے' وہاں ٹینس بنانے کا رخانہ تھا۔ آپؒ مجھے ساتھ لیے وہاں چلے گئے اور اُس کارخانے کے مالک سے کہا کہ اِن کو کوئی کام وغیرہ بتادیں۔ اُن لوگوں نے پوچھا کہ یہ پہلے کونسا کام کرتے ہیں۔ میں نے بتایا کہ ہم لوگ پہلے لوہے کا کام کرتے ہیں۔ کارخانے والوں نے بتایا کہ یہاں جلال پور جٹاں کے چار بھائی لوہے کا کام کرتے ہیں۔ اگر یہ اُن کے پاس چلے جائیں تو وہ ان کو لوہے کے کام کے متعلق بتاسکتے ہیں۔ آپ یہ سُن کر ہم لوگوں کو ساتھ لے کر اُن بھائیوں کے پاس چلے گئے اور اُن سے یہ کام مجھے سکھانے کے لیے کہا۔ مگر اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم چار بھائی ہیں اور ہم چاروں نے آپس میں عہد کیا ہے کہ یہ کام کسی اور کو نہ سکھائیں گے۔ آپؒ یہ سُن کر بہت اچھا کہہ کر واپس آگئے۔ اس سارے واقعہ کے دوران اُس علاقے کا ایک نعت خواں بشیر بھی ہمارے ساتھ تھا۔ اُس نے بعد میں جا کر اُن لوگوں کو بتایا کہ آپ کے پاس کونسی ہستی آئی تھی اور اُنکی اس علاقہ میں کیا حیثیت ہے' بڑے بڑے آفیسر اُن کے پاس جا کر سلامی

دیتے ہیں اور دعاؤں کے طلبگار رہتے ہیں۔ آپ کے پاس تو خود حضرت صاحبؒ چل کر آئے تھے۔ یہ سب سُن کر اُنھیں پشیمانی ہوئی اور وہ آپؒ کے پاس آئے۔ اگلے جمعہ جب میں آپؒ کے پاس حاضر ہوا تو آپؒ نے مجھے بتایا کہ وہ لوگ آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ایک بندہ کیا آپ دس بندے بھیج دیں۔ ہم لوگوں سے غلطی ہوگئی ہے' ہم لوگوں کو معاف کر دیں۔ لیکن پھر آپؒ نے ایسی کوئی حامی نہ بھری۔ دراصل وہ کوئی خاص وقت تھا' جو گزر گیا۔ پھر مجھے آپؒ نے اُدھر جانے کے لیے نہیں کہا۔ پھر چار چھ ماہ کے بعد میرے بڑے بھائی کو لاہور میں اچھا کام مل گیا اور کچھ عرصے کے بعد اُس نے مجھے بھی وہاں بلا لیا۔ اور ہمارے حالات بہت بہتر ہو گئے۔ یہ سب یقیناً آپؒ کی خاص توجہ کا اثر تھا۔ پھر ہم لوگ چار پانچ ماہ کے بعد لاہور سے ایمن آباد آئے اور وہاں سے ڈسکہ آ گئے۔ (ڈسکہ آنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ ہم لوگ آپؒ کے قریب آجائیں اور جلدی جلدی ملاقات ہوا کرے۔ یہ تقریباً سن ۱۹۴۱ء کی بات ہے)

اِن دنوں آپؒ کی توجہ کا مجھ پر کچھ ایسا اثر تھا کہ میں ہر وقت نعت شریف پڑھتا رہتا تھا۔ اگر کبھی بس پر سفر کرنا تو بس میں نعت شریف پڑھتے رہنا' اگر پیدل ہوں تو پیدل نعت شریف پڑھ رہا ہوں' اگر سائیکل پر جا رہا ہوں تو نعت شریف پڑھ رہا ہوں' اگر ہتھوڑا چلا رہا ہوں تو نعت شریف پڑھ رہا ہوں۔ غرض میرے وردِ زباں نعت شریف ہی تھی۔

پسرور میں آپؒ کی گھوڑی گلی میں ایک طرف کر کے بندھی ہوتی تھی (جہاں پر تھوڑی سی کھلی جگہ تھی) وہیں پر گھوڑی کے کھانے پینے کے لیے کھرلی وغیرہ بھی بنی ہوئی تھی۔ چند قدموں کے فاصلے پر آپؒ کی بیٹھک تھی' جہاں آپؒ عقیدت مندوں کے ساتھ تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ آپؒ گھر موجود نہیں تھے۔ یہ عید کا دن تھا اور گھوڑی اپنے مقام پر بندھی ہوئی تھی۔ وہاں سے ایک آدمی گزر رہا تھا' اس نے اپنے کندھے ایک نئے دوپٹے میں کچھ چاول وغیرہ باندھے ہوئے تھے' یہ اپنی بچی کے گھر جا رہا تھا۔ (اس زمانے میں ململ 376 بڑا مشہور برانڈ تھا اور غالباً اس شخص کے پاس بھی یہی دوپٹہ تھا جو کہ کافی مہنگا تھا) عین اُس مقام پر جہاں گھوڑی بندھی ہوئی تھی' اُس شخص کو کوئی واقف کار مل گیا اور وہ دونوں مصروف گفتگو ہو گئے۔ چونکہ اس آدمی کا پیچھا گھوڑی کی طرف تھا' گھوڑی نے سمجھا شاید میرے لیے کھانا آیا ہے۔ گھوڑی نے منہ مارا اور اس طرح دوپٹہ بھی پھٹ گیا اور چاول بھی سارے گر گئے۔ اُس شخص کو اِس بات پر اتنا غصہ آیا' اُس نے گھوڑی کا قِلہ اُکھیڑ دیا' اُسکی کھرلی توڑ دی اور گھوڑی کو بھگا دیا۔ جب آپؒ گھر آئے اور آپؒ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپؒ نے ایک تھال لیا' اِس میں اندازاً اُن چاولوں سے کچھ زیادہ چاول ڈالے' گھر والوں سے کسی نئے دوپٹے کے متعلق پوچھا کہ گھر میں موجود ہے' جب اُنھوں نے بتایا کہ موجود نہیں تو آپؒ نے اُس دوپٹے کی قیمت کے برابر پیسے اُن چاولوں کے اوپر رکھے اور اُس آدمی کے گھر چلے گئے (جو کہ پٹواری تھا) اور پوچھا کہ چوہدری صاحب کدھر ہیں۔ بتایا گیا

Marfat.com

کہ وہ اوپر چھت پر ہیں۔ اجازت لے کر آپؒ چھت پر چلے گئے۔ (اب وہ آدمی اپنے طور پر ڈرا ہوا تھا کہ مولوی صاحب کے مرید بڑے ہیں اور اُن کی رسائی بھی بہت ہے، میں نے اُنکے ساتھ زیادتی بھی بہت کی ہے۔ اب دیکھیں مولوی صاحب میرے ساتھ کیا کرتے ہیں۔) اور تھال اُس کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا کہ ''گھوڑی جانور ہے اُس سے غلطی ہوگئی اور جو آپ کا نقصان ہوا ہے یہ اُسکا بدل ہے۔ باقی پریشانی کی کوئی بات نہیں کھرلی پرانی ہوگئی تھی' نئی بننے والی تھی' قلبہ بھی پرانا ہوگیا تھا' وہ بھی نیا لگنے والا تھا۔ گھوڑی صبح کی باہر نہیں نکلی تھی' سووہ بھی سیر کر آئی اور گھوڑی لے کر آنے والے اُسے لے بھی آئے''۔ یہ سب سُن کر اور آپؒ کا حُسنِ عمل دیکھ کر وہ شخص اپنے کیے پر بہت نادم ہوا اور پچھتایا کہ ایسے عظیم انسان کیساتھ میں نے کیا کیا۔

آپؒ اکثر ہدایت فرماتے کہ جب رات کو سونے لگیں' دِیا وغیرہ بند کریں تو ''بسم اللہ'' پڑھ کر بند کیا کریں' ساتھ میں ''آیت الکرسی'' پڑھ لیا کریں' چور اول تو آئے گا نہیں' اگر آئے گا بھی تو اُس کو دِیا جلتا ہوا نظر آئے گا اور چوری کی ہمت نہیں کریگا۔ برتنوں وغیرہ کو ڈھانپیں تو ''بسم اللہ'' پڑھ کر' کتا بلی اُس سے ڈھکن نہ ہٹا سکیں گے۔ اگر تالا لگائیں تو ''بسم اللہ'' پڑھ کر' کوئی چور اُس کو نہ کھول سکے گا۔ گویا آپؒ کی تاکید ہوتی کہ ہر کام سے پہلے ''بسم اللہ'' پڑھیں کہ اس کی برکت سے وہ کام برکت والا ہوجائے گا۔

اس کے علاوہ رات کو جب سوئیں تو یہ کم از کم عمل ہے جو کر کے سوئیں۔ جس وقت لیٹنے لگیں' ایک مرتبہ الحمد شریف اور تین مرتبہ قل شریف پڑھ کر عرض کریں کہ اس سب کا ثواب حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں' حضور ﷺ اِس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمالیں' اور قبول فرما کر اپنے دستِ مبارک سے تقسیم فرمائیں' جتنے حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک مومن مرد عورتیں' مسلمان مرد عورتیں ہوئے ہیں اِن سب کی ارواح کو۔ اس طرح تقریباً دو ختم قرآن پاک کا ثواب اُن سب کو اُس آدمی کی طرف سے پہنچے گا۔ جس وقت فرشتے ثواب تقسیم کر کے واپس آتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اُن سے فرماتے ہیں یہ جو کچھ تقسیم کیا گیا جو اس شخص نے پڑھا حالانکہ وہ تھکا ہوا تھا اور اُس پر نیند کا غلبہ بھی تھا۔ تو اِس پڑھنے والے شخص کو کیا دیا گیا ہے؟ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ جو کچھ یا اللہ آپ حکم فرماتے ہیں۔ حکم ہوتا ہے کہ ہمارا افضل شامل حال کر کے' جتنا اِس نے سب کو پیش کیا ہے اُن سب کی طرف سے اِتنا' اِتنا (۲'۲ قرآن پاک کا ثواب) اس شخص کے اعمال نامے میں درج کیا جائے۔ ؎ رحمت حق بہانہ می جوید

جوسن جٹاں' تھانے پھلورے کے پاس ایک جگہ ہے جہاں آپؒ کے ایک خلیفہ میاں محمد دینؒ تھے۔ اِن کو خلافت میری موجودگی میں حضرت صاحب قبلہؒ نے عطا فرمائی۔ واقعہ یوں ہوا کہ آپؒ' میں اور میاں محمد دین صاحبؒ مسجد میں

Marfat.com

بیٹھے تھے۔ہم تینوں کے علاوہ مسجد میں کوئی نہ تھا۔میاں محمد دین صاحبؒ اُونچا سنتے تھے۔حضرت صاحبؒ نے اپنی پگڑی مبارک اتار کر نیچے سے ٹوپی اتاری اور میاں محمد دین صاحبؒ کے سر پر رکھ دی اور مجھے فرمایا کہ ان کے کان میں کہہ دوں کہ ''اَب جو کچھ کہا کریں گے ہو جایا کرے گا۔(یعنی جو دعا مانگا کریں گے پوری ہو جایا کرے گی)'' یہ بات حضرت صاحب قبلہؒ نے میری زبان سے اُن کو کہلوائی۔

اُدھو فتے سے میرے والد صاحب (تقریباً ۹ میل پسرور سے مشرق کی جانب) ہر جمعہ پسرور آیا کرتے تھے آپؒ کے پیچھے جمعہ ادا کرنے کے لیے۔ایک دفعہ میرے والد جمعہ پڑھنے کے لیے پسرور آرہے تھے کہ راستے میں چھچھر والی گاؤں کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ ایک سکھ (جو آپؒ کا بڑا عقیدت مند تھا اور اُسکا نام دیوا سنگھ تھا) کی میت کو جلا رہے ہیں مگر اس کے سر اور سینہ کو آگ نہیں لگتی۔اُنھوں نے آکر یہ ماجرا آپؒ کی خدمت میں بیان کیا اور کہا کہ جناب وہ دیوا سنگھ فوت ہو گیا ہے اور اسکو اس کے رشتے دار جلا رہے ہیں مگر اُسکے دل و دماغ کو آگ نہیں جلاتی، حضرت صاحبؒ نے یہ سن کر فرمایا ''اوہ ساڈا دیوا سنگھ'' بالکل یونہی آپؒ نے آہ بھر کر کہا کہ ہمارا دیوا سنگھ۔

آپؒ اپنے مریدین وغیرہ کو یار کہا کرتے تھے۔ایک مرتبہ ایک یار نے آپؒ کو آکر بتایا کہ حضور ہمارے گاؤں میں ایک سکھ ہے جو کہتا ہے کہ میں خدا کی راہ میں بکرا قربان کرنا چاہتا ہوں۔اُس نے بہت سے مولوی صاحبان سے پوچھا ہے کہ میں قربانی کر سکتا ہوں، مگر سب نے یہی کہا ہے کہ قربانی کے لیے پہلے مسلمان ہونا ضروری ہے۔آپؒ نے اس یار کو فرمایا کہ ''اُس سکھ کو میرے پاس لے آؤ'' یہ صاحب اپنے گاؤں واپس چلے گئے اور واپس جا کر اس سکھ کو آپؒ کا پیغام دے دیا۔وہ سکھ آپؒ کا پیغام سن کر آپؒ کے پاس چلا آیا۔آپؒ نے بڑے پیار محبت سے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ کیا بات تھی۔سکھ نے جواب دیا کہ جناب میں قربانی دینا چاہتا ہوں مگر بڑے مولویوں سے مسئلہ پوچھا ہے، وہ کہتے ہیں کہ پہلے مسلمان ہو پھر تمھاری قربانی قبول ہوگی۔آپؒ نے فرمایا کہ ''اچھا پھر میں مولوی نہیں ہوں، میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ جا کر قربانی کرو۔'' وہ سکھ بہت خوش ہوا اور چلا گیا۔اُس سکھ نے جا کر قربانی کی اور پھر ایک سال کے اندر اندر مسلمان ہو گیا۔آپؒ نے یہ واقعہ جمعہ کے واعظ میں سنانے کے بعد یہ سبق پڑھایا کہ اگر کوئی شخص نیکی کرے تو اُسکو وہ نیکی کرنے دیں، یہ مت کہیں کہ یہ نیکی کرتے ہو، وہ نہیں کرتے۔کیونکہ اگر اُس کی پہلی نیکی قبول ہوگئی، تو اگلی نیکی کرنے کی بھی توفیق مل جائے گی۔

جب شروع شروع میں حضرت صاحبؒ ہمارے گاؤں تشریف لائے تو میری والدہ جو کہ میرے والد صاحب کی سخت طبیعت کی وجہ سے اکثر غمگین رہا کرتیں تھیں، حضرت صاحبؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ میں آپ

سے کسی دنیاوی سہولت کی طلبگار نہیں ہوں بلکہ صرف اتنا چاہتی ہوں کہ میرے شوہر بھی آپؒ کے عقیدت مند ہو جائیں اور ہر جمعہ آپؒ کے پیچھے پڑھا کریں۔ یہ سُن کر حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ ''ایسا ہی ہوگا'' اور پھر واقعی ایسا ہی ہوا۔ ہمارے والد صاحب نے ۲۸ سال نو میل پیدل چل کر حضرت صاحبؒ کے پیچھے جمعہ پڑھا ہے۔

میری والدہ نے مجھے اپنی جوانی کے زمانے کا واقعہ سنایا' وہ کہتی ہیں کہ میں پسرور کسی کام کے سلسلے میں آئی ہوئی تھی۔ جس کام آئی تھی' وہ کرنے کے بعد' حضرت صاحبؒ کی خدمت میں سلام کرنے حاضر ہوئی' سوئے اتفاق میرے ساتھ کوئی بچہ وغیرہ بھی نہ تھا۔ مجھے اکیلے ہی اپنے گاؤں واپس جانا تھا۔ جس کی وجہ سے میری طبیعت بڑی پریشان تھی کہ میں کس طرح اکیلی واپس گاؤں تک جاؤں گی کیونکہ میرے ساتھ اُسوقت نہ تو میرے شوہر تھے' نہ ہی کوئی بچہ اور نہ ہی کوئی اور ساتھ۔ حضرت صاحبؒ میری پریشانی بھانپ گئے اور فرمایا کہ ''آپ ایسے کریں کہ آپ گاؤں چلیں' میں آپ کے ساتھ ہی ہوں گا۔'' میری والدہ فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ تمام راستہ باباجیؒ یاں تو دس قدم میرے آگے آگے چل رہے ہیں اور اگر پیچھے مڑ کر دیکھا تو دس قدم میرے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں۔ گاؤں تک تمام راستہ باباجیؒ اس طرح میرے ساتھ ساتھ رہے حتی کہ میں بحفاظت گھر پہنچ گئی۔

یہ واقعہ حضرت صاحب قبلہؒ کے چالیسویں کے موقعہ پر پیر محمد شفیع چوراہیؒ نے بیان فرمایا (جو کہ حضرت قبلہ باباجی فقیر محمد چوراہیؒ کے بیٹے' حضرت سید بادشاہؒ کے بیٹے ہیں۔) وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بڑا سخت بیمار ہو گیا۔ اتنا بیمار ہو گیا کہ سب کو یقین ہو گیا کہ گھڑی' دو گھڑی کا مہمان ہوں۔ میرے والد محترم (حضرت سید بادشاہؒ) نے حضرت صاحبؒ (قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ) کو تار بھیجی اور دعا کے لیے کہا۔ حضرت صاحبؒ فوراً چورہ شریف تشریف لے آئے۔ حضرت باباجی فقیر محمد چوراہیؒ کی قبر انور کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں بیٹھ کر زاروقطار رو رو کر دعا کی۔ باباجیؒ کے آگے بھی عرضیں پیش کیں۔ کافی دیر کے بعد آپ نے یوں دعا فرمائی کہ ''الٰہی اگر آپ کی تقدیر آئی ہوئی ہے تو پھر میرے تین ہیں' میں اپنا ایک پیش کرتا ہوں۔'' یہ دعا کر کے آپؒ واپس پسرور تشریف لے گئے۔ تین دن کے بعد چورہ شریف' مولوی صاحبؒ (مولانا محمد حسین پسروریؒ) کی طرف سے چٹھی گئی کہ سب سے چھوٹا بیٹا رشید احمد فوت ہو گیا ہے۔ اور میں (پیر محمد شفیع) دن بدن صحت یاب ہوتا گیا۔ یعنی باباجیؒ (مولانا محمد حسین پسروریؒ) نے اپنی قربانی پیش کر دی۔ گویا سنت ابراہیمیؑ کی تجدید کر دی۔ ایک مرتبہ حضرت صاحب قبلہؒ چورہ شریف تشریف لے گئے۔ چورہ شریف میں پانی کھارا ملتا تھا۔ آپؒ نے حضرت قبلہ باباجی فقیر محمد چوراہیؒ کو تہجد کے وقت وضو کروانے کی ذمہ داری لی۔ یہ دن تھے کہ ہر طرف گندم کی فصل تیار کھڑی تھی۔ آپؒ نے نماز عشاء کے بعد ایک تھال اور بالٹی لی اور ساری فصلوں میں گھومتے ہوئے جو شبنم

Marfat.com

فصلوں پر گری ہوئی تھی' اُس کو اکٹھا کرتے رہے۔ اور یوں ساری رات میں ایک بالٹی پانی اکٹھا کر لیا۔ سحری کے وقت پانی کو صاف کپڑے سے نتھار کر باباجیؒ کی خدمت میں وضو کے لیے پیش کر دیا اور وضو کروانا شروع کیا۔ جب حضور قبلہ باباجیؒ نے وضو کیا تو پانی میٹھا محسوس ہوا۔ آپؒ نے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ یہ پانی کہاں سے لائے ہیں۔ جب غور سے دیکھا تو مولوی صاحب کے سارے کپڑے بھیگے ہوئے پائے۔ باباجیؒ نے خوش ہو کر سینے سے لگا لیا اور فیض و انعامات کے دروازے کھول دیے۔

زہد و تقوی سے نہیں ہوتیں دعائیں مستجاب
وقت ہیں کچھ خاص خاص' ادائیں ہیں کچھ خاص خاص

(حکیم خادم علی صاحبؒ)

''میترٗ بوگرے'' کے چوہدری اللہ دتا صاحب نے حضرت صاحبؒ کے وصال کے کوئی ۱۴'۱۵ سال کے بعد یہ بات مجھے سنائی کہ جب میں آپؒ کے پاس بیعت ہوا تو آپؒ نے فرمایا کہ ''جب بھی آنا ہے تو آ کر کوئی بات بتانے کی ضرورت نہیں۔ صرف دل میں لے کر آیا کریں' اُس کا جواب مل جایا کرے گا۔''

سالہا باید یک مرد ہا پیدا شود
بایزید اندر خراسان' یاں اویس اندر قرن

آپؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کی قوم کیا ہے؟ آپؒ نے فرمایا کہ ''میں سیداں دا میراثی آں'' مطلب یہ کہ آپ ﷺ کی آل پاک کو راضی کرنے اور انکی کی ثنا و تعریف کرنے والا ہوں۔ (لیکن اِس چھوٹے سے فقرے میں جو درد اور عشق پنہاں ہے' اُس کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔)

جب ہم شہر (ڈسکہ) میں منتقل ہو گئے اور یہاں پر کاروبار سیٹ کر لیا اور مالی طور پر بھی آسودگی ہو گئی' تو مجھے بھی کچھ شہر کی ہوا لگ گئی یعنی شہر کے ماحول کی وجہ سے فلمی گانوں اور سینما وغیرہ کی طرف توجہ ہو گئی۔ بجائے ہر وقت نعت شریف پڑھنے کے' گانے وغیرہ بھی گانے شروع کر دیے۔ لیکن دل میں یہ بات کھٹکتی تھی کہ حضرت صاحبؒ مجھے اس بات سے ڈانٹیں گے۔ یہ خیال بھی تھا کہ حضرت صاحبؒ ڈانٹیں گے تو پھر میں چھوڑ دوں گا۔ ایک دن میں جمعہ کے موقعہ پر حاضر تھا۔ خیر جمعہ پڑھا گیا۔ جمعہ پڑھنے کے لیے ایک درویش بھی آیا کرتے تھے جن کا تعلق آلومہار شریف سے تھا۔ ''پاء جی' پاء جی'' کے نام سے مشہور تھے' لیکن اصل نام محمد دین تھا۔ یہ بڑی سادہ طبیعت کے تھے' ہر چھوٹے بڑے کو گلے مل کر پاء جی' پاء جی کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ یہ درویش حضرت صاحب قبلہؒ سے بھی بے تکلف تھے۔ میں نے اِن سے کہا کہ ''پاء جی'

حضرتاں نُوں عرض کرو ' میرے وَلوں کہ ' کاروبار ساڈا ڈاؤن ہو گیا وے۔ ''وہ آگے بڑھ کر حضرت صاحبؒ سے کہنے لگے کہ ''جناب سعید یہ بات کہتا ہے کہ ہمارا کاروبار ویسا نہیں رہا۔ '' حضرت صاحبؒ نے آگے سے جواب دیا کہ ''اگر آپ یاں میں وہاں جائیں تو جا کر پتہ کریں کہ کاروبار کیوں ڈاؤن ہو گیا ہے؟'' آگے سے پاء جی نے جواب دیا کہ ''جناب میں وہاں کیوں جاؤں' اِن کے بڑے بھائی نے وہاں بھنگ پی تھی اور وہاں گھتکا بھی کھیلتے ہیں۔'' حضرت صاحبؒ نے فوراً کہا '' چپ بھئی چپ' شاید مجھے پتہ ہی ہو' میں نے آپ کو بتانے کے لیے نہیں کہا۔ یہ جو سامنے سعید ہے' کیا یہ وہی پرانا سعید ہے' اس کی نعت میں اثر نہیں ہے۔ اِس نے آج بہت زور لگا کر نعت پڑھی ہے مگر وہ مزا نہیں آیا۔ '' یہ سن کر میری روتے ہوئے بری حالت ہو گئی اور ہچکی بندھ گئی۔ میری یہ حالت دیکھ کر حضرت صاحبؒ نے دلاسہ دیا اور فرمایا کہ اِنشااللہ سب ٹھیک ہو جائے گا اور پھر سب ٹھیک بھی ہو گیا۔

آپؒ دورانِ گفتگو اور وعظ میں بھی اپنی آواز کا بلند ہونا پسند نہ فرماتے تھے' اس لیے آہستہ اور دھیمی آواز میں تقریر فرماتے۔ جب صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؒ بصرہ سے تشریف لے آئے' تو اس زمانے میں نئے نئے مائیکروفون آئے تھے۔ جب دورانِ وعظ آپؒ کے آگے صاحبزادہ صاحبؒ مائیکروفون کرتے تاکہ آپؒ کی آواز بلند ہو کر دور دور تک جائے' تو آپؒ اس کو پسند نہ فرماتے' بلکہ اس کو ہٹا دیتے۔ لیکن سپیکر کے استعمال کے بغیر بھی آپؒ کی آواز جہاں جہاں تک آپؒ کا وعظ سننے کے لیے لوگ بیٹھے ہوتے وہاں تک سنائی دیتی۔ (جیسے حضرت صاحبؒ اُن کے کان کے بالکل قریب بول رہے ہیں)

تھانے پھلورے کے نزدیک گاؤں ہے جوئن وہاں میری پھپھو رہتی تھیں۔ ایک دن میں نے اپنی پھپھو سے پوچھا کہ آپ لوگ حضرت صاحبؒ سے کیوں نہیں ملتے؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ حضرت صاحبؒ سے کیا ملیں! ایک دفعہ میں اور میری ماں اُدھو فتے سے پیدل' پسرور حضرت صاحبؒ کے پاس گئے اور اُن سے عرض کی کہ ہماری بھینس کے لیے تعویذ کر دیں۔ آپؒ نے تعویذ تو کر دیا اور ساتھ ہی کہا کہ اِسکی زکوۃ آٹھ آنے ہے' وہ بھی ساتھ ہی ادا کر دیں۔ میری والدہ نے آٹھ آنے دیے اور ساتھ ہی کہا کہ ہم نے گاؤں جانے کے لیے ٹانگے پر بھی بیٹھنا تھا۔ مولوی صاحبؒ کو یہ سُن کر بہت برا لگا۔ اُنھوں نے زور سے وہ اُٹھنی ہماری طرف پھینکی اور کہا کہ میں کوئی چیز بیچتا ہوں۔ میری ماں نے آگے بڑھ کر اُٹھنی اُٹھالی اور ہم دونوں چل دیں۔ لیکن اس بات سے میں بھی رو رہی تھی اور میری والدہ بھی رو رہی تھیں۔ ساری رات میری یہی کیفیت رہی۔ سحری کے وقت دروازے پر دستک ہوئی' میں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتی ہوں کہ مولوی صاحبؒ گھوڑی پر بیٹھے ہیں۔ مجھے دیکھ کر' نیچے اُتر کر میرے پاس آئے اور کہا کہ '' ناسوہنیئے' نارات سوتیں ے تے ناسون دیتائی۔ ''میں نے

Marfat.com

پھپھی سے کہا لو جی پھپھی جن کے متعلق آپ گلہ شکوہ کر رہی ہیں۔غور کریں وہ گیارہ میل رات کے اندھیرے میں' تھوڑی سی آپ کی دل آزاری ہوئی ہے' خود چل کر آپ کے پاس آئے ہیں اور آپکی دلجوئی کی ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے' اگر تھوڑی سی بات آپؒ سے ہوگئی تو رات کی رات میں پہنچ کر اپنی اُس بات کا اُزالہ کرنے تشریف لے آئے ہیں۔

آپؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ درویش کھا کر راضی نہیں ہوتا' کھلا کر راضی ہوتا ہے۔ جو بھی یار' عقیدت مند یا زائرین آتے' اُن کے لیے آپؒ کے گھر سے جو کھانا آتا' وہ بہت اعلیٰ قسم کا ہوتا تھا۔ اکثر سبزی وغیرہ میں گوشت ڈالا ہوتا اور ساتھ میں بہترین قسم کی خمیری روٹیاں ہوتیں۔ یہ کھانا مہمانوں کے سامنے رکھنا اور ساتھ آپ بھی بیٹھ جانا' ایک یا دو لقمے خود بھی چکھ لیتے اور ساتھ ساتھ یاروں کی دلداری فرماتے جاتے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تعریف کرتے جاتے۔

ایک مرتبہ ماہ رمضان میں مَیں آپؒ کے پاس حاضر تھا۔ پہلے روزہ کھولا پھر اِس کے بعد کھانا کھایا۔کھانا کھانے کے بعد اَمرود آ گئے۔اس وقت حُسن اتفاق سے میں آپؒ کے پاس اکیلا ہی تھا۔ یہ میرے لڑکپن کی بات ہے۔ میں نے سن رکھا تھا کہ جب پیٹ بھرا ہو تو امرود نہیں کھانے چاہیے' ایسا کرنے سے ہیضہ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ جب امرود آ گئے تو آپؒ نے ارشاد فرمایا '' سعید جی! آؤ بیٹھو '' (آپؒ بڑے میٹھے انداز میں جی کر کے بلایا کرتے تھے۔) ایک دو اَمرود خود کھائے اور ساتھ میں مجھے کھلاتے گئے۔اب دل میں مَیں یہ سوچ رہا تھا کہ میں آپؒ کی حکم عدولی بھی نہیں کر سکتا اور میں نے پیٹ بھر کر کھانا بھی کھایا ہوا ہے۔ اِدھر حضرت صاحبؒ مجھے کھلاتے جاتے اور ساتھ ساتھ فرماتے جاتے کہ '' دیکھو جی کیسے مزیدار امرود ہیں۔ کھاؤ جی' کھاؤ جی' کھاؤ جی ''یعنی اچھی طرح مجھے پیٹ بھر کر کھلایا' بعد میں مجھے سمجھ آئی کہ یہ تو '' آپؒ '' نے مجھے کھلایا ہے' جس کا پتہ ہی نہیں چلا کہ کدھر گیا۔ (کتنی آسانی سے ہضم ہو گیا) اور میری طبیعت پہلے سے بھی ہشاش بشاش ہو گئی۔ اس طرح آپؒ کا انداز تھا کہ بڑے پیار محبت سے کھلاتے' پلاتے۔ ایک مرتبہ میں کسی کام کی وجہ سے ایک جمعہ آپؒ کے پاس حاضر نہ ہو سکا بلکہ ایک جمعہ چھوڑ کر اَگلے جمعہ پہنچا تو آپؒ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ '' یار! تساں تے اداس ہی کر چھڈیا۔ '' آپؒ اکثر ہم لوگوں کو کہا کرتے تھے کہ '' دنیاداروں سے بچیں ' دنیاداروں سے بچیں ''

جس وقت آپؒ نعت شریف سنتے تو آپؒ کے آنسو مسلسل بہتے جاتے اور منہ سے آہ پر آہ نکلتی' اِس آہ کا اثر سامعین پر بڑا عجیب ہوتا' سب خلقت رونا شروع کر دیتی اور ساتھ ساتھ مجھ پر بھی خاص کیفیت طاری ہو جاتی اور یوں میری زبان سے جو الفاظ نکلتے' وہ بھی پُر تاثیر ہو جاتے اور میری آواز میں ایک خاص سوز آ جاتا۔ (آپؒ پر یہ کیفیت صرف نعت شریف سنتے ہوئے ہی طاری نہ ہوتی بلکہ جب آپؒ قرآن پاک کی سماعت فرماتے تو بھی آپؒ پر بڑی عجیب کیفیت طاری

Marfat.com

ہوتی' آپؒ کے سینہ انور سے یوں آواز پیدا ہوتی جیسی کسی برتن میں جوش آتا ہے پھر آپؒ کے منہ سے آہ کی آواز آتی تو اس آواز کے ساتھ یوں محسوس ہوتا گویا نور کی لپٹیں آپؒ کے وجود سے نکل کر اطراف واکناف میں پھیل گئیں ہیں۔ اس آہ سے بڑے بڑوں کے دل پگھل جاتے' گریہ زاری کی کیفیت پیدا ہو جاتی' یہ نورانی کیفیت ناقابل فراموش ہے اور اہم بات یہ کہ کسی اور آستانے پر یہ کیفیت نظر نہیں آئی۔) آپؒ بڑی محبت سے مجھ سے نعت شریف سنتے۔ ہر جمعہ میں جاتا' نعت شریف پڑھتا' اُس میں جو شعر آپؒ کی طبیعت کو زیادہ کیفیت دیتا اُس کو آپؒ بار بار پڑھواتے۔ ایک نعت شریف ہے "یا رسول اللہ ﷺ لیوے جو نام تیرا ' وہ جنت خدا سے لے " اس مصرعے پر آپؒ پر بڑی کیفیت طاری ہوتی اور آپؒ بار بار مجھے یہ مصرع پڑھنے کے لیے کہتے اور ساتھ میں خود بھی زار و قطار روتے۔

یا رسول اللہ ﷺ

لیوے جو نام تیرا ' وہ جنت خدا سے لے

خیرات بٹ رہی ہے ' محمد ﷺ کے نام کی

تعریف جس نے کی ہے ' محمد ﷺ کے نام کی

خالق نے اُس پہ ' آتش دوزخ حرام کی

آپؒ حضرت مولانا جامیؒ کی یہ نعت شریف بھی بڑے ذوق وشوق سے سُنا کرتے تھے۔

وصلی اللہ علی نور کز و شد نور ہا پیدا

زمین از حُب اُو ساکن فلک در عشقِ اُو شیدا

جب آپؒ کی طبیعت علیل ہو جاتی تو حکیم خادم علی صاحبؒ ' جن کا آپؒ سے خصوصی تعلق تھا اور حکیم صاحبؒ کی حاضری آپؒ کے پاس ایک معمول تھا' آپؒ کے لیے دوائیں تجویز کرتے اور ساتھ ہی اکثر آپؒ سے کہا کرتے کہ" جناب اِس پر کم وزن ڈالا کریں " جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں' اِس سے مراد تھی کہ مجاہدہ کم فرمایا کریں۔

آپؒ جس کی طرف توجہ فرماتے' اُس پر کمال رنگ چڑھ جاتا تھا۔ آپؒ کے پاس جو بھی لوگ آئے ہوتے' ہر بندے کو یہ خیال ہوتا کہ آپؒ جو بات ارشاد فرما رہے ہیں' وہ میری بات کر رہے ہیں یعنی جو بات بھی وہ دل میں لے کر آیا ہے' اُس کا جواب اسے مل رہا ہے اور ہوتا بھی بالکل ایسا ہی تھا کہ آپؒ اپنی گفتگو میں ہی آنے والوں کے دل میں موجود ہر سوال کا جواب ارشاد فرماتے جاتے تھے۔

لاہور سے ایک بہت بڑے عالم" مولوی محبوب عالمؒ " آتے تھے۔ یہ آپؒ کے بڑے معتقد تھے اور میرا خیال

Marfat.com

ہے، اُن کے رنگ ڈھنگ سے محسوس ہوتا تھا کہ آپؒ نے اُن کو بھی خلافت عطاء فرمائی ہوئی تھی۔ وہ جب بھی عرس وغیرہ پر تشریف لاتے تو سب سے پیچھے سمٹ سمٹا کر بیٹھ جاتے۔ پھر حضرت صاحبؒ نے فرمانا کہ مولوی محبوب عالم صاحبؒ کو بلایا جائے، آپؒ اُن کو اپنے قریب بٹھاتے اور تقریر کے لیے ارشاد فرماتے۔

آپؒ ہر وقت اپنے چہرے کو ایک رومال سے ہلکا سا پردہ دیئے رہتے تھے۔ میرے خیال میں اِس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحبؒ اپنی نظر کی حفاظت فرماتے تھے کہ میری نظر اِدھر اُدھر نہ پڑے۔ اور ساتھ ہی کچھ خاص کیفیت تھی جس کی آپؒ حفاظت فرماتے تھے۔ آپؒ کے چہرے کی جو کیفیت تھی، اللہ اللہ سبحان اللہ، وہ نا قابل بیان ہے، آپؒ کے چہرے مبارک کی کیفیت دیکھ کر دل میں وجد پیدا ہو جاتا تھا۔ کبھی کبھی آپؒ یہ بات ایک خاص کیفیت میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ '' او نقشبندیوں ' پیر دے چہرے توں جو گل لبھدی اے، او ہور کتیلوں نئی جے لبھنی '' اس حقیقت کی مجھے بعد میں سمجھ آئی کہ آپؒ کا چہرہ دیکھ کر دل میں ایک تڑپ، ایک سوز و گداز کی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی جو عبادتوں اور ریاضتوں سے نہیں ملتی۔ ایک مرتبہ، پوہ کے دن تھے۔ (یعنی شدید سردی کے دن تھے) صبح، صبح آپؒ (تہجد کے نوافل ادا کر کے) مسجد میں تشریف لائے (وضو ہونے کے باوجود) مسجد میں آ کر دوبارہ ٹھنڈے پانی سے وضو کیا۔ بعد میں واعظ کے دوران آپؒ نے وضو کے اوپر وضو کی ترغیب دی اور فرمایا کہ وضو کے اوپر وضو کرنا نورٌ علیٰ نور ہوتا ہے۔ چونکہ آپؒ نے اس موضوع پر بات کرنی تھی لہذا آپؒ نے پہلے اس پر خود عمل کیا اور پھر یہ بات ارشاد فرمائی۔

آپؒ بیان فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی آپ کو کوئی کسی کا سلام لا کر دے تو اُس کو '' علیکم السلام '' نہیں کہنا بلکہ کہنا ہے '' علیہ وعلیکم السلام '' جب کوئی چورہ شریف سے آپؒ کے لیے سلام لے کر آتا تو آپؒ کھڑے ہو کر سلام قبول کرتے اور جواب دیتے علیہ وعلیکم السلام۔ اس حد تک آپؒ چورہ شریف کا ادب فرمایا کرتے تھے۔ حضرت قبلہ سید بادشاہ چوراہی (جو حضرت بابا جی فقیر محمد چوراہی کے بیٹے اور گدی نشین تھے) اور حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ کا چہرہ آپس میں بہت مشابہہ تھا، یوں محسوس ہوتا گویا دو بھائی آپس میں بیٹھے ہیں۔

یہ اشعار میاں محمد بخش صاحبؒ کے آپؒ اکثر مجھ سے سُنا کرتے تھے۔ (جب آپؒ سُنتے تو آپؒ کے مسلسل آنسو چلتے اور آہ پہ آہ آتی، جسکا اثر مجلس پر پڑتا اور خلقت بھی روتی)

جیوں کر خواجہ حافظ صاحب لکھیا وچ دیوانے
میں اک بلبل رُوندی ڈٹھی ' پھڑیا پُھل دھیانے
میں پوچھیا کیوں وے بی بی ' کیوں تیرا دل ہلیا

درد فراق رہیا کی کر ' جد سجن گل مِلیا
بلبل بولی حافظ صاحب ' کی گل پوچھیں مینوں
اس رووَن دی حال حقیقت ہے کی معلوم تینوں
جِناں دے دل عشق سمانا ' رُووَن کم اُہنا
وچھڑے روندے ' ملدے وی روندے
روندے ٹُر دے وچ راہاں
وصل فراق نہیں چیتے آنن ' کامل عشق شنگارے
محبوباں دا راضی نامہ ' لوڑن سدا پیارے

یہ شعر بھی اکثر آپؒ مجھ سے سنا کرتے تھے۔

کسے بلبل نوں پچھیاں چمن اندر ' کیوں رُویں پُھلاں تائیں
آپے فیر بہار لیا سی ' مڑ کے اللہ سائیں
آہیں مار نمانی بلبل رو کے آکھ سناوے
شاید اے ویلا مڑ کے ہتھ آوے یا نہ آوے
غفلت دے وچ وقت گوایا ' قدر نئیں ہر گز پایا
وہندیاں وہندیاں ہتھاں وچوں یار عزیز گوایا
جے جانا پر دیسی سوہنے ' مڑ کے فیر نہیں ملدے
صورت یار مسافر دی میں لکھ لیندی وچ دل دے
کڈھ لیندی میں عطر پھلاں توں وقت بہار چمن دے
تاں فیر خوشبو لیندی رہندی وقت خزاں چھٹن دے
نِت عبد اللہ ہون نہ ہر گز اَو محبوباں دے میلے
رووِیں گا تُوں بلبل وانگوں ' خزاں چھٹن دے ویلے

آپ مجھ سے بھولا پنچھی' مولوی محمد عبد اللہ مگھاں والوں کی نظم بھی سُنا کرتے تھے۔

Marfat.com

نام : پروفیسر قاری غلام صادق صاحب

رہائش : سیٹلائیٹ ٹاؤن' گوجرانوالہ

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1925ء ہے۔ حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے نہایت عقیدت مند'' مولوی محمد شفیع صاحب ؒ '' کے برخوردار ہیں۔ بورڈ آف ایجوکیشن' گوجرانوالہ کے چیئرمین بھی رہے۔ حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ ان پر خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت صاحب ؒ جہاں پر انسانوں کے پیر تھے' وہاں پر حضور ؒ جنات کے بھی پیر تھے۔ اور اِس چیز کے متعلق بہت مرتبہ ہمیں آپ ؒ کے پاس بیٹھے مشاہدات ہوئے۔ ایک مرتبہ بارہ ہزار جنات کی ایک جماعت نے حضرت صاحب ؒ کے پیچھے نماز ادا کی۔ کئی مرتبہ دوران واعظ و نصیحت یا گفتگو کے دوران' اچانک آپ ؒ کچھ کوڈ ورڈز (code words) میں بات کیا کرتے تھے جو کہ ہم لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہوتی۔ اکثر وعظ شروع کرنے سے پہلے کچھ الفاظ ایسے ادا کرتے جو کسی کی سمجھ میں نہ آتے مگر آپ ؒ سب کو یہ الفاظ دوہرانے کے لیے کہتے اور پھر گفتگو کا آغاز فرماتے کبھی کبھی یہ کیفیت دوران گفتگو بھی ہوتی۔ آپ ؒ کی محفل میں بڑا ہی عجیب رنگ ہوتا' انتہا درجے کا ادب' خاموشی اور نور جو کہ ہر شخص کو محسوس ہوتا۔ ہر بیان کی جانے والی بات کا دل میں اُترتے ہوئے محسوس ہونا۔ آپ ؒ کا اندازِ وعظ و گفتگو نہایت دل نشین ہوتا' بہت سادہ زبان استعمال فرماتے اور اکثر باتوں کو حاضرین سے دوہرواتے' جیسے ایک مدرس اپنے شاگردوں سے سبق پڑھواتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا کہ دوران وعظ سامعین کسی اور عالم میں پہنچ جاتے۔

حضرت صاحب ؒ اکثر مجھے اذان دینے' تکبیر کہنے یا تلاوت کرنے کے لیے کہا کرتے تھے اور ایسے بھی مواقع آئے' جب حضرت صاحب ؒ نے مجھے امامت کرنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ یہ مرحلہ' جب حضور قبلہ ؒ مجھے امامت کے لیے کھڑا کرتے' میرے لیے بڑا ہی مشکل مرحلہ ہوتا' کہاں میں اور کہاں حضرت صاحب ؒ اور اُن کے آگے امامت کے لیے کھڑا ہونا ۔ یہ میرے لیے بڑا ہی دشوار ہوتا۔ سو اِسی مرحلے سے بچنے کے لیے' میں ایک مرتبہ حضرت صاحب ؒ کی مسجد میں فجر کے وقت آیا' سنتیں وغیرہ ایک طرف ادا کر کے' کھدر کی چادر اُوڑھ کر' مسجد کے ہال کی پچھلی طرف دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تا کہ کسی کی نظر میں نہ آؤں۔ نماز پڑھ کر حضرت صاحب ؒ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ حضرت صاحب ؒ تشریف لے آئے تو تکبیر پڑھی گئی' حافظ غلام رسول صاحب ؒ امام تھے' لیکن وہ اُس وقت تک امامت کے لیے آگے نہ بڑھتے جب تک کہ حضرت صاحب ؒ اُن کو اشارہ نہ فرماتے۔ حضرت صاحب ؒ نے عربی زبان میں ارشاد فرمایا کہ ''غلام صادق امامت کے لیے

Marfat.com

آگے آئیں۔‘‘میں حیران پریشان رہ گیا بہرحال خاموش کھڑا رہا۔ حضرت صاحبؒ نے پیچھے مڑ کر میری طرف دیکھ کے کہا کہ ’’امامت کے لیے آگے آئیں۔‘‘میں حیران پریشان آگے بڑھا اور امامت شروع کی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے سورہ نجم کی قرات شروع کی جو سرور اور کیف مجھے اُس قرات میں آیا آج تک پھر نہیں آیا یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا کلام الٰہی اوپر سے نازل ہو رہا ہے اور میرے منہ سے ادا ہو رہا ہے۔ نماز مکمل کرنے کے بعد امام صاحب خود دعاء نہ مانگا کرتے تھے بلکہ پیچھے سرک جاتے اور حضرت صاحبؒ خود کچھ ارشاد فرماتے اور اِس کے بعد دعا فرماتے۔ چنانچہ اسی طرح میں پیچھے سرک گیا پھر اس موقع پر حضرت صاحبؒ نے کچھ ایسی چیزیں ارشاد فرمائیں جو اپنی سمجھ سے بالاتر تھی، جن میں 12 ہزار جنات کا نماز میں شامل ہو کر جماعت ادا کرنے کا ذکر تھا۔ اِس کے ثبوت کا ذکر تھا کہ یہاں پر تین بہت بڑے بوڑھ کے درخت تھے جو بہت پرانے تھے (غالباً میرے دادا، میرے والد صاحب کے ساتھ جب پسرور سے آتے تو ان کے نیچے آرام کرتے تھے۔) حضرت صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ ’’جاتے جاتے، وہ ایک درخت اُکھیڑ کر رکھ گئے ہیں‘‘۔ پھر ہم نے باہر نکل کر اس درخت کو واقعی ہی اِس حالت میں دیکھا۔

بسا اوقات کچھ ارادہ لے کر حضرت صاحبؒ کے پاس گئے ہیں ابھی اظہار نہیں کیا۔ حضرت صاحبؒ نے ارشاد فرمایا کہ ’’غلام صادق، یہاں سے کتاب لائیں‘‘، پوچھا کونسی کتاب، ارشاد فرمایا ’’کوئی سی بھی‘‘ میں نے کتاب پکڑی آپؒ نے پوچھا ’’کونسی کتاب ہے‘‘ میں نے جواب دیا ’’حصن حصین‘‘ آپؒ نے تلفظ درست کروایا اور ارشاد فرمایا ’’پڑھیں۔‘‘ میں نے دریافت کیا کہاں سے آپؒ نے جواب ارشاد فرمایا ’’کہیں سے بھی‘‘ میں نے دو، تین سطریں پڑھیں۔ آپؒ نے روک کر تشریح فرمانی شروع کر دی اور میرے ذہن میں موجود تمام سوالوں کے جواب دے دیئے۔

میرے والد صاحب ’’حافظ محمد شفیع صاحبؒ ‘‘ امام مسجد تھے، مسجد شیخاں، پھلاں والی گلی میں۔ ماہ رمضان میں اپنی مسجد میں تراویح پڑھانے کے بعد زنگپورہ حضرت صاحبؒ کے پاس تشریف لے آتے۔ اور تقریباً ساری رات نوافل (تہجد کی نیت سے) میں قرآن کریم پڑھا جاتا۔ سحری سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے قیام اللیل مکمل کیا جاتا، پھر سحری کی جاتی اور پھر والد صاحبؒ اپنی مسجد میں آکر فجر کی امامت کرواتے۔ والد صاحبؒ کا حضرت صاحبؒ سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ جب بھی حضرت صاحبؒ اُنھیں یاد فرماتے، وہ فوراً آجاتے۔

ہمارے آباء واجداد کا تعلق پسرور سے تھا۔ ایک مرتبہ مہار شریف کے بزرگ (سید غلام نبی شاہ صاحبؒ) پسرور تشریف لائے اور میرے دادا جیؒ کی دوکان پر آئے اور میرے والد صاحبؒ کو کہا کہ ’’آئیں نماز پڑھیں‘‘۔ میرے والد صاحب حیران پریشان، بہرحال بزرگوں کے ساتھ جا کر نماز ادا کی۔ کچھ عرصے کے بعد دوبارہ یہی بزرگ تشریف لائے اور

Marfat.com

دادا جیؒ سے کہا کہ ''میں اِن حافظ صاحب کوساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔'' لہذا میرے والد صاحبؒ 'مہار شریف والے بزرگوں کے ساتھ چلے گئے۔ اُن کی زندگی میں مہار شریف ہی رہے اور اُنؒ کے وصال (1922) کے بعد سیالکوٹ حضرت صاحبؒ (مولانا محمد حسین پسروریؒ) کے پاس حاضر ہوئے اور راہنمائی چاہی۔ حضرت صاحبؒ نے والد صاحبؒ کو ''مسجد شیخاں۔ پھلاں والی گلی'' میں امام مسجد لگوا دیا۔ حضرت صاحبؒ مہار شریف والے بزرگوں کی بڑی عزت و تعظیم کیا کرتے تھے اور اکثر وہاں عرس وغیرہ پر تشریف بھی لے جایا کرتے تھے اور اُن بزرگوں کو بڑے اچھے الفاظ میں یاد فرمایا کرتے تھے۔

جب حضرت صاحبؒ وعظ فرماتے تو سننے والوں پر بڑا ہی عجیب رنگ طاری ہو جاتا۔ یوں محسوس ہوتا گویا سامعین کسی اور عالم میں پہنچ جاتے تھے۔ حالانکہ آپؒ کا انداز نہایت معتدل ہوتا' نہ تو اُونچی آواز میں بولتے نہ ہی تیز' تیز بولتے مگر گفتگو میں اتنی تاثیر ہوتی کہ سننے والے (خوفِ خدا) سے رونا شروع کر دیتے۔

جب میں چھوٹا سا بچہ تھا میرے والد ماجد حافظ محمد شفیعؒ نے رہائش کے لیے محلّہ رنگپورہ میں ایک مکان کرائے پر لیا۔ والد مرحوم کا معمول تھا کہ رات کو سونے سے قبل قرآن کریم کی سات مخصوص سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے۔ رات کو والد مرحوم نے حسبِ معمول قرآن کریم کی تلاوت کی اور چارپائی پر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُنہوں نے محسوس کیا کہ اِن کی چارپائی زمین سے اُٹھائی جا رہی ہے۔ والد مرحوم گھبرا کر اٹھ بیٹھے' اس کے ساتھ ہی ان کی چارپائی دوبارہ زمین پر آ گری۔ اس واقعہ کے بعد وہ سو نہ سکے حتی کہ تہجد کا وقت ہو گیا اور وہ قیام اللیل میں مشغول ہو گئے' جس میں ہمیشہ جہری انداز سے تلاوت قرآن کیا کرتے تھے۔ اس قسم کا واقعہ اگلی دو راتوں میں پھر ہوا۔ جس سے والد صاحب بہت پریشان ہو کر قبلہ عالمؒ (حضرت مولانا محمد حسین پسروریؒ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا۔ حضرت صاحبؒ نے میرے والد کو تسلی دی اور ارشاد فرمایا کہ آج رات اچھی طرح سے وضو کر کے آیت الکرسی پڑھنے کے بعد فلاں' فلاں سورتیں باآواز بلند تلاوت کریں۔ اور اگر کوئی پریشانی کی کیفیت ہو جائے تو گھبرانا نہیں بلکہ میری طرف دھیان کر لیں۔ والد صاحب نے حسبِ ارشاد عمل کیا اور بفضل تعالیٰ رات سکون سے گزری۔ خواب میں والد صاحب نے دیکھا کہ ایک مکروہ شخص' جس کے ساتھ اُس کی اولاد تھی' والد صاحب کے پاس آ کر کہنے لگا۔ حافظ صاحب آپ جو رات کو قرآن کریم تلاوت کرتے ہو' ہمیں ناگوار گزرتا ہے۔ ہم چاہتے تھے کہ کسی طرح آپ یہ مکان خالی کر جائیں مگر آج ہم خود اس مکان سے جا رہے ہیں اور ایک مکان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ اب ہم رہنے کے لیے اس مکان میں جا رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو میرے والد بزرگوار نے میری والدہ مرحومہ کو خواب کی تفصیل بتائی۔ جس پر انھوں نے بتایا کہ بالکل ایسی ہی خواب' انہوں نے بھی دیکھی ہے

جس میں ایک بڑھیا اپنے بال بچوں کے ساتھ ان کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ حافظ صاحب جورات کو قرآن کریم پڑھتے ہیں' وہ ہمیں ناگوار گزرتا ہے اس لئے آج کے بعد ہم اس مکان کو چھوڑ کر فلاں مکان میں جا رہے ہیں۔ اس عورت کا اشارہ بھی اُسی مکان کی طرف تھا جس کی نشاندہی والد مرحوم کی خواب میں کی گئی۔ بعدازاں میرے والد' قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پیشتر اس کے کہ وہ کچھ بیان کریں حضرت صاحب قبلہ عالمؒ نے فرمایا ''اچھا ہوا' وہ چلے گئے۔ اب آپ سکون سے انشاء اللہ رہیں گے۔''

مسجد اعواناں کے ہال کے شمالی جانب ایک جگہ تھی' جہاں پر کافی عرصہ سے مسجد کی صفیں وغیرہ پڑیں تھیں۔ ایک روز دوپہر سے پہلے قبلہ عالم حضرت صاحبؒ نے میرے والد مرحوم کو فرمایا یہ تمام صفیں یہاں سے اُٹھوالیں اور خالی جگہ ہونے پر صفائی کروادیں۔ والد مرحوم نے حسب ارشاد تعمیل کر دی' مگر انہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ مدت سے پڑی ان صفوں کو یہاں سے اٹھوا کر جگہ خالی کرانے میں کیا مصلحت تھی۔ ظہر کے بعد جب بہت زیادہ مہمان آگئے تو دیگر جگہوں پر مہمانوں کو ٹھہرانے کے بعد' باقی مہمان اس خالی کی ہوئی جگہ پر ٹھہرائے گئے تو حکمت سمجھ میں آگئی۔

حضور قبلہ عالمؒ مجھ سے خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ بچپن میں جب کبھی میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضور ارشاد فرماتے '' غلام صادق فلاں سورہ سنائیں۔'' جس پر وہ بہت خوش ہوتے اور میری حوصلہ افزائی اور میری تربیت کی خاطر کوئی پھل وغیرہ عنایت فرماتے۔ ایک مرتبہ جب میں میٹرک کا طالب علم تھا۔ میں حضور قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا' اجازت لینے کے بعد مہار شریف جانے کے ارادہ سے میں سیالکوٹ ریلوے اسٹیشن پہنچا۔ ابھی گاڑی کھڑی تھی اور میں پلیٹ فارم پر تھا کہ ایک آدمی جسے پہلے میں نے نہیں دیکھا تھا دوڑا' دوڑا میرے پاس آیا اور مبلغ دو روپے دینے کے بعد کہنے لگا کہ یہ رقم حضور قبلہ عالم نے کرایہ وغیرہ کے لیے آپ کو دی ہے۔ یہ شفقتِ پدری کی مثال ہے۔

Marfat.com

نام : حافظ محمد اسماعیل صاحب

رہائش : عالمگیر بازار سیالکوٹ

تعارف : آپؒ کا سن پیدائش 1927ء تھا۔حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ کی حیات مبارکہ میں آپ کی مسجد میں حافظ غلام رسول صاحبؒ سے قرآن پاک حفظ کرتے رہے۔آپ کا صاحبزادہ مولانا بشیر احمد صاحبؒ سے بڑا گہرا تعلق تھا۔آپ باباجیؒ (مولانا محمد حسین پسروریؒ) اور صاحبزادہ صاحبؒ کے نہایت عاشق تھے۔آپؒ نے 2009ء میں وصال پایا۔آپؒ خود بھی صالح بزرگ شخصیت تھے۔

باباجیؒ کے وقت میں سیالکوٹ بزرگوں سے بھرا پڑا تھا مگر باباجیؒ کی بات ہی اور تھی' اُن کی شان ہی علیحدہ تھی۔باباجیؒ کے چہرے کی کیفیت کا کیا بیان ہو؟ آپؒ کے چہرۂ انور پر نظر پڑتے ہی خدا یاد آجاتا تھا۔آپؒ کے چہرے پر بہت ہی زیادہ نور تھا۔چہرے پر ہر وقت نور کی ایک لاٹ رہتی تھی۔اور اس نور کی کیفیت ہی مختلف تھی جو لفظوں میں بیان نہیں ہوسکتی۔آپؒ اپنے چہرۂ انور کو اکثر ایک رومال سے پردہ دیئے رہتے تھے۔

جب آپؒ قرآن پاک کی سماعت فرماتے تو بے ساختہ آپؒ سے ایک ''آہ'' کی صدا بلند ہوتی۔اِس ''آہ'' کی آواز سے یوں محسوس ہوتا گویا آپؒ کے سینۂ انور سے انوار کی لپٹیں نکل کر اطراف و اکناف میں پھیل گئی ہیں۔سننے والوں کے دل اس آواز سے پگھل جاتے اور بے ساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔یہ ''آہ'' کسی اور بزرگ کی محفل میں نہیں سنی گئی اور نہ ہی یہ کیفیت کسی اور جگہ دیکھی گئی ہے۔جب آپؒ مجلس میں موجود ہوتے تو اُس مجلس میں سناٹا چھا جاتا' کسی شخص کی مجال نہ ہوتی کہ کوئی اُونچی آواز نکال سکے۔جب آپؒ مجلس میں آکر تشریف فرما ہوتے تو تمام لوگ خود بخود خاموش ہو جاتے' آپس کی باتیں مکمل طور پر ختم ہو جاتیں۔آپؒ کے پیچھے جمعہ پڑھنے کے لیے ہر جمعہ کو لوگ سمبڑیال' نارووال' ڈسکہ' سدھے چک وغیرہ یعنی دور دراز سے آتے تھے۔اور اکثریت ادب کی وجہ سے پیدل آتی۔

آپؒ کو حضور ﷺ سے بے انتہا عشق تھا اور ساتھ ہی ساتھ قرآن پاک کے بھی بہت عاشق تھے۔جب بھی قرآن پاک سنتے تو بہت گریہ زاری کرتے۔جب لوگ آپؒ کی محفل میں آکر بیٹھتے تو لوگوں کے دلوں کی تاثیریں بدل جاتیں۔آپؒ کا لباس سفید ہوتا اور اس لباس میں ایک خاص جاذبیت ہوتی۔آپؒ کی ذات میں بہت کشش تھی' جو آپؒ کی طرف دیکھتا' وہ کھنچتا چلا جاتا۔

Marfat.com

حافظ محمد ابراہیم صاحب گوجرانوالہ والے اکثر باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے' اِن کی آواز نہایت بلند تھی' باباجیؒ اکثر اِن سے یہ نعت شریف سنتے "وصلی اللہ علیٰ نورٍ "۔ میرے استاد صاحب (حافظ غلام رسول صاحبؒ) فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ باباجیؒ کو سرہند شریف عرس پر دیکھا جب کہ اُس سال آپؒ سرہند شریف تشریف نہیں لے گئے تھے۔ حضرت مولانا امام الدین رائے پوریؒ نے باباجیؒ کی نماز جنازہ پڑھائی' یہ حضرت حافظ پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔

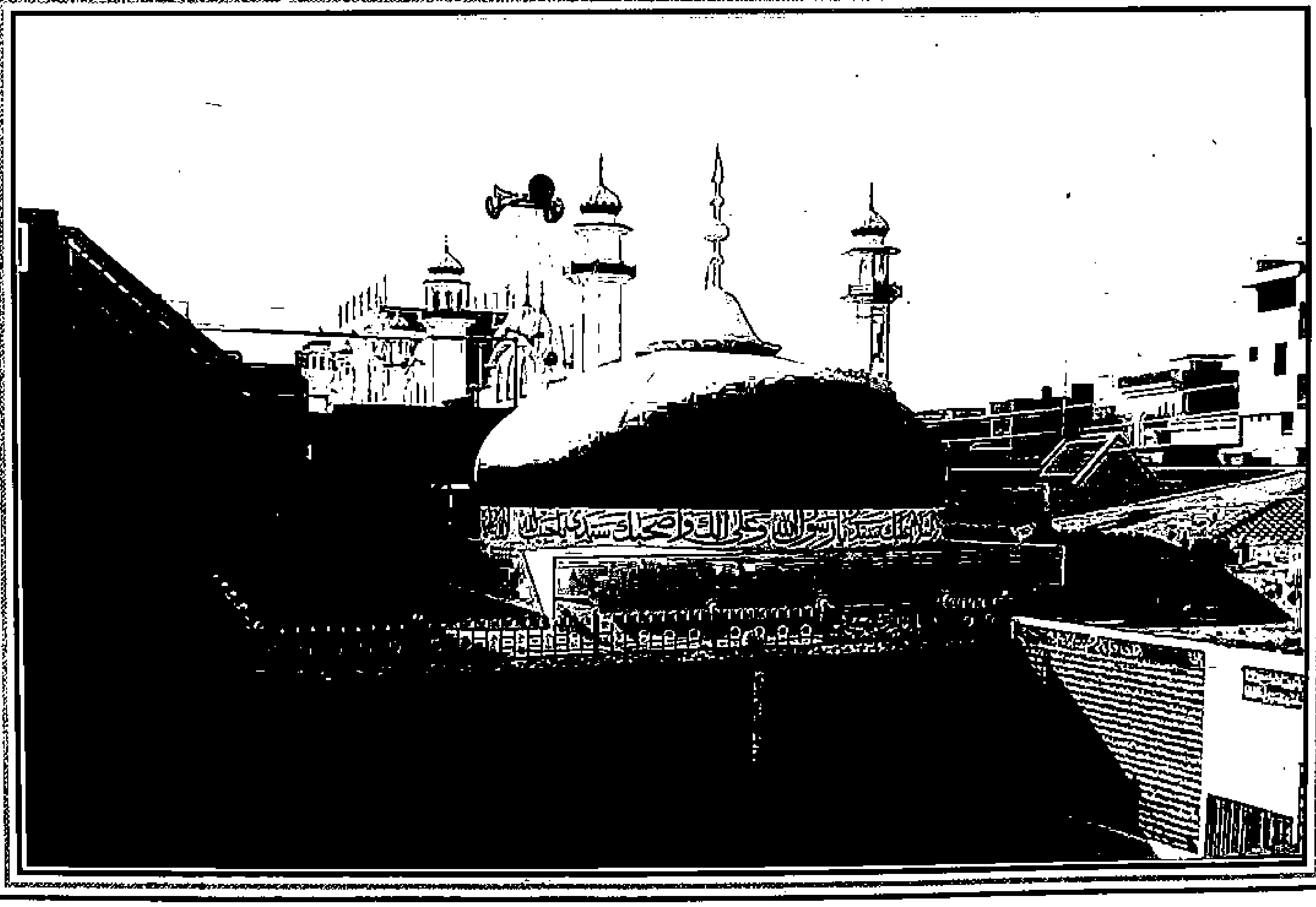

دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہؒ ' رنگپورہ شریف کا پُرنور منظر

نام : پٹواری عنایت اللہ صاحب

رہائش : فتح گڑھ سیالکوٹ

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1929ء ہے۔ حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ سے اِن کے چچا بیعت تھے۔ یہ خود بھی حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ سے بیعت ہیں۔

میرے والد صاحب میرے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ میرے چچا فضل حسین باباجیؒ کے مرید تھے۔ جب مجھے پٹوار کی ملازمت مل گئی تو میں باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا' تاکہ آپؒ سے بیعت ہو سکوں۔ بیعت کرنے سے پہلے آپؒ نے مجھ سے پوچھا کہ برخوردار کیا کام کرتے ہو؟ میں نے بتایا کہ جناب میں پٹواری ہوں۔ آپؒ نے یہ سن کر فرمایا کہ بھئی میں نے بیعت نہیں کرنا۔ میں نے عرض کی جناب مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں بھئی یہ محکمہ بہت راشی ہے' تم رشوت وغیرہ بھی لو گے' اس لیے میں نے بیعت سے انکار کیا ہے۔ میں نے عرض کی کہ سرکار اگر میں رشوت نہ لوں تو پھر۔ آپؒ نے فرمایا کہ پھر یہ شرط ہے کہ تم نے رشوت نہیں لینی اور کسی سے کچھ مانگنا بھی نہیں' اور کسی پر کوئی زیادتی بھی نہیں کرنی۔ اب تک آپکی ملازمت میں ہوا جو ہوا لیکن آگے سے زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ میں نے آپؒ سے اس بات کا وعدہ کیا۔ آپؒ نے یہ سن کر فرمایا کہ روٹی بہت ہے' بے فکر ہو کر جدھر مرضی جاؤ' روٹی ملتی رہے گی اور کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ آپؒ کے اس فرمان کے بعد روٹی (رزق) مل رہی ہے اور بڑی عزت سے وقت گزر رہا ہے۔ مشکل وقت بھی آئے مگر غیب سے مدد ملتی رہی جو کہ سراسر آپؒ کی توجہ کی برکت ہے۔

ایک مرتبہ دوران نوکری' میں بڑی مشکل میں پھنس گیا۔ ان دنوں میں سیالکوٹ شہر میں پٹواری تھا۔ گوہد پور کا ایک آدمی میرے پاس آیا کہ میری زمین کی نشاندہی کر دیں۔ دراصل یہ زمین نالہ اَیک کے ساتھ ساتھ تھی۔ جب میں اس کے ساتھ گیا تو دیکھا کہ اس کی زمین نالہ اَیک میں آ چکی تھی۔ اس بندے نے مجھے بہت پیسوں کی آفر کی کہ مجھے اس زمین کے ساتھ والی زمین الاٹ کر دو جو کہ اَیک سے باہر تھی اور اس کا مالک' اسی آدمی کا رشتہ دار تھا اور اسی شہر کا رہنے والا تھا۔ میں نے اس بندے کی آفر قبول نہ کی اور کہا کہ جس جگہ تمھارا حق بنتا ہے' زمین تو میں تمھیں وہیں دوں گا۔ یہ تقریباً سن ۴۹ء یا ۵۰ء کی بات ہے۔ اس زمانے میں اس نے مجھے ۱۰۰ روپیہ دینے کی کوشش کی' جبکہ یہ ایک کافی بڑی رقم تھی۔ وہ بندہ وسائل رکھتا تھا۔ اس وقت کے کسی منسٹر سے اس کے تعلقات تھے' اس نے میرے خلاف درخواست دے دی کہ میں رشوت ستانی

Marfat.com

کرتا ہوں، اپنا کام ایمانداری سے نہیں کرتا اور ناجائز مطالبات کرتا ہوں۔ یہ سارا قصہ سن کر وہ شہر والا بندہ میرے پاس آیا اور میری ایمانداری سے بہت خوش ہوا، اُس نے بھی مجھے پیسے دینے کی کوشش کی، لیکن میں نے پیسے لینے سے انکار کر دیا۔ میرے خلاف درخواست شہر کے ڈی۔سی صاحب کے پاس آ گئی۔ انھوں نے مجھے بھی بلا لیا اور اس بندے کو بھی بلا لیا۔ میرے ساتھ وہ بندہ بھی عدالت پہنچ گیا، جس کی زمین ہڑپ کرنے کی کوشش ہو رہی تھی۔ ڈی۔سی صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ برخوردار تم نے اس بندے سے کتنے پیسے لیے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ جناب میں نے اس سے کوئی پیسہ نہیں لیا۔ ابھی میں نے یہ بات کی تھی کہ وہ دوسرا بندہ بولا کہ جناب میں آپ کو ساری صورتحال بتاتا ہوں۔ اُس نے ساری کہانی کھول کر، ڈی سی صاحب کو سنا دی۔ یہ سن کر ڈی سی صاحب نے اس بندے کو جس نے درخواست دی تھی کہا کہ بھئی تم پیسے دینے کے متعلق ثابت کر دو یا پھر کوئی گواہ پیش کرو۔ اور اگلے ہفتے ہمیں دوبارہ آنے کے لیے کہا۔ اس ساری کارروائی کے بعد میں باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؒ مسجد کے برآمدے میں تشریف فرما تھے۔ کثیر تعداد میں زائرین آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ میں بھی سلام لے کر بیٹھ گیا آپؒ نے مجھ سے خیر، خیریت پوچھی تو میں نے اپنی بات شروع کی۔ آپؒ نے آگے سے فرمایا کہ ہمیں پتہ ہے اور پھر مجھے تسلی دی کہا کہ فکر کی کوئی بات نہیں، کوئی تکلیف آپ کو نہیں ہوگی اور آپکا افسر آپکی عزت کرے گا۔ خیر میں واپس آ گیا۔ اگلے ہفتے دوبارہ ڈی سی صاحب کے پاس پیشی ہوئی۔ وہ بندہ کوئی گواہ نہ پیش کر سکا اور نہ ہی یہ ثابت کر سکا کہ میں نے رشوت لی ہے۔ اُلٹا جن بندوں کے سامنے اُس نے مجھے رشوت دینے کی کوشش کی تھی اور میں نے انکار کیا تھا، وہ بھی گواہی کے لیے میسر ہو گئے۔ ڈی سی صاحب نے اس بندے کو سخت ڈانٹ ڈپٹ کی اور مجھے اس کے خلاف درخواست دینے کے لیے کہا لیکن میں نے انکار کر دیا میرے ذہن میں باباجیؒ کا یہ ارشاد تھا کہ کسی سے زیادتی نہیں کرنی۔ اس کے بعد ڈی سی صاحب نے مجھے شاباش دی اور مجھے اپنے ساتھ چائے پلا کر رخصت کیا اور میری بہت عزت افزائی کی۔

اس واقعے کے بعد میں دوبارہ باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور راستے سے مٹھائی کا ایک ڈبہ ساتھ لیتا گیا، جا کر آپؒ کی خدمت میں مٹھائی پیش کی۔ مٹھائی دیکھ کر آپؒ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ آپؒ نے وہ مٹھائی وہاں پر بیٹھے سب لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ جو تھوڑی سی مٹھائی بچ گئی وہ آپؒ کا ارشاد ہوا کہ گھر لے جاؤ اور بال بچوں کو کھلاؤ اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ

''آپ لوگ یہاں ہم سے روحانی فیض لینے آتے ہو، ہمیں دنیا کے مال کی ضرورت نہیں، نہ ہی ہم لوگ ایسے مرید چاہتے ہیں کہ جو دنیا کا مال لے کر یہاں آئیں۔ روحانی فیض لینے آتے ہیں اور روحانی فیض لے کر جایا کریں۔''

آپؒ لوگوں سے کسی قسم کا نذرانہ قبول نہ فرماتے (بلکہ اکثر یہ ہوتا کہ آنے جانے والوں کو کرایہ وغیرہ بھی اپنی جیب سے عطا فرماتے) اگر کوئی بہت مجبور کرتا تو کوئی سوغات لے لیتے لیکن زائرین میں تقسیم فرمادیتے۔

ایک مرتبہ دوران ملازمت کسی پارٹی نے میرے خلاف سنگین جرائم کی درخواست دے دی۔ میں پریشان ہو کر آپؒ کے پاس حاضر ہوا۔ آپؒ نے دیکھ کر فرمایا آپ آئے ہیں' ٹھیک ہے لیکن جھوٹی درخواستوں کی وجہ سے پریشان ہو کر آنے کی ضرورت نہیں۔ (انشااللہ کوئی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا) جب میں پیشی کے لیے عدالت میں حاضر ہوا تو دوسری پارٹی حاضر ہی نہ ہوئی بلکہ نہ جانے کس خوف سے بھاگ گئی۔ یوں یہ مقدمہ بغیر کسی سماعت کے ہی ختم ہو گیا۔ اُلٹا جج صاحب نے مجھے ہتک عزت کا دعویٰ کرنے کے لیے کہا لیکن میں نے آپؒ کے ارشاد کے مطابق معاف کر دیا اور کوئی انتقامی کاروائی نہ کی۔ حالانکہ میں سائل تھا مگر اس کے باوجود جج صاحب نے مجھے نہ صرف اپنے ساتھ چائے پلائی بلکہ بہت عزت افزائی فرمائی۔ یہ سب آپؒ کی خاص نگاہ کرم کا فیض ہے۔

باباجیؒ کے چہرے پر بے انتہا نور ہوتا تھا۔ آپؒ اپنی داڑھی مبارک کو مہندی لگایا کرتے تھے۔ آپؒ کے پاس جا کر مسئلہ عرض کرنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ آپؒ خود ہی باتوں میں ارشاد فرما دیتے تھے کہ آپ کا فلاں مسئلہ ہے' اچھا انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ آپؒ کے چہرہ انور پر اس قدر نور ہوتا تھا کہ آپؒ کا چہرہ دیکھ کر خدا یاد آجاتا تھا۔ جب آپؒ جمعہ میں وعظ فرماتے تو یوں محسوس ہوتا گویا کہ سب لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہایت قرب محسوس ہوتا اور اُسی قرب کی وجہ سے خوف خدا طاری ہو جاتا۔ اگر آپؒ نبی کریم ﷺ کی بات کرتے تو یوں محسوس ہوتا گویا حضور پاک ﷺ کا زمانہ اقدس لوٹ آیا ہے اور ہم لوگ اس زمانے میں ہیں۔ اُس وقت سننے والوں کی جو کیفیت ہوتی وہ لفظوں میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ آپؒ کے پاس آنے والوں کا دل یہ چاہتا تھا کہ سارا وقت آپؒ کے پاس ہی بیٹھے رہیں' آپؒ سے جدا ہونے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ میں تقریباً آپؒ کے پاس ہر جمعہ کے جمعہ حاضر ہوتا اس وقت زائرین کا ایک جم غفیر ہوتا' بیٹھنے کے لیے جگہ ملنی مشکل ہو جاتی۔ عرس کے موقعہ پر تو رش کی انتہا ہوتی۔ کوئی بکرا لے کر آ رہا ہے' کوئی اناج لے کر آ رہا ہے' کوئی کچھ لا رہا ہے' کوئی کچھ۔ لوگ یہ سب آپؒ کی خدمت میں پیش کرتے مگر آپؒ منع فرما دیتے اور کہتے کہ یہ سب جا کر لنگر میں شامل کر دیں' آپؒ اپنے لیے یا اپنی ذات کے لیے کسی سے کچھ قبول نہ فرماتے۔ اگر کوئی آپ کے لیے کوئی چیز لاتا تو آپؒ اسے یہ ارشاد فرماتے" بھئی اپنے گاؤں میں جا کر دیکھو وہاں جو یتیم یا بیوہ ہیں یہ سب اُن کو دے دو' اُن کو زیادہ ضرورت ہے۔" آپؒ کی باتیں کرتے ہوئے آج بھی آپؒ کا سراپا آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ جب بھی مجھے کبھی روپے پیسے کی وجہ سے تنگی ہوئی ہے تو آپؒ کی نظر کرم سے میری مدد ہوتی رہی ہے یہ سراسر آپؒ اُس ارشاد کی

Marfat.com

برکت ہے جو آپؒ نے مجھے بیعت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔آپؒ اکثر '' لا الہ الا انت سبحانک اِنی کُنتم من الظالمین '' پڑھتے رہنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ آپؒ کے کوئی مرید جو دو برجی آرائیاں کے رہائشی تھے' مسجد میں آئے اور آپؒ سے کہا کہ آپ کے لیے دعوت کا انتظام کیا ہے' آپ اپنے مریدین کے ساتھ غریب خانے کو رونق بخشیں۔آپؒ نے ان کی دعوت کو قبول فرمالیا اور اس وقت جو موجود زائرین تھے (تقریباً ۷۰'۸۰ کے قریب نفوس تھے) اُن کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔آپؒ آگے آگے چل رہے تھے اور ہم لوگ آپؒ کے پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے لیکن پھر بھی آپؒ کے پاس نہیں پہنچ پا رہے تھے' حالانکہ آپؒ بظاہر بڑی میانہ چال کے ساتھ چل رہے تھے۔منزل پر پہنچ کر کسی نے آپؒ سے اس چیز کی وجہ پوچھی تو آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے زمین کو سکڑنے کا حکم دیتا ہے' لہذا منزل قریب ہو جاتی ہے۔اُسی محفل میں جن صاحب نے دعوت کا انتظام کیا تھا' وہ آپ کے پاس آئے اور عرض کی کہ حضور کھانا کچھ کم پڑ گیا ہے۔آپؒ نے کچھ چاول ہاتھ میں لیے اور منہ کے قریب لے جا کر غالباً پھونک ماری اور یہ چاول باقی چاولوں میں شامل کرنے کو کہا پھر اس کھانے میں ایسی برکت ہوئی کہ سب لوگ کھانا کھا گئے مگر کھانا کم ہوتا نظر نہ آتا تھا۔

Marfat.com

نام : محمد طفیل صاحب

رہائش : کوٹ رائے ' پسرور

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1919ء ہے۔آپ کا سارا خاندان ہی حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ سے تعلق والا تھا۔خود بھی آپؒ سے بیعت ہیں۔ابھی تک (2007ء) ماشاللہ با ہوش وحواس اور چاک وچوبند ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت صاحبؒ ختم شریف کے لیے ہمارے گاؤں تشریف لائے۔ہمارے گاؤں کی مسجد میں تشریف فرما تھے اور بیان فرما رہے تھے (باباجیؒ کا تقریر کا انداز بالکل گفتگو جیسا ہوتا تھا) دوران گفتگو حضرت صاحبؒ نے فرمایا

"دیکھو جی! یہ مسجد ہے' جہاں آج تک حضور ﷺ نے گیارہ مرتبہ خود تشریف لا کر مجھے اپنے مصافحہ کی سعادت سے سرفراز فرمایا ہے۔جو لوگ میرے پاس بیٹھے ہیں ' اگر کوئی آنکھوں والا ہو تو دیکھے کہ یہ وہی لوگ ہیں یا کچھ اور بن گئے ہیں۔"

یہاں ہمارے نالہ ڈیک کے اس طرف ایک گاؤں ہے جہاں آپؒ تشریف لائے ہوئے تھے۔عشاء کی نماز وہاں پڑھی اور اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر واپس پسرور کے لیے روانہ ہونے لگے۔لوگوں نے اصرار کیا آپؒ اس وقت نہ جائیں' اندھیرا بہت ہے۔لیکن باباجیؒ نہ رکے اور روانہ ہو گئے۔نالہ ڈیک میں اس وقت سیلاب آیا ہوا تھا۔لہذا باباجیؒ نالے کے کنارے رک گئے اور ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ یہاں سے گزرنے کا کیا سبب ہو سکتا ہے؟ اچانک وہاں ایک چوکیدار آ گیا اور کہنے لگا کہ آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو نالہ پار کرواتا ہوں۔اُس نے آپؒ کی گھوڑی کی لگام پکڑی اور سیلاب میں سے گزار دیا۔سیلاب سے گزار کر آپؒ سے سلام لی اور واپس چلا گیا۔آپؒ تھوڑا اور آگے گئے تو ایک اور چوکیدار کھڑا تھا اُس نے کہا کہ آئیں میں آپؒ کو پسرور چھوڑ آؤں لہذا وہ آپؒ کے ساتھ پسرور تک آیا۔دراصل یہ کوئی عام انسان نہ تھے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے رجال الغیب تھے جو آپؒ کی مدد کے لیے حاضر ہو جاتے تھے۔

میرے بڑے بھائی (حکیم محمد شفیع صاحب) نے سیالکوٹ سے پسرور آنا تھا۔جب آپؒ سے واپسی کے لیے اجازت مانگی تو آپؒ نے فرمایا "پلے خرچ نہیں بندھے' پنچھی تے درویش' جنہاں تقوی رب دا' اُنہاں رزق ہمیش" حکیم صاحب کو آپؒ کے اس ارشاد کی سمجھ نہ آئی کہ آپؒ نے ایسا کیوں فرمایا ہے۔پھر آپؒ نے فرمایا کہ "یہ روٹیاں ساتھ باندھ لیں"۔حکیم صاحب نے آپؒ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے روٹیاں ساتھ باندھ لیں۔لیکن حکیم صاحب اس بات پر بہت حیران تھے کہ روٹیوں اور اُس ارشاد کا کیا مقصد تھا۔بہر حال وہ سیالکوٹ سے پسرور کے لیے بذریعہ بس روانہ

ہو گئے۔ جب بس بڈیانہ پہنچی تو خراب ہوگئی اور مسافروں کو رات وہیں رکنا پڑا۔ پھر حکیم صاحب نے وہ روٹیاں رات کے وقت کھائیں اور اُس وقت اُن کو آپؒ کے ارشاد مبارک اور ساتھ میں روٹیاں دینے کا مقصد سمجھ آیا۔

ایک مرتبہ میرے بڑے بھائی حکیم محمد شفیع صاحب نے پیغام بھیجا کہ مجھے سیالکوٹ آ کر ملو۔ چنانچہ میں اُن کے پاس سیالکوٹ پہنچا۔ مجھے ساتھ لے کر بھائی صاحب باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (اُن دنوں ہمارے حالات بہت تنگ تھے' اس کے باوجود میں دو دن پہلے بازار سے نیا حقہ اور تمباکو خرید کر لایا تھا' جن کی مالیت اُس زمانے میں تقریباً ۱۰ روپے تھی۔) باباجیؒ سے ملاقات ہوئی۔ سلام دعاء کے بعد آپؒ نے مجھ سے پوچھا "کیوں بھئی! حقہ پیتے ہو" میں نے اقرار کیا کہ جی حضور پیتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ "نہ پیا کرو" پھر پوچھا کہ "نماز پڑھتے ہو" میں نے جواب دیا کہ حضور کبھی کبھی پڑھ لیتا ہوں آپؒ نے فرمایا کہ "چلو کبھی کبھی ہی سہی' اُس میں درود شریف (اللھم صل علی) تو پڑھتے ہو گے" میں نے کہا جی حضور پڑھتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا "کس منہ سے پڑھتے ہو' حقے والے منہ سے۔ وہاں پر تو عطر اور خوشبو سے منہ دھو کر بھی حضور پاک ﷺ کا نام مبارک لیا جائے تو ڈر آتا ہے کہ کہیں حضور علیہ السلام کا نام لیتے ہوئے بے ادبی نہ ہو جائے اور تم ایسے ہی پڑھ لیتے ہو۔" آپؒ کا یہ ارشاد میرے دل پر بہت گہرا اثر کر گیا۔ میں نے گھر آ کر وہ حقہ واپس کر دیا اور آئندہ کے لیے توبہ کی۔ یہ واقعہ پاکستان بننے سے پہلے کا ہے اور آج کے دن تک (2007ء) میں نے حقے کو ہاتھ نہیں لگایا۔

یہ بات مجھے میرے بڑے بھائی حکیم محمد شفیع صاحب نے سنائی' وہ اس واقعہ کے چشم دید گواہ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب چھوٹے باباجیؒ (مولانا بشیر احمد صاحبؒ) سرہند شریف عرس پر تشریف لے گئے۔ ابھی ہم راستے میں تھے' دربار شریف نہیں پہنچے تھے کہ ایک آدمی آ کر ہمیں ملا جس کا سارا جسم مٹی میں اَٹا ہوا تھا۔ مولانا نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اُس آدمی نے جواب دیا کہ "مجھے اس طرف سے خوشبو آ رہی تھی کہ کوئی نقشبندی آ رہا ہے' لہٰذا میں اس طرف چل دیا تو آپ سے ملاقات ہوگئی۔" تھوڑی اور آگے گئے تو ایک سکھ آ کر ملا (یہ باطنی مسلمان تھا اور ظاہری سکھ)۔ اس نے مولانا صاحبؒ سے پوچھا کہ "آپ مولانا محمد حسین پسروریؒ کے صاحبزادے ہیں؟" انھوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ تو اُس نے آگے سے کہا کہ "دربار شریف کے نگران کہہ رہے ہیں کہ صاحبزادہ صاحب آئیں گے اور اجازت دیں گے تو سکھوں اور غیر مسلموں کو دربار شریف کے اندر جانے کی اجازت دی جائے گی ورنہ نہیں۔" مولانا صاحبؒ نے جواب ارشاد فرمایا کہ "حضرت مجدد پاک اللہ کی رحمت ہیں' لہٰذا کوئی مسلمان ہو' سکھ ہو یا ہندو ہو' سب کو دربار شریف حاضری دینے کی اجازت ہے۔" پھر غیر مسلمانوں کو اندر جانے کی اجازت دی گئی۔ بس مجھے یہ افسوس ہے کہ میں باباجیؒ سے کوئی چیز حاصل نہیں کر سکا۔

نام : حافظ انتظار صاحب

رہائش : رنگپورہ سیالکوٹ

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1924ء ہے۔آپ کی بیعت تو حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ سے تھی۔لیکن ایک ہی علاقہ میں رہائش ہونے کی وجہ سے حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ سے بھی کافی تعلق تھا۔سن 2009ء میں آپؒ کا وصال ہوگیا۔آپ نے تقریباً اپنی ساری زندگی رنگپورہ تھانہ کے ساتھ والی مسجد میں امامت کرتے گزاردی۔

جب قبلہ حافظ فتح الدین صاحبؒ (مرشد کامل حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ) بیمار ہوئے اوراُن کے وصال کا وقت قریب آیا تو اُن کے علاقہ (کوٹلی لوہاراں) کے لوگ رنگپورہ آگئے کہ ہم حافظ صاحبؒ کی آخری آرام گاہ اپنے علاقہ میں بنائیں گے،اِدھر رنگپورہ کے لوگ بھی اصرار کرنے لگے کہ چونکہ حافظ صاحبؒ نے ساری زندگی یہیں وقت گزارا ہے لہذا اُن کی آخری آرام گاہ بھی یہیں ہونی چاہیے۔بڑھتے بڑھتے یہ مسئلہ حافظ صاحبؒ کی خدمت میں پیش ہوا،آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے غسل وغیرہ دے کر میری چارپائی باہر رکھ دی جائے اور دونوں علاقے کے لوگ باری باری کوشش کریں جولوگ میری چارپائی کو اُٹھا کرلے جائیں،اُن کے علاقے میں میرا مزار بنادیا جائے۔چنانچہ آپؒ کے وصال کے بعد ایسا ہی کیا گیا۔جب اُن کے علاقے کے لوگوں نے چارپائی کو اُٹھانے کی کوشش کی تو آٹھ آٹھ لوگوں کی ایک ساتھ کوشش کے باوجود چارپائی کو نہ اُٹھا سکے لہذا رنگپورہ شریف کے لوگوں نے آپؒ کا جنازہ اُٹھایا اور مزار بھی رنگپورہ شریف میں بنا۔

ایک ڈاکٹر صاحب لاہور سے آیا کرتے تھے جن کا نام ڈاکٹر محمد دین تھا لیکن ڈاکٹر شاہ کے نام سے مشہور تھے۔ہجرت پاکستان کے بعد انھوں نے زرکثیر صرف کرکے ایک مکان (نزد تھانہ) رنگپورہ میں خرید کیا۔اوراُس کی رجسٹری اپنی بیگم صاحبہ کے نام کروادی۔چند ماہ کے بعد میاں،بیوی میں چپقلش ہوگئی اور بیگم نے میاں کو گھر سے باہر نکال دیا۔ڈاکٹر صاحب نے (حافظ انتظار) مجھ سے اجازت طلب کی کہ میں مسجد کے حجرے میں رات کو سولیا کروں۔انہی دنوں میری (حافظ انتظار) والدہ بھی سخت بیمار تھیں۔ڈاکٹر لاعلاج قرار دے چکے تھے۔ہم دونوں حضور قبلہ باباجیؒ (مولانا محمد حسین پسروریؒ) کی بارگاہ میں چلے گئے اور دل میں اپنی اپنی پریشانیوں کا خیال تھا۔جمعہ کا دن تھا اور باباجیؒ جمعہ پڑھا رہے تھے۔جمعہ کے فرض پڑھنے کے بعد اور سنتیں پڑھنے سے پہلے باباجیؒ نے سب کو روک کر فرمایا کہ "ایک دعاء سب مانگیں کہ جولا علاج بیماریاں ہیں اللہ اُن سے شفاء دے۔" جب نماز پڑھ چکے تو پھر سب کو ایک دعا کرنے کو کہا کہ "جو میاں بیوی

Marfat.com

میں ناچاقیاں ہیں، اللہ تعالیٰ وہ درست کر دے۔'' اس واقعہ کے تیسرے دن ڈاکٹر شاہ کی بیوی نے اُن کو بلا کر کہا کہ آپ مجھ سے آدھا مکان اپنے نام لکھوالیں اور میری والدہ کو بھی آرام آنا شروع ہو گیا حتیٰ کہ چند دنوں میں روبہ صحت ہو گئیں۔

ایک آدمی رنگپورہ کا رہائشی تھا اور نہایت فاسق، بدمعاش اور غلط شخص تھا۔ کوئی ایسا غلط کام نہ تھا جو وہ نہ کرتا تھا۔ پھر اُس آدمی کی حالت اچانک تبدیل ہو گئی، وہ نمازی اور پرہیز گار بن گیا۔ جب لوگوں نے اُس سے سبب دریافت کیا تو اُس نے بتایا کہ ایک دن میں مولانا محمد حسین پسروریؒ کی مسجد کی دیوار کے ساتھ سے گزر رہا تھا کہ اندر سے مولانا کے وعظ کرنے کی آواز آئی اور مولانا فرما رہے تھے کہ '' اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے ' اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے ''۔ بس اس آواز میں ایسی تاثیر تھی کہ یہ الفاظ میرے سینے میں کُھب گئے اور وہیں کھڑے کھڑے میری حالت تبدیل ہو گئی، میں نے سچے دل سے توبہ کر لی۔

ایک مرتبہ حضور قبلہ باباجیؒ اپنے ایک مرید حاجی عبدالغنی صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے، جب نماز کا وقت ہوا تو آپؒ اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ قریبی مسجد میں تشریف لائے۔ ابھی آپؒ نے اندر قدم رکھا ہی تھا کہ باہر آ گئے۔ ساتھیوں کو فرمایا کہ یہاں نماز نہیں پڑھنی، کسی اور مسجد میں چلو، کیونکہ اس مسجد سے خوشبو نہیں آ رہی۔ لوگوں کو تعجب ہوا مگر تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ وہ مسجد مرزائیوں کے زیرِ تسلط تھی۔ پھر نماز، یہ ہماری (حافظ انتظار) مسجد میں آ کر ادا کی۔ ایک صوبیدار صاحب پہلی مرتبہ سیالکوٹ سے عراق جا رہے تھے، باباجیؒ نے اُن کو اپنے بیٹے صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کے لیے رقعہ دیا اور کہا کہ '' میرے بیٹے کا نام بشیر احمد ہے۔ یہ رقعہ اُن کو دے دینا ''۔ صوبیدار صاحب نے جواب دیا کہ میں کبھی پہلے آپ کے بیٹے سے ملا نہیں، نہ ہی اُن کا ایڈریس مجھے معلوم ہے، میں اُن کو کہاں تلاش کروں گا۔ باباجیؒ نے فرمایا '' تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، وہ خود بخود آپ کو مل جائیں گے۔ '' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صوبیدار صاحب وہاں (عراق میں) کسی ہوٹل میں چائے پی رہے تھے کہ ان کے سامنے ایک خوبصورت آدمی آ کر بیٹھ گیا۔ انہوں (صوبیدار صاحب) نے اُن سے باباجیؒ کے بیٹے کا ذکر کیا۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ میں ہی باباجی کا بیٹا ہوں، یہ رقعہ میرا ہی ہے۔ چنانچہ رقعہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ گیا۔

باباجیؒ ستر (۷۰) اَسی (۸۰) سال کی عمر میں بھی رمضان شریف میں کھڑے ہو کر پانچ پانچ سپارے نماز تراویح اور پانچ سپارے نماز تہجد میں سماعت فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

نام : چوہدری بشیر احمد صاحب

رہائش : رنگپورہ، سیالکوٹ

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1927ء ہے۔ سن 2008ء میں وفات پا گئے۔ وقتِ آخر تک مکمل طور چاک و چوبند اور تندرست تھے۔ رنگپورہ کی مشہور و معروف صالح شخصیت تھے۔ حضور قبلہ باباجیؒ سے بیعت تھے۔ باباجیؒ کے نہایت عقیدت مند تھے۔ آپؒ کے ذکر سے ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔ چھوٹے باباجی (مولانا بشیر احمد صاحبؒ) کے ساتھ چوہدری صاحب کا خاص تعلق تھا۔

(باباجیؒ کا چہرہ مبارک اس وقت آنکھوں کے سامنے آیا ہوا ہے۔ آپؒ اس قدر خوبصورت تھے کہ جیسے قدرت نے آپؒ کا ایک ایک اُنگ گھڑ گھڑ کے بنایا ہے۔ آج کل جوان لوگ بھی بیٹھ کر تقریر کرتے ہیں مگر باباجیؒ اُس زمانے میں جبکہ آپؒ کی عمر مبارک ۸۰ سال کے قریب تھی کھڑے ہو کر تقریر فرمایا کرتے تھے۔ اور پھر آپؒ کے خطبہ کی خوبی یہ تھی کہ تب سپیکر نہ ہونے کے باوجود بھی سینکڑوں ہزاروں لوگوں کے مجمع میں بھی ہر آدمی آپؒ کی آواز کو بالکل صاف سنتا گویا آپؒ اُس کے کان میں ہی بول رہے ہیں۔ جتنی آوز اندر بیٹھے ہوئے سن رہے ہوتے اُتنی ہی آواز باہر بیٹھے ہوئے لوگ بھی سن رہے ہوتے، حالانکہ آپؒ کی آواز بہت مدہم اور دھیمی ہوتی۔ ایسی کرامت حضرت غوث الثقلینؓ کی بھی ہے کہ لاکھوں ہزاروں کے مجمع میں آپؓ کی آواز ہر ایک تک واضح پہنچتی تھی۔ اسی طرح باباجیؒ کی بھی۔)

ہمارے ایک پیر بھائی تھے جو" فیروز بجلی والا "کے نام سے مشہور تھے۔ باباجیؒ کے بہت عقیدت مند اور معتقد تھے۔ ان کا یہ حال تھا کہ اُدھر باباجیؒ کا ذکر ہوا اِدھر ان کی آنکھوں میں آنسو آئے۔ یہ بات جو میں بیان کرنے لگا ہوں، خود فیروز صاحب نے مجھے سنائی۔ ایک مرتبہ باباجیؒ نے ان کو (فیروز اور کسی اور ساتھی کو) صبح صبح، تہجد کے وقت کسی کام کے سلسلے میں قریبی گاؤں روانہ کیا۔ جب یہ لوگ اس گاؤں میں داخل ہونے لگے تو کتے اُن کے پیچھے پڑ گئے۔ کتے ان کے پیچھے پڑے تو سہی لیکن پھر خود ہی چاؤں، چاؤں کرتے دور بھاگ گئے، یوں محسوس ہوا کہ ان کتوں کو کسی نے کچھ مارا ہے جو ان کو آ کر لگا ہے اور وہ چاؤں، چاؤں کرتے ہوئے بھاگ گئے ہیں۔ خیر یہ لوگ اس گاؤں میں باباجیؒ کا بتایا ہوا کام مکمل کر کے واپس آئے۔ مسجد میں باباجیؒ سے ملاقات ہوئی، سلام دعاء کے بعد باباجیؒ نے ان سے فرمایا کہ

" آپ لوگوں کو راستے میں کتے پڑ گئے تھے، میں اُس وقت وضو کر رہا تھا۔ میرے ہاتھ میں اُس وقت واڑی (لوٹا)

Marfat.com

تھی‘میں نے وہی اُن کودے ماری ’’۔ یہ واقعہ اپنے عقیدت مندوں کا خیال رکھنے اور بلند نگاہی کی انوکھی مثال ہے۔

باباجیؒ کے وصال کے موقعہ پر دہلی سے شائع ہونے والے ایک مشہور اسلامی رسالہ نے آپؒ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے خاصے بڑے کاغذ پر آپؒ کے متعلق ایک مضمون شائع کیا جس کا عنوان تھا ’’ ایک چراغ اور بجھ گیا۔۔۔! ’’۔اس رسالہ کا نام میرے ذہن سے اُتر گیا ہے۔آپ اندازہ کریں کہ دہلی سے یہ رسالہ شائع ہوتا تھا اور اُنہوں نے باباجیؒ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے خصوصی بڑے کاغذ کا اہتمام کیا گویا یہ بات صرف پاکستان کی سطح پر نہیں تھی بلکہ باباجیؒ کی شخصیت برصغیر کی سطح پر جانی اور مانی جاتی تھی۔

ہر وہ آدمی جو باباجیؒ کے پاس دس منٹ کے لیے بھی بیٹھ جاتا اُس کو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے پہلے وہ بہت بڑے بوجھ اور پریشانیوں میں مبتلا تھا اور اب وہ نہایت ہلکا پھلکا ہو کر جا رہا ہے‘ جیسے کسی نے پکڑ کر سارا بوجھ اُتار لیا ہو اور ذہن بالکل پُرسکون ہو گیا ہو۔

باباجیؒ ہر کسی (چھوٹے یا بڑے) کو نہایت شیریں لہجہ‘ نہایت پیار اور ادب سے مخاطب فرماتے تھے مثلاً اگر مجھے مخاطب کرنا ہے تو ’’ بشیر جی ’’ یا ’’ بشیر صاحب جی ’’ کہہ کر مخاطب ہوتے۔جب باباجیؒ دعاء فرماتے تو یوں محسوس ہوتا کہ یہ دعاء سیدھی عرش الٰہی پر پہنچ رہی ہے اور درجہء مقبولیت پر فائز ہو رہی ہے۔صبح نماز فجر سے نماز اشراق تک باباجیؒ کا قیام مسجد میں ہی ہوتا تھا‘ اس دوران آپؒ کسی قسم کی گفتگو نہ فرماتے اور مراقب رہتے پھر نماز اشراق کی ادائیگی کے بعد آپؒ بیٹھک میں تشریف لے جاتے اور بے شمار زائرین اور سائلین آپؒ کے پاس حاضر ہوتے‘ بیٹھک میں ایک طرف پانی کا ایک مٹکا رکھا ہوتا جسمیں دم شدہ پانی ہوتا۔باباجیؒ لوگوں کو دم فرمادیتے اور مٹکے سے پانی پینے کے لیے کہہ دیتے اور اس ذرا سے عمل سے لوگوں کو بفضلِ تعالٰی شفاء ہو جاتی۔نماز ظہر سے کچھ دیر پہلے آپؒ قیلولہ فرماتے پھر نماز ادا فرماتے‘ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد نماز مغرب تک ختم خواجگان پڑھنا باباجیؒ کا لازمی معمول تھا (اس دوران آپؒ گفتگو نہ فرماتے) اور اس کے بعد اجتماعی دعاء ہوتی۔اس دعاء کا بھی بڑا عجیب منظر ہوتا‘ ہر طرف نور کی کیفیت ہوتی یوں محسوس ہوتا کہ ہر دعاء سیدھی عرش پر پہنچ رہی ہے اور قبول و منظور ہو رہی ہے۔باباجیؒ جب دعاء مانگتے تو یہ اشعار اکثر پڑھا کرتے

اِن بزرگوں کے تئیں یارب غرض ہر کار میں — کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں

مجھ ذلیل و خوار‘ مسکین و گدا کے واسطے

اِن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر ملول — کی جیو یہ عرض انکی برکت سے قبول

ہاتھ پھیلائے تیرے آگے دعا کے واسطے

گرچہ ہم بدکار نالائق ہیں اے شاہِ جہاں ۔۔۔ پر بتا در کو تیرے اب چھوڑ کر جائیں کہاں

کون ہے تیرے سوا ہم بے نوا کے واسطے

چرخِ عصیاں سر پہ ہے زیرِ قدم بحرِ الم ۔۔۔ اب چار سُو ہے فوجِ غم کر جلد بہرِ کرم

کچھ رہائی کا سبب ہم مبتلا کے واسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے ۔۔۔ اور تکیہ زہد کا زاہدوں کے واسطے

ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے

نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب ۔۔۔ نے عبادت نے زہد نے خواہشِ علم و ادب

دردِ دل پر چاہیے مجھ کو خدا کے واسطے

عقل ہوش و فکر اور نعمائے دنیا بے شمار ۔۔۔ کی عطا تو نے ہمیں پر اَب تو اے پروردگار

بخش وہ نعمت جو کام آئے سدا کے واسطے

گرچہ عالم میں الٰہی مَیں سعی بسیار کی ۔۔۔ پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق تیری سرکار کی

جان و دل لایا ہوں لے تجھ پر فدا کے واسطے

گرچہ یہ نہ میرا ہدیہ قابلِ منظور ہے ۔۔۔ پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے

کشتگانِ تیغِ تسلیم و رضا کے واسطے

حد سے ابتر ہو چکا ہے حال مجھ ناشاد کا ۔۔۔ کی جیو امداد اللہ وقت ہے امداد کا

اپنے لطف و رحمت بے انتہا کے واسطے

اللھم اغفر جمیع المومنین والمومنات ۔۔۔ اللھم اغفر جمیع المسلمین و المسلمات

انبیاء اولیاء و اصفیاء کے واسطے

دسمبر ۵۰ء میں مَیں سخت مشکل میں مبتلاء ہو کر باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض پیش کی، باباجیؒ نے ایک نہایت مختصر سا وظیفہ پڑھنے کو بتایا۔ اور چند دنوں میں یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ جولائی ۵۱ء میں باباجیؒ کا وصال ہو گیا۔ نومبر ۵۱ء میں مَیں پھر نہایت مشکل حالات میں گرفتار ہو گیا، نہایت پریشانی کا وقت تھا۔ اسی دوران باباجیؒ حالتِ خواب میں گھر تشریف لائے۔ رات کا وقت تھا اور نہایت سخت سردی تھی۔ خواب میں مَیں باباجیؒ کو گھر سے باہر تک رخصت کرنے آیا اور ساتھ ہی اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ باباجیؒ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا'' جو وظیفہ پہلے آپ کو بتایا تھا وہی پڑھا کریں ''۔ یہ

Marfat.com

کہہ کر آپؒ تشریف لے گئے۔اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔سخت سردی میں اُٹھا' وضو کیا' تہجد کے نوافل ادا کیے' پھر میرا دل دربار شریف جانے کو چاہا۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں مولانا بشیر احمد صاحبؒ مزار شریف کے قریب حالت مراقبہ میں بیٹھے ہیں اور پاس صوفی رمضان صاحب بھی بیٹھے ہیں۔آہٹ کی آواز سُن کر مولانا نے سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا کہ ''ابھی ابھی باباجیؒ سے آپ کا تذکرہ ہو رہا تھا''۔میں یہ سن کر حیرت زدہ رہ گیا کہ اُدھر باباجیؒ میرے خواب میں تشریف لائے اور ادھر مولانا سے میرا ذکر ہو رہا' گویا باباجیؒ کو میرا کتنا خیال ہے اور میرے احوال پر آپؒ کی کتنی نظر ہے۔

ہمارے محلے میں سائیں فضل دین صاحب اور اُن کی ہمسائیگی میں (غالبًا) حاجی پیر بخش صاحب کی فیملی رہتی تھی۔دونوں گھرانوں کا آپس میں جگہ کا تنازعہ تھا۔یہ مسئلہ باباجیؒ کو بتایا گیا' باباجیؒ اُس جگہ تشریف لے گئے اور معاملے کو دونوں اطراف سے سن کر سائیں فضل دین صاحب کے حق میں فیصلہ دے دیا۔حاجی پیر بخش کے پانچ بیٹے تھے جن میں ایک کا نام حاکم دین تھا۔اُس نے یہ فیصلہ سُن کر باباجیؒ کی شان میں گستاخی کے الفاظ ادا کیے' باباجیؒ نے خاموشی اختیار کی۔ چند دنوں کے بعد اُس شخص کی نظر بند ہو گئی اور پھر ساری زندگی بینائی لوٹ کر نہیں آئی۔بعد میں یہ لوگ آ کر باباجیؒ سے معافی طلب کرتے رہے ہیں اور باباجیؒ نے معاف بھی فرمادیا لیکن اُس کی حالت یہی رہی۔

نام : محترم عمر دین صاحب

رہائش : رنگپورہ، سیالکوٹ

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1924ء ہے۔ حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے عقیدت منداور تعلق والے خاندان سے ہیں۔ اپنا بچپن حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے زیر سایہ بسر کیا۔ حافظ فتح محمد صاحب مرحوم (انگلینڈ والے) کے برادرِ نسبتی ہیں۔

جب حضرت صاحب ؒ چلتے تھے تو نہایت سُبک رفتاری سے چلتے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا گویا آپ ؒ روئی کے گولوں پر پاؤں رکھتے ہیں گویا چلنے کی آواز بالکل نہیں آتی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب ؒ کو بڑا تیز بخار تھا اور ظہر کی نماز پڑھنی تھی۔ نہایت سخت گرمی تھی اور سخت لُو چل رہی تھی۔ حضرت صاحب ؒ خود فرماتے ہیں کہ میرا دل کیا کہ میں کسی ٹھنڈی جگہ نماز پڑھوں۔ لیکن اس خیال کے ساتھ ہی حضرت صاحب ؒ مسجد سے نکل کر باہر چلے گئے اور بھری دوپہر میں ظہر کی سنتیں لسوڑھے کے پیڑ کے نیچے، چلتی لُو میں ادا کیں۔ پھر فرض مسجد میں آکر باجماعت ادا کیے اور باقی نماز کے لیے پھر اُسی جگہ تشریف لے گئے۔ یہ سب اس لیے کیا کہ نفس کی خواہش کے خلاف کام ہو اور نفس قابو میں رہے۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب ؒ ڈسکہ سول ہسپتال میں آنکھیں بنوانے کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں پر ایک سکھ ڈاکٹر اَرُوڑ سنگھ تھا جو بڑا متعصب تھا۔ مسلمانوں کے اذان وغیرہ دینے کے بڑا خلاف تھا اور اس بات پر اس کا کئی مسلمانوں سے جھگڑا بھی چل رہا تھا۔ حضرت صاحب ؒ نے آنکھ بنوانے کے بعد ہسپتال کے اندر ٹھہرنے کی بجائے باہر کمپاونڈ میں سائبان لگا لیا۔ اذان وغیرہ دے کر وہیں باجماعت نماز پڑھی جاتی۔ بجائے یہ کہ ڈاکٹر اَرُوڑ سنگھ آپ ؒ کی مخالفت کرتا، وہ آپ ؒ کا اتنا معتقد ہو گیا کہ حضرت صاحب ؒ کے پاس محافل میں آکر چپ چاپ بیٹھ جاتا۔ پھر جب حضرت صاحب ؒ کی سیالکوٹ واپسی ہوئی تو بھی اُس سے آپ ؒ کی جدائی برداشت نہ ہوئی اور اکثر دونوں میاں بیوی، آپ ؒ سے ملنے کے لیے سیالکوٹ، رنگپورہ شریف مسجد میں آجاتے اور بہت دیر تک بیٹھے رہتے۔

ایک مرتبہ حافظ فتح محمد صاحب نہایت بچپن میں مسجد کے دروازے پر کھیل رہے تھے۔ حضرت صاحب ؒ اُن کو دیکھتے رہے اور مسلسل کچھ دیر دیکھ کر پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے؟ کسی نے کہا کہ یہ قاری ہے۔ حضرت صاحب ؒ نے یہ سُن کر ارشاد فرمایا

’’ اچھا‘ اللہ قاری بنائے ‘‘۔ حافظ صاحب خود بھی اور ہم سب گھر والے بھی یہ حضرت صاحبؒ کی اس دعا کی تاثیر ہی سمجھتے ہیں کہ حافظ صاحب بڑے مشہور قاری ہوئے۔ ایک مرتبہ صدر ضیاء الحق صاحب سیالکوٹ تشریف لائے تو اُنھوں نے بھی حافظ صاحب سے تلاوت سننے کی خواہش ظاہر کی لیکن ان دنوں حافظ صاحب انگلینڈ میں تھے۔ (صدر ضیاء حافظ صاحب کے پیچھے فیصل مسجد میں نماز تراویح پڑھ چکے تھے۔)

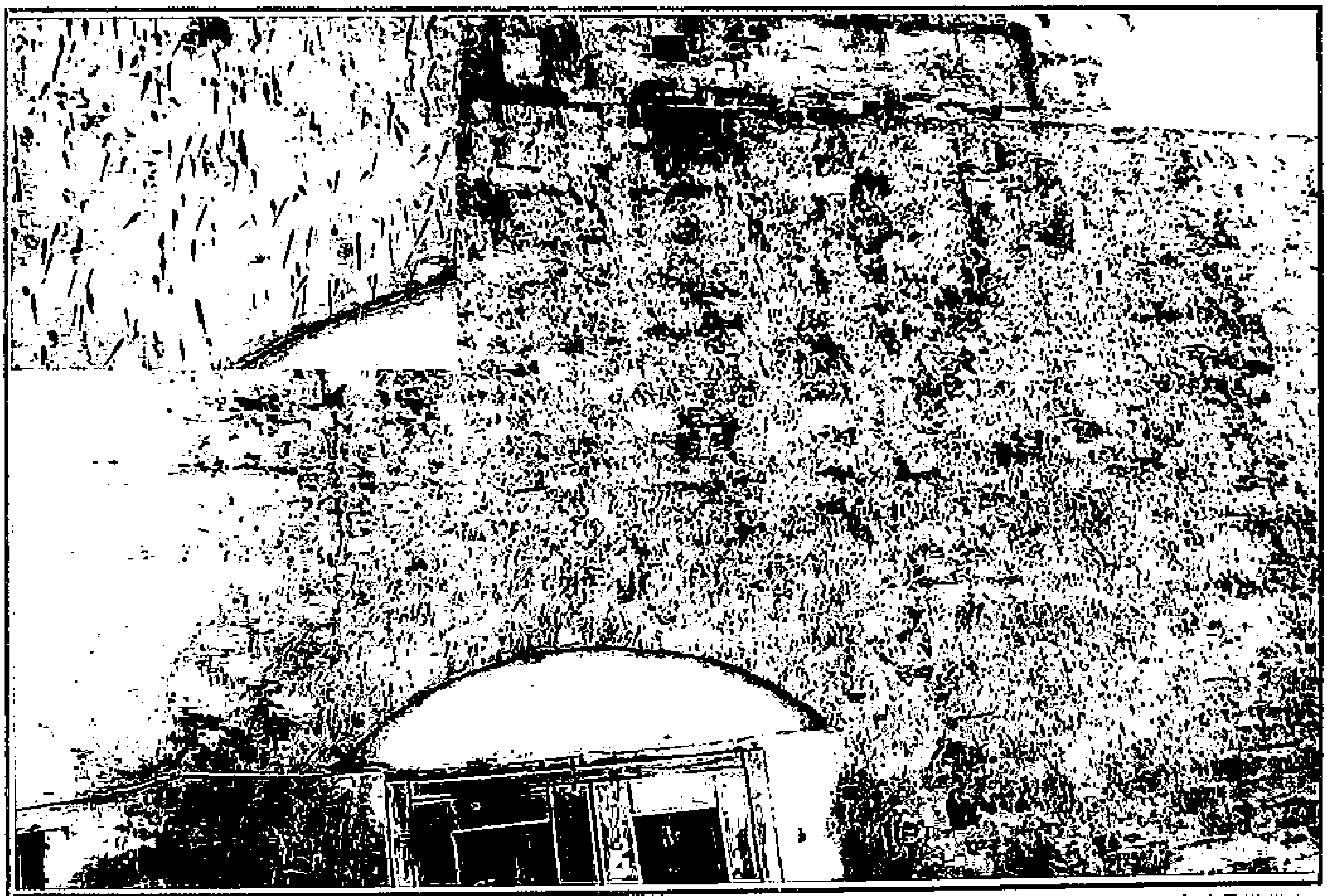

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کی رہائش گاہ‘ ملحقہ دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رنگپورہ شریف کی 2008ء میں خستہ حالی کے باعث اُن ہی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر نو کی گئی۔
جس دن حضور قبلہ عالمؒ کے خاص حجرہ مبارک کے اندر باہر سفیدی کی گئی‘ اُسی رات کو سخت طوفانِ باد و باراں آیا۔ خیال تھا کہ ساری سفیدی ڈھل گئی ہو گی۔ لیکن یہ دیکھ کر سب انگشت بدنداں رہ گئے کہ حجرہ مبارک کی صحن والی دیوار پر دروازے کے اردگرد خاص ترتیب سے سبز رنگ کی بارش ہوئی تھی۔ جو ایک عجب رنگ پیش کر رہی تھی جبکہ صحن اور اردگرد کی دیواریں بالکل صاف تھیں۔ یہ سبز رنگ پانی سے دھلنے والا بھی نہ تھا۔ یقیناً یہ حضور قبلہ عالمؒ کے حجرۂ خاص پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کی نشانی ہے۔ تصویر حاضر ہے۔
(بحوالہ قبلہ صاحبزادہ عبد الحمید افندی صاحب‘ سجادہ نشین‘ دربار عالیہ رنگپورہ شریف)

Marfat.com

نام : میاں نذیر صاحب

رہائش : بانسی والہ ثم ڈسکہ

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1915ء (اندازاً) ہے۔ حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے نہایت عقیدت منداور تعلق والے خاندان سے ہیں۔ خود بھی آپؒ سے بیعت ہیں۔

حضرت صاحب قبلہ ؒ کی زبان مبارک نہایت پُر تاثیر تھی۔ آپؒ کی زبان پاک سے جو بات بھی نکلتی' وہ پوری ہوجاتی تھی۔ ایک مرتبہ آپؒ نے مجھے ایک بات بتائی' کہ آپکی زندگی میں ایسا وقت آئے گا۔ یہ بات جس وقت آپؒ نے کی' اُس وقت مجھے اس بات کا وقوع ناممکن نظر آتا تھا' لیکن آپؒ کے اِس بات کے کرنے کے پچیس (۲۵) سال کے بعد یہ بات میری زندگی میں وقوع پذیر ہوئی' اور اسطرح سے آپؒ کی زبان پاک سے نکلے ہوئے الفاظ پورے ہوگئے۔ گویا آپؒ نے پچیس سال پہلے مجھے' آنے والے وقت کی اطلاع دے دی تھی۔

ایک مرتبہ ماہ رمضان میں' میں آپؒ کے پاس حاضر تھا۔ رات کو نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی جسمیں آپؒ نے پانچ (۵) سیپاروں کی قرات سماعت فرمائی۔ جب نماز تہجد مکمل ہوئی تو سحری میں ابھی تھوڑا سا وقت رہتا تھا' دعا وغیرہ ہوئی۔ دعا کے بعد میں نے حضرت صاحبؒ سے اجازت مانگی کہ میں تھوڑی دیر کے لیے باہر کا چکر لگا آؤں۔ آپؒ نے اجازت دے دی لیکن ساتھ میں فرمایا کہ جلدی آنا کیونکہ کھانا کھانا ہے۔ میں مسجد سے باہر نکلا' چند قدم چلا' تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا جسم راستے میں پڑا ہے' جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس جسم نے سر اٹھایا اور مجھے دیکھا۔ میں ڈر گیا اور واپس مسجد میں آ گیا۔ آپؒ نے مجھے دیکھا تو پوچھا کہ واپس آگئے ہیں؟ اور ارشاد فرمایا کہ ''بھئی وہ ایک بوڑھا دیو ہے اور آپ لوگوں کی طرح وہ بھی نماز پڑھ کر باہر گیا ہے۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ آپ جائیں اور جلدی واپس آجائیں۔'' لہذا میں چلا گیا اور سحری سے پہلے پہلے واپس آ گیا۔

آپؒ جس کو نگاہ بھر کر دیکھ لیتے تھے' اُسکا بیڑا پار ہو جاتا تھا۔ آپؒ کا انداز تکلم بہت میٹھا تھا اور دھیمہ تھا۔ آپؒ جو کچھ بولا کرتے تھے' وہ یوں تھا گویا خدا کی بارگاہ سے اُس بات کی منظوری ہو چکی ہے تو پھر وہ بات آپؒ کی زبان پاک سے ادا ہوئی ہے۔

Marfat.com

نام : صدیق بٹ صاحب

رہائش : قل باجوہ، پسرور

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1925ء (اندازاً) ہے۔ حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ سے بچپن ہی سے تعلق رہا ہے۔ آپ ؒ کی زمینوں پر کام بھی کرتے رہے ہیں۔

پاکستان بننے سے بہت پہلے کی بات ہے، باباجیؒ نے ہمارے گاؤں آنا جانا شروع کیا' آہستہ آہستہ یہاں پر آپؒ کے کافی مرید ہوگئے۔ پھر آپؒ نے مریدین کو عید میلاد شریف کے جلسے کے لیے ترغیب دی۔ یہاں کے لوگ' اس قسم کا کوئی مذہبی جلسہ کرنے سے ڈرتے تھے' کیونکہ یہ گاؤں سکھوں کا تھا۔ جو مسلمان یہاں رہتے تھے ایک تو وہ قلیل تعداد میں تھے دوسرا وہ سب کے سب مالی طور پر نہایت کمزور تھے۔ پہلے سال تو ہم لوگ کچھ نہ کر سکے مگر دوسرے سال ہم لوگوں نے آپؒ کی بات پر عمل کر لیا۔ آپؒ نے جلسے میں آنے کا وعدہ فرمالیا۔ ہم سب لوگ مقررہ دن اور وقت پر تیار وغیرہ ہو کر ''منڈی چرمنگاں'' میں بیٹھ گئے اور باباجیؒ کا انتظار کرنے لگے۔ دوسری طرف سکھوں نے بھی اپنی پوری تیاری کی ہوئی تھی اور ڈنڈے سوٹے' تلواریں اور خنجر وغیرہ تیار کیے ہوئے تھے کہ مسلمانوں کو جلسہ نہیں کرنے دینا۔ یہ لوگ اسلحے سے لیس ہو کر اپنے گردوارے کی پہلی اور دوسری منزل میں چھپ گئے کہ جب مسلمان گردوارے کے سامنے سے گزریں گے تو اُن پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ (حضور باباجیؒ کی گھوڑی بڑی شاندار تھی' یہ سفید رنگ کی عربی النسل تھی۔ ایسی شاندار گھوڑی میں نے اپنی ساری زندگی میں آپؒ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں دیکھی۔) جب آپؒ گھوڑی پر سوار دور سے آتے ہوئے دیکھائی دیئے تو مسلمانوں نے نعرے لگانے شروع کر دیئے اور آپؒ کا آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ آپؒ کو لیے ہوئے جلوس نعتیں اور درود وسلام پڑھتا ہوا مختلف راستوں سے ہوتا ہوا' گردوارے کے سامنے پہنچ گیا۔ (آپؒ چہرے پر ایک بڑے رومال سے پردہ دیئے رہتے تھے' جسمیں سے آپؒ کے چہرے کی ہلکی سی جھلک ہی نظر آتی تھی' سارا چہرہ نظر نہ آتا تھا) گردوارے کے سامنے پہنچ کر آپؒ نے اپنی گھوڑی آگے کی' اس وقت درود شریف اور نعتیں پڑھنے کا سلسلہ جاری تھا۔ آپؒ نے گردوارے کے بالکل سامنے گھوڑی کھڑی کر دی' جس پر آپؒ سوار تھے۔ جونہی آپؒ کے سراپے پر سکھوں کی نظر پڑی' نا جانے اُنھیں کیا ہوا کہ وہ لوگ سب لڑائی بڑائی چھوڑ کر' آ کر آپؒ کے قدموں میں گر پڑے اور آپؒ سے معافی کے خواست گار ہوئے کہ باباجی ہمیں نہیں پتہ تھا' ہم لوگوں کا خیال تھا کہ مسلمان شاید ہمارے لیے کوئی سازش تیار کر رہے

ہیں۔اس لیے ہم نے لڑائی کے لیے یہ سب تیاری کی تھی۔نبی پاک ﷺ کا دن منانے کے لیے مسلمانوں نے یہ سب تیاری کی ہے تو آئندہ سے ہم بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر یہ دن منایا کریں گے۔پھر یہ سارا جلسہ بڑے پرسکون انداز میں مکمل ہوا۔اس کے بعد ہر سال جب بھی یہ دن (عید میلاد شریف ﷺ) آتا تو سکھ ہمارے ساتھ مل کر یہ دن منایا کرتے تھے۔سکھ لوگ اپنے باغوں سے کیلے کے درخت کاٹ کر لاتے' اُن کے مختلف جگہ پر آرائشی دروازے بناتے راستے کے دونوں کناروں پر چونا وغیرہ ڈالتے' میٹھے پانی کی سبیلیں لگاتے اور خوشی کا اظہار کرتے۔یہ سب باباجی ؒ کی وجود کی برکت اور اُن کی خاص نگاہ کرم تھی کہ ازلی دشمن بھی دوست بنا دیئے۔

ہمارے علاقے میں سانپ بہت زیادہ ہوا کرتے تھے۔ہم نے باباجی ؒ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ؒ نے ارشاد فرمایا ''آپ لوگوں کو کچھ نہیں کہا کریں گے' آپکو دیکھ کر بھاگ جایا کریں گے۔''اور پھر یوں ہی ہوا کہ سانپ ہم لوگوں کو دیکھ کر بھاگ جایا کرتے تھے اور کوئی نقصان نہ پہنچاتے۔جو بات بھی آپ ؒ کی زبان پاک سے نکلی' وہ پوری ہو کر رہی۔

چھچھر والی کا ایک بدمعاش سکھ تھا۔اُسنے جب آپ ؒ کو گھوڑی پر جاتے دیکھا تو خیال کیا کہ آپ ؒ سے گھوڑی کو چھینا جائے۔آپ ؒ اُدھو فتے جا رہے تھے۔جب راستے میں سنسان مقام آیا تو اُس سکھ نے آپ ؒ کی گھوڑی کی لگام پکڑ لی اور آپ ؒ سے کہنے لگا کہ یہ تو میری گھوڑی ہے۔آپ ؒ نے سُن کر کہا کہ ''اچھا اگر آپکی گھوڑی ہے تو لے لو'۔آپ ؒ گھوڑی سے اُتر گئے۔وہ سکھ بدمعاش بڑا شہ زور تھا۔اُس نے سوچا یہ درویش آدمی ہیں'انہوں نے مجھے کیا کہنا ہے' گھوڑی پر چڑھتا ہوں اور ایڑھ لگا کر نکل چلتا ہوں۔اُس نے گھوڑی کی رکاب میں پاؤں رکھا اور گھوڑی پر چڑھنے لگا مگر بجائے گھوڑی کے اوپر بیٹھنے' دوسری طرف جا کر گرا۔اُس نے اس واقعے کو اپنی تیزی پر محمول کیا۔دوبارہ کوشش کی' تیسری بار کوشش کی مگر ہر مرتبہ اوپر بیٹھنے کی بجائے دوسری طرف جا گرتا۔چوتھی مرتبہ گھوڑی پر چڑھنے کی بجائے آپ ؒ کے قدموں میں آگرا' دل کی دنیا تبدیل ہوگئی' توبہ کی اور آپ ؒ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا لیکن ساتھ ہی یہ کہا کہ باطن میں تو مسلمان رہوں گا لیکن ظاہر میں یہی بھیس رکھوں گا۔اسی طرح وقت گزرتا رہا' کچھ عرصے کے بعد اُس کا آخری وقت آ گیا۔بظاہر تو وہ سکھ ہی تھا' اُس کی برادری والے اُسے جلانے لگے مگر لاکھ کوشش کے باوجود اُس کی لاش کو آگ نہ لگ سکی۔وہاں پر کسی نے کہا کہ یہاں سے اکثر ایک درویش گزرتے ہیں' پسرور میں اُن کی رہائش ہے' اُن سے اس مسئلے کے بارے میں پوچھو۔وہاں سے کچھ سکھ آپ ؒ کے پاس آئے تو آپ ؒ نے فرمایا کہ ''اُس کو آگ نہیں لگ سکتی' اُس کو مسلمانوں کے انداز میں جنازہ وغیرہ پڑھ کر دفن کیا جائے۔'' چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔آج بھی اُس کی قبر چھچھر والی میں موجود ہے اور اُس کے سرہانے کی طرف پیپل کا ایک بڑا درخت لگا ہوا ہے۔

Marfat.com

ہمارے گاؤں کے مولوی عبدالرشید صاحب، حضرت قبلہ بابا جیؒ کے بڑے پکے مرید تھے۔ نماز، روزے کے بھی پابند تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو اُس دن نہایت شدید گرمی تھی۔ آسمان پر دور، دور تک کسی بادل کا نام ونشان نہ تھا۔ آپ سرکارؒ مولوی عبدالرشید صاحب کے جنازے پر آئے۔ چارپائی کے پاس کھڑے ہو کر آپؒ نے فرمایا کہ میاں عبدالرشید جنتی ہے لیکن آگے سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ اگر عبدالرشید کے جنازے پر بارش ہوگئی تو یہ اُس کے جنتی ہونے کی نشانی ہے حالانکہ اس وقت شدید دھوپ تھی اور آسمان پر کسی بادل کا نام ونشان تک نہ تھا۔ چند لمحوں کے بعد جنازہ اُٹھایا گیا اور نا جانے ایک بدلی کہاں سے آئی اور بارش کی پھوار جنازے پر برسا کر چلی گئی۔ یوں آپؒ کی زبان پاک سے ادا ہونے والے الفاظ پورے ہوگئے۔

Marfat.com

نام : مستری عبدالرشید صاحب

رہائش : پسرور

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1949ء ہے۔آپ کے دادا صاحب اور اِن کا سارا خاندان حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ سے بیعت تھے۔ان کے دادا' والد اور خود ان کا پیشہ مکانوں کی تعمیر ہے۔

میرے دادا جی کا نام عبداللہ تھا۔ یہ گاؤں بسرال' تحصیل پسرور کے رہائشی تھے۔دادا جی بڑے بابا جیؒ یعنی مولانا محمد حسین پسروریؒ کے مرید تھے۔تقریباً ہر جمعہ باباجیؒ کے پیچھے پسرور آ کر پڑھتے تھے۔ایک مرتبہ گاؤں سے باباجیؒ کے پیچھے جمعہ پڑھنے کے لیے روانہ ہوئے۔راستے میں ان کے اپنے اور سکھوں کے کھیت ساتھ ساتھ تھے۔جب دادا جی اس جگہ پہنچے تو انھوں نے اپنے کھیت چھوڑ کر سکھوں کے کھیت سے کماد (گنا) توڑ لیا اور چوستے ہوئے آگے راونہ ہوگئے۔پسرور پہنچ کے باباجیؒ کے پیچھے جمعہ ادا کیا۔جمعہ کے بعد عقیدت مند باباجیؒ کے پاس بیٹھتے تھے۔دادا جی بھی بیٹھ گئے۔باباجیؒ نے دوران گفتگو دادا جی کو ارشاد فرمایا کہ" بھائی عبداللہ ایک مسئلہ تو بتائیں" انھوں نے کہا "حکم سرکار" باباجیؒ نے ارشاد فرمایا کہ " اپنی چیز چھوڑ کے دوسرے کی چیز کھانا صغیرہ گناہ ہے یا کبیرہ گناہ "دادا جی کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔آگے بڑھے باباجیؒ سے معافی طلب کی اور آئیندہ کے لیے ایسی لغزش سے توبہ کی۔اور باباجیؒ سے یہ عہد کیا کہ اب اگر کسی کی جگہ سے گھاس بھی اُکھیڑوں گا تو اجازت لے کر۔ اندازہ کریں کہ پسرور سے ہمارے گاؤں کا فاصلہ تقریباً 15 میل ہے۔کماد وہاں پر توڑا گیا ہے اور یہاں باباجیؒ کی نگاہ نے دیکھ لیا کہ مرید یہ غلطی کر کے آرہا ہے۔وہ کیا کھا کر آرہا ہے اور اُس شے کی حقیقت کیا ہے۔

میرے تایا جی کی سر درد کسی طریقے سے نہیں جاتی تھی۔بڑے بڑے طبیبوں سے علاج کروایا مگر فرق نہ پڑا' حتیٰ کہ ایک ڈیڑھ سال گزر گیا۔ایک دن میرے تایا جی گھر سے اس مسئلہ کے حل کے لیے نیت کر کے " باباجیؒ " سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ابھی بمشکل ایک ڈیڑھ میل ہی چلے ہونگے کہ سر درد غائب ہو گیا۔جب تایا جی مسجد میں پہنچے تو باباجیؒ پہلے ہی مسجد میں تشریف فرما تھے' سلام دعاء کے بعد باباجیؒ نے تایا جی سے ارشاد فرمایا کہ " ہاں جی' اسماعیل صاحب! آج درد تو نہیں ہوئی؟ " حالانکہ ابھی تایا جی نے باباجیؒ سے ذکر نہیں کیا تھا کہ کس مقصد کے لیے آئے ہیں' اس سے پہلے ہی باباجیؒ نے پوچھ لیا کہ " درد تو نہیں ہوئی "۔تایا جی نے جواب دیا کہ " سرکار! آج تو نہیں ہوئی "۔باباجیؒ نے

Marfat.com

جواب دیا '' اب نہیں ہوگی '' اس کے بعد ساری زندگی اسماعیل صاحب یعنی میرے تایا جی کو سر درد نہیں ہوئی۔

ہمارے گاؤں میں کسی کے گھر گائے نے بچہ دیا۔ بچہ دینے کے بعد وہ گائے نہ تو کسی کو اپنے پاس آنے دے اور نہ ہی اپنے بچے کو دودھ پلائے۔ کافی وقت ایسے ہی گزر گیا۔ گھر والے سارے بہت پریشان ہوئے۔ آخر کار گھر کا مالک باباجیؒ کے پاس آیا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ باباجیؒ نے سن کر اس آدمی سے کہا کہ '' آپ نے اس کو کہنا تھا کہ تم سُوئی ہو تو دودھ دینے کے لیے سُوئی ہو، دودھ ہمیں بھی دو اور اپنے بچے کو بھی پلاؤ ''۔ ان صاحب نے سن کر کہا کہ '' حضور! وہ تو بے زبان ہے ''۔ باباجیؒ نے فرمایا کہ '' آپ اس کے کان میں میرا پیغام دے دینا کہ تم سُوئی ہو تو دودھ دینے کے لیے اس لیے اپنے بچے کو بھی دودھ دو اور گھر والوں کو بھی ''۔ ان صاحب نے ایسا ہی کیا، پیغام سنتے ہی گائے نے ساری ضد چھوڑ دی۔ اس کے بعد وہ گائے تقریباً 14 سال تک ان لوگوں کے پاس رہی اور کئی بچے پیدا کیے لیکن پھر کبھی اس سلسلے میں تنگ نہیں کیا۔

شکرگڑھ سے ایک بابا اکثر باباجیؒ کی حویلی کی زیارت کرنے آتا ہے۔ اس نے یہ واقعہ مجھے سنایا کہ میرے والد صاحب ہر عرس پر دو بکرے لے کر آتے تھے۔ ان کے بعد میرا بھی یہ معمول تھا کہ میں بھی ہر عرس پر دو بکرے لے کر حاضر خدمت ہوتا۔ ایک دفعہ میرے پاس پیسے نہ تھے اور عرس کا وقت قریب آن پہنچا۔ چنانچہ میں نے بکرے ادھار لے لیے۔ ابھی عرس میں دو دن رہتے تھے کہ باباجیؒ کا پیغام مجھے ملا کہ آ کر میری بات سن جاؤ اور کرائے کی فکر نہ کرنا گاڑی پر بیٹھ جانا اور سیالکوٹ آ کر اتر جانا تمہیں کوئی کرایہ نہیں پوچھے گا۔ میں گاڑی پر بیٹھ گیا اور سیالکوٹ آ کر اتر گیا نا تو کسی نے مجھے پوچھا اور نہ ہی میری طرف توجہ دی۔ جب میں باباجیؒ کے پاس پہنچا، آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ '' جو بکرے آپ نے لیے ہیں وہ واپس کر دو، ادھار لے کر کوئی چیز لانے کی ضرورت نہیں۔ آپ خالی ہاتھ بھی آ جاؤ گے تو خیر ہے کوئی بات نہیں۔ یہاں (اس آستانے پر) آپ صرف سلام بھی کر جائیں تو بڑی سعادت ہے ''۔ چنانچہ میں نے باباجیؒ کی ہدایت پر عمل کیا۔ اور جب عرس پر آیا تو باباجیؒ نے دوبارہ پوچھا کہ '' راستے میں کسی نے کرایہ کا پوچھا تو نہیں ''۔ میں نے کہا ''نہیں حضور! آپ کی نگاہ کرم ہے'' کیونکہ اس مرتبہ پھر مجھے کرایہ کسی نے نہیں پوچھا تھا۔

پسرور کی بات ہے باباجیؒ اپنی حویلی میں تشریف فرما تھے مریدین وغیرہ بھی حاضر تھے۔ باباجیؒ کی گھوڑی جو حویلی میں بندھی ہوئی تھی اس کا رسہ کھل گیا اور وہ باہر نکل گئی۔ کچھ دور جا کر کسی کے گندم کے کھیت میں گھس گئی اور کھانا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد کھیت کا مالک شکایت لے کر آ گیا کہ '' آپ کی گھوڑی نے میرا کھیت برباد کر دیا''۔ باباجیؒ نے سب سن کر ارشاد فرمایا کہ '' اچھا بھائی یہ بات ہے تو گھوڑی کو پوچھ لیتے ہیں ''۔ باباجی اپنی بیٹھک سے اٹھے گھوڑی کو ساتھ

Marfat.com

لیا اور اس شخص کے کھیت کی طرف چل دیئے۔ کھیت میں پہنچ کر اس شخص سے دریافت کیا کہ کس جگہ سے گھوڑی نے کھیت خراب کیا ہے۔ جب اس شخص نے غور سے دیکھا تو وہاں پر کھیت نہ صرف ٹھیک ٹھاک تھا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ہرا بھرا نظر آرہا تھا۔ باباجیؒ کے پوچھنے پر وہ شخص حیران پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

علی پور والے پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی سرکارؒ فرمایا کرتے تھے کہ" جس نے ہم سے بیعت ہونا ہے وہ بے شک مولانا محمد حسین پسروریؒ سے بیعت ہو جایا کرے، جس نے ہمیں دیکھنا ہو وہ مولوی محمد حسین صاحب کو دیکھ لیا کرے "۔ایک مرتبہ علی پور شریف میں عرس شروع تھا جب عرس ختم ہوا تو حضور لاثانی سرکارؒ باباجیؒ کو بازو سے پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور صحن میں چٹائی بچھا کر بیٹھایا اور اپنے تمام گھر کے احباب کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ " میں سفید کپڑوں میں ملبوس ایک انسانی فرشتہ اپنے ساتھ لایا ہوں۔ سب آ کر ان کی زیارت کر لیں "

ایک مرتبہ چورہ شریف جاتے ہوئے ریل گاڑیوں کا آپس میں ایکسیڈنٹ ہو گیا' گاڑیوں کا زبردست نقصان ہوا۔ مگر چند ڈبے حیرت انگیز طور پر اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔ جب ایکسیڈنٹ کے بعد لوگوں نے ان بچ جانے والے ڈبوں کے اندر جا کر دیکھا تو حضور قبلہ باباجیؒ سجدے میں گرے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ان ڈبوں کا بچ جانا باباجیؒ کی برکت قرار دیا مگر باباجیؒ نے اس کو چورہ شریف کی برکت قرار دیا۔ جب یہ بات چورہ شریف پہنچی تو حضور باباجی فقیر محمد چوراہیؒ نے فرمایا کہ گاڑی مولانا صاحب کی برکت سے بچ گئی۔

نام : صوبیدار فیض احمد ڈوگر صاحب

رہائش : کوٹ رائے ، پسرور

تعارف : آپ کی عمر تقریباً 70 برس کے قریب ہے۔ ان کے والد کے چچا' حضور قبلہ باباجیؒ کے مرید تھے۔ ان کے والد صاحب خود بھی آپؒ کے بہت عقیدت مند تھے اگرچہ بیعت کہیں اور تھے۔

میرے والد کے چچا باباجیؒ کے مرید تھے۔ اس گاؤں میں باباجیؒ کا کافی آنا جانا تھا۔ جب باباجیؒ آتے تو جگہ جگہ محافل منعقد ہوتیں' جن میں پہلے نعت خوانی' کلمے کا ذکر اور پھر حضرت صاحبؒ کا بیان ہوتا۔ میرے والد صاحب نے یہ بات مجھے بتائی کہ جب تم چھوٹے سے تھے تو حضرت صاحبؒ ایک مرتبہ اس گاؤں تشریف لائے' میرے چھوٹے دادا (یعنی میرے والد صاحب کے والد کے بھائی) تمھیں لے گئے کہ حضرت صاحب آئے ہوئے ہیں تو اس بچے کو اُن سے دم کروایا جائے (کیونکہ میں بچپن میں ہر وقت روتا رہتا تھا۔) حضرت صاحبؒ نے مجھے پکڑ کر میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور کہا کہ " دوبارہ نہیں رونا "۔ اس واقعہ کے بعد میرا رونا بند ہو گیا۔ ہمارا گھرانہ کوئی مذہبی گھرانہ نہ تھا۔ اس کے باوجود میری دین کی طرف رغبت دیکھتے ہوئے' میرے والد صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ تمہیں جو علم اور دین کا شوق ہے وہ حضرت صاحبؒ کے لعاب دہن کا اثر ہے۔ میں ریٹائیرڈ صوبیدار ہوں اور تقریباً 30 سال میں نے فوج میں نوکری کی ہے۔ فوج میں علم اور خصوصاً علم دین کی طرف رجحان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ' اس کے باوجود مجھے شروع ہی سے علماء کرام کی تقاریر سننے کا بہت شوق رہا ہے اور خود بھی اکثر موضوعات پر خاطر خواہ تقریر کر لیتا ہوں' یہ صرف اور صرف حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے لعاب دہن کا اثر ہے جو میرے خون میں شامل ہے۔

نارنگ منڈی کے پاس ایک گاؤں "سیہول" ہے وہاں حضرت قبلہ مولانا شیر محمد شرقپوریؒ کے ایک خلیفہ قبلہ سید ابرہیم شاہ صاحبؒ کا ڈیرہ ہے ان ہی بزرگ ہستی کے ہاتھ پر میرے والد صاحب اور پھر میں بیعت ہوا۔ ہمارے شاہ صاحب یعنی کہ قبلہ سید ابراہیم شاہ صاحبؒ ' مولانا محمد حسین پسروریؒ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ

" اس زمانے میں جتنا ظاہری اور باطنی علم مولانا محمد حسین پسروری کے پاس موجود ہے اس خطے میں کسی کے پاس نہیں " شاہ صاحبؒ اکثر میرے والد صاحب کو فرمایا کرتے تھے کہ " اگر کبھی میرے پاس نہ آسکیں تو رنگپورہ شریف چلے جایا کریں کیونکہ قبلہ مولانا محمد حسین پسروری کا جو درجہ ہے وہ بہت ہی بلند ہے لیکن وہ خفیہ ہیں راز ظاہر نہیں ہونے

Marfat.com

دیتے۔آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق اپنے آپ کو چھپائے رکھتے ہیں تا کہ کوئی پہچان نہ سکے۔ ''اسی گاؤں میں باباجیؒ کے ایک مرید بھی رہتے تھے۔جب کبھی وہ شاہ صاحبؒ سے مولانا کا ذکر کرتے تو شاہ صاحبؒ ان الفاظ میں مولاناؒ کی تعریف وتوصیف فرماتے '' وہ کوئی عام آدمی نہیں' وہ ایک مرد قلندر ہیں اور اُن کو ہر علم پر دسترس حاصل ہے۔ ''

رنگپورہ میں' باباجیؒ (مولانا محمد حسین پسروریؒ) اپنے مرشد پاک حضرت حافظ فتح الدینؒ کا جب عرس کرواتے تو بڑے بڑے علماء اس تقریب میں تشریف لاتے جن میں کوٹلی لوہاراں سے مولوی بشیر احمد صاحبؒ 'لاہور سے جناب محبوب عالم صاحبؒ 'مولوی محمد عمر اچھرویؒ 'گوجرہ سے صوفی غلام حسین صاحبؒ 'سانگلہ ہل سے مولوی عنایت اللہ صاحبؒ اور عبدالغفور ہزاروی صاحبؒ شامل ہوتے۔ان تمام اصحاب کا کہنا ہوتا کہ ہم اس آستانے پر خطاب کرنے نہیں آتے بلکہ فیض حاصل کرنے آتے ہیں۔ان تمام علماء کا اس درگاہ پر پہنچ کر ادب واحترام دیدنی ہوتا 'یہ لوگ اکثر کہا کرتے کہ اس در پر اونچی آواز میں گفتگو بھی بے ادبی ہے۔

یہ علماء کرام جب سٹیج پر تشریف رکھتے تو تمام علماء اور بزرگان کا رخ حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے چہرہ پُرنور کی طرف ہوتا' آپؒ کی طرف پیچھا نہ ہو اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا اور تقریر کرنے والے صاحب ایک طرف ہٹ کر تقریر کرتے مبادا کہ اُن کا پیچھا باباجیؒ کی طرف نہ جائے۔

متفرق

حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کے وصال مبارک کے وقت کسی نے یہ خواب دیکھا کہ نہایت روشن چمکتا سورج اچانک ڈوب گیا ہے اور دنیا میں اندھیرا ہو گیا ہے' دنیا نہایت پریشان پھر رہی ہے کہ اچانک چودھویں رات کا چاند نکل آتا ہے اور اس کی روشنی میں دنیا کو کچھ قرار آتا ہے۔دراصل سورج کا جانا حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کا وجود تھا اور چودھویں رات کے چاند کے نکلنے سے مراد حضور صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؒ کا وجود تھا۔

(بحوالہ حامد سعید صاحب' جاہر ماہیا)

Marfat.com

نام : مولوی غفور احمد صاحب

رہائش : شفیع دا پٹھہ، سیالکوٹ

تعارف : حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے نہایت عقیدت منداور تعلق والے حافظ غلام رسول صاحبؒ کے بھانجے ہیں، اِن کو حضور قبلہ عالم ؒ کی مسجداور موجودگی میں حافظ غلام رسول صاحبؒ سے چند سپارے حفظ کرنے کا شرف حاصل رہا ہے۔

میرا نام غفور احمد ہے۔ میرے ماموں جان حافظ غلام رسول صاحبؒ ، باباجیؒ کے پاس مسجد میں امام تھے۔ ہم دو، تین لڑکے پڑھنے اور حفظ کرنے کے لیے جموں سے سیالکوٹ آئے۔ اور حافظ غلام رسول صاحبؒ کے پاس قرآن پاک حفظ کرنے لگے۔ میں نے اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا کہ باباجیؒ ، حافظ غلام رسول صاحبؒ کو اکثر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ''حافظ صاحب! ان بچوں کو قرآن اچھی طرح سے حفظ کروانا۔ ''۔ خود بھی باباجیؒ اُٹھ کر ہم بچوں کے پاس آتے اور قرآن پاک سنتے۔ کیونکہ آپؒ کلام الٰہی کے بہت عاشق تھے۔

اسی طرح وقت گزرتا رہا، ایک دن ایک آدمی حافظ صاحبؒ کے پاس آیا اور کہا کہ ہم لوگوں نے گھر میں قرآن پاک پڑھانا ہے لہذا طالب علموں کو بھیجا جائے۔ حافظ صاحبؒ نے کہا کہ باباجیؒ سے اجازت لیں۔ اُس آدمی نے باباجیؒ سے اجازت لی۔ آپؒ نے حافظ صاحبؒ کو ارشاد فرمایا کہ ''حافظ صاحب! بچوں کو لے جائیں اور قرآن پاک پڑھ آئیں'' ہم لوگ حافظ صاحبؒ کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے کے لیے چلے گئے۔ جب قرآن پاک پڑھ لیا گیا تو ہم طلباء دعا کے لیے باباجیؒ کو بلانے کے لیے مسجد آئے۔ باباجیؒ ہمارے ساتھ روانہ ہوئے۔ باباجیؒ ہمارے درمیان تھے اور ہم لوگ آپؒ کے گرد جھمگٹے کی صورت میں چل رہے تھے۔ ذکر اذکار کرتے ہوئے ہم لوگ اُس گھر پہنچے۔ ختم شریف پڑھا گیا، باباجیؒ نے اپنے نورانی ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے، وہی ہاتھ جن کی دعا حاصل کرنے کے لیے لوگ ترستے تھے، اس کے بعد کھانا پیش کیا گیا تو باباجیؒ نے طلباء کو ارشاد فرمایا کہ ''بچوں، کھانا پیٹ بھر کر کھاؤ اور کھاؤ اور کھاؤ ''اسطرح باباجیؒ طلبا کو اور کھلاتے جاتے۔ کیونکہ باباجیؒ طلباء اور حفاظ کرام کے کھانے وغیرہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اُنکو بہترین کھانا کھلاتے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد ہم لوگ واپس جموں چلے گئے۔

نام : چوہدری مطلوب احمد صاحب

رہائش : وڈالہ سندھواں ڈسکہ

تعارف : حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ کے بھانجے چوہدری عبدالرحمٰن جمویؒ کے بیٹے ہیں۔ چوہدری عبدالرحمٰن صاحبؒ سے حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔

میرے والد صاحب چوہدری عبدالرحمٰن صاحب قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ کے بھانجے تھے۔ پاکستان بننے سے پہلے ریاست جموں کشمیر (تحصیل جموں) میں محکمہ مال میں افسر مال تھے۔ جس زمانے میں والد صاحب ریاست جموں میں افسر مال تھے۔ اُن دنوں محکمہ مال کا وزیر ریاست جموں کشمیر کے راجے کا رشتے دار تھا' وزیر کو راجے سے اتنا قرب حاصل تھا کہ اس کو راجے کا دایاں بازو کہا جاتا تھا۔ ایک دن اس وزیر نے والد صاحب کو بلا کر کہا کہ مہاراجے کی جو زمین' میری زمین کے ساتھ منسلک ہے۔ وہ زمین کاغذوں میں میرے نام کر دی جائے اور جو میری زمین ہے وہ راجے کے نام لکھ دی جائے۔ والد صاحب نے یہ سن کر اُس وزیر کو جواب دیا کہ میں راجے کی اجازت کے بغیر یہ کام نہیں کر سکتا۔ اس ملاقات کے بعد والد صاحب کو مہاراجے کے پاس جانے کا موقعہ نہ مل سکا۔ اُدھر چند دنوں میں اُس وزیر نے والد صاحب کو معطل کر دیا۔ جونہی والد صاحب معطل ہوئے' باباجیؒ صبح' صبح پہلی گاڑی سے جموں شہر پہنچے اور وہاں سے ہمارے شہر یعنی نواں شہر المعروف رنجیت سنگھ پورہ آئے۔ گھر پہنچ کر دستک دی' والد صاحب نے آپؒ کا استقبال کیا اور گھر کے اندر لے گئے۔ باباجیؒ نے والد صاحب سے پوچھا عبدالرحمٰن آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہے؟ والد صاحب نے جواب دیا حضور تکلیف تو کوئی نہیں بس مجھے وزیر مال نے معطل کر دیا ہے۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ '' جو شخص حضور ﷺ کے غلاموں کو معطل کرے گا وہ خود موقوف ہو جائے گا'' والد صاحب نے گزارش کی جناب وہ تو مہاراجے کا رشتے دار ہے' یہ تو مشکل لگتا ہے۔ باباجیؒ نے ارشاد فرمایا '' انشاءاللہ ایسا ہو جائے گا۔ ''

بہر حال وقت گزرتا رہا تقریباً چھ (۶) ماہ گزر گئے۔ معطلی کے دنوں میں والد صاحب کی ڈیوٹی ہیڈ کوارٹر میں تھی۔ ایک دن والد صاحب ڈیوٹی کے لیے جموں جا رہے تھے کہ راستے میں سردار ابراہیم صاحب سے ملاقات ہوئی (یہ وہی ہیں جو آزاد کشمیر کے صدر بھی رہ چکے ہیں)۔ وہ پوچھنے لگے کہ چوہدری صاحب! آپ آج کل کہاں ہوتے ہیں؟ والد صاحب نے جواب دیا کہ میں آج کل معطل ہوں اور دفتر جا رہا ہوں۔ سردار صاحب بھی' والد صاحب کے ساتھ ہو لیے اور کہنے لگے

Marfat.com

کہ مہاراجے کا پتہ کرتے ہیں اگر وہ دربار لگا کر بیٹھا ہے تو اُسکو سارے واقعات کھل کر بیان کرتے ہیں۔ جب یہ لوگ دربار میں پہنچے تو مہاراجہ دربار لگا کر بیٹھا تھا۔ سردار صاحب نے سارا واقعہ سنایا اور کہا کہ آپ نے اُس شخص کو معطل کیا ہے کہ اگر اس بات کا شور شرابا ہو گیا تو ہم لوگ اس بات کے ذمہ دار نہیں۔ کیونکہ ریاست میں ۵ ' ۱۰ لاکھ گجر ہے اور ۵ لاکھ ہندو جو چوہدری عبدالرحمٰن کی اجازت کے بغیر آپس میں رشتہ بھی نہیں کرتے۔ مہاراجے نے واقعے کی تفصیلات پوچھنے کے بعد وزیر مال کو طلب کر لیا، پوچھا کہ یہ واقعہ درست ہے یا غلط۔ وزیر نے تسلیم کیا کہ میں نے ایسا ہی کیا ہے۔ مہاراجے نے فوراً اُس کو موقوف کر دیا اور والد صاحب کو بحال کر دیا۔ یہ سب باباجیؒ کی خاص نگاہ کرم کا سبب تھا۔

یہ واقعہ مجھے باباجیؒ کے خلیفہ مولوی منظور الحق صاحبؒ کے ایک مرید نے سنایا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا گاؤں پسرور کے قریب ہی واقعہ ہے۔ ہمارے گھر میں گائے نے بچہ دیا، اب گائے نہ تو دودھ ہمیں دیتی تھی نہ ہی اپنے بچے کو دودھ پلاتی تھی۔ سارے گھر والے اس بات سے بہت پریشان تھے۔ رات کو ارادہ کیا کہ مولوی منظور الحق صاحبؒ کا گاؤں (وڈالہ سندھواں) تو دور ہے، صبح مولانا محمد حسین پسروریؒ کے پاس پسرور چلا جاؤں گا اور ساری بات کروں گا۔ صبح، صبح جب میں آپؒ کے پاس پہنچا تو آپؒ ناشتہ فرما رہے تھے۔ مجھے سب سے پہلے آپؒ نے ناشتہ کروایا پھر اُسکے بعد نماز کا پوچھا کہ فجر کی نماز کہاں ادا کی تھی؟ میں نے جواب دیا کہ گھر سے پڑھ کر چلا تھا۔ اُس کے بعد باباجیؒ نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ میں نے سارا مسئلہ بیان کیا۔ آپؒ نے ناشتے کی روٹیوں میں سے ایک روٹی نکال کر دم کیا اور گائے کو کھلانے کے لیے دی اور ساتھ ہی کہا کہ جا کر گائے کے دائیں کان میں میرا پیغام دینا کہ ''مولوی محمد حسین کہتا تھا کہ بچہ دینے کا کیا فائدہ اگر تم نے دودھ نہیں دینا''۔ اُس آدمی نے واپسی پر ایسا ہی کیا پہلے روٹی کھلائی اور پھر پیغام دیا۔ وہ آدمی کہتا ہے کہ پیغام سنتے ہی گائے اپنی ساری اکڑ بھول گئی اور ٹھیک ہو گئی۔ اس کے بعد دس، بارہ سال وہ گائے میرے پاس رہی اور دو، تین بچے اور بھی دیے لیکن پھر کبھی مجھے تنگ نہیں کیا۔

میرے چھوٹے بھائی جنوبی کوریا ہوتے تھے۔ وہاں سے انھوں نے مجھے طاہر القادری صاحب کے ادارے کا سالانہ مجلہ سن ۲۰۰۱ء بھیجا۔ جس میں طاہر القادری صاحب نے ذکر کیا ہے کہ اُن کے والد صاحب پسرور میں مولانا محمد حسین پسروریؒ کے شاگرد رہ چکے ہیں اور اُن سے ابتدائی تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔

تقریباً سن ۴۹ء یا ۵۰ء میں مولانا محمد حسین پسروریؒ ہمارے گاؤں وڈالہ سندھواں میں مولوی منظور الحق صاحبؒ کے ختم (بمطابق ۲۹ جیٹھ) پر آخری مرتبہ تشریف لائے۔ مولوی صاحبؒ کے ہاں خاصی وسیع جگہ تھی، جہاں اُن کے ختم کا انتظام کیا جاتا تھا۔ مگر اس وقت باباجیؒ کی زیارت کے لیے وہاں اتنی دنیا آئی ہوئی تھی کہ وہ اس وسیع جگہ پر نہیں سما

Marfat.com

سکتی تھی ۔ یہ دیکھ کر میرے والد صاحب پریشان ہو گئے لہذا اُنھوں نے یہ سب انتظام گاؤں کے باہر کھیتوں میں کیا۔ اُس دن جو دنیا وہاں بیٹھی آپؒ کے ارشادات سُن رہی تھی اور آپؒ کی زیارت سے مستفید ہو رہی تھی' وہ کم از کم دو سے تین ایکڑ (گماں) میں پھیلی ہوئی تھی ۔ میں آج تک اُس منظر اور ہجوم کو نہیں بھول سکا جو باباجیؒ کی زیارت کے لیے وہاں اکٹھا ہوا تھا۔ بطور تبرک' وہ دری میں نے آج تک سنبھال کر رکھی ہوئی ہے' جس دری پر آپؒ اُس دن تشریف فرما ہوئے تھے۔

نام : پروفیسر عادل صدیقی

رہائش : پسرور ' برہان پور

تعارف : آپ کے دادا صاحب کا تعلق حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ سے تھا۔ ان کے بڑے بھائی بھی آپؒ کے بہت عقیدت مند تھے۔

میری پیدائش سے پہلے میرے دادا جی وفات پا چکے تھے۔ البتہ میرے بڑے بھائی (منیر صاحب) مجھے دادا جی اور مولانا محمد حسین پسروریؒ کے آپس کے تعلق کی باتیں سنایا کرتے تھے۔

ہمارے دادا جی (نظام الدین صاحبؒ) مولوی مولانا محمد حسین پسروریؒ کے بہت عقیدت مند تھے۔ ان کا آپس میں بہت تعلق تھا۔ جب ہمارے دادا جی کا انتقال ہوا تو اس وقت مولوی صاحبؒ سیالکوٹ میں تھے لہذا ان کو اطلاع دینے کا خیال نہ رہا۔ رات کے وقت انتقال ہوا صبح جنازہ وغیرہ تیار کر کے جنازہ گاہ میں لایا گیا۔ اتنے میں ایک گھڑ سوار تیزی سے آتے دکھائی دیئے' پاس آنے پر معلوم ہوا کہ یہ مولانا محمد حسین پسروری ہیں۔ مولانا نے فرمایا '' افسوس ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے اطلاع نہیں دی ' لیکن رات نظام الدین نے مجھے خود بتا دیا اور جنازے کے لیے کہہ دیا ''۔ لہذا ان کا جنازہ مولانا محمد حسین پسروریؒ نے پڑھایا۔

ہم کو ہمارے بزرگوں نے مولانا کے متعلق یہی بتایا ہے کہ بہت باشرع اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپؒ کو دین سے حد درجہ رغبت تھی۔ نماز کا بہت خیال رکھتے تھے ' جو لوگ آپ سے ملنے کے لیے آتے اُن سے سلام دعا کے بعد پہلا سوال نماز کے متعلق کرتے اگر تو نماز پڑھی ہو تو ٹھیک وگرنہ اسی وقت حکم فرماتے کہ وہ سامنے لوٹا اور مصلی پڑا ہے' وضو کریں اور پہلے نماز پڑھ لیں' باقی باتیں بعد میں ہونگیں۔ مکروہ وقت کے علاوہ کوئی بھی وقت ہوتا پہلے نماز پڑھاتے پھر کوئی اور بات کرتے۔

نام : حافظ محمد اشرف صاحب

رہائش : چرنڈ، سیالکوٹ

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1948ء ہے۔نور پورہ واقعہ ڈیفنس روڈ پر اپنا دینی مدرسہ چلا رہے ہیں۔اِن کے والد صاحب پیر الہ دین صاحب دوبر.جی والوں کی بیعت تھے۔اُن کے وصال کے بعد اِن کے والد کا سارا تعلق حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ سے قائم ہو گیا۔

حضور قبلہ باباجی ؒ نماز اور قرآن پاک سے بہت محبت فرماتے تھے۔اگر کوئی سائل آتا جو قرآن پاک پڑھنا نہ جانتا تو آپ ؒ اُسے فرماتے کہ '' فجر کی نماز کے بعد قرآن پاک کھول کر محبت کی نظر سے دیکھنا اور چومنا چاہیے' کم از کم روزِ قیامت آپ اس عمل سے قرآن پاک سے محبت رکھنے والوں میں شامل ہو جاؤ گے ''۔جب میں پیدا ہوا تو میرے والد صاحب مجھے باباجی ؒ کے پاس لے کر آئے تو باباجی ؒ نے میرے حق میں دعاء فرمائی کہ '' یہ بچہ بڑے ہو کر دوسروں کو پڑھائے بھی اور تنخواہیں بھی دے ''۔اس دعاء کے دو راوی ہیں' ایک میرے والد صاحب اور دوسرے صوفی ظفر صاحب۔یہ دعاء میرے بڑے ہونے پر پوری ہوئی۔(جیسا کہ مولانا اشرف صاحب کا اپنا مدرسہ ہے۔)

میرے والد صاحب' پیر اللہ داد صاحب ؒ چوبر.جی والوں' کے بیعت تھے۔اُن کے وصال کے بعد والد صاحب کا سارا تعلق مولانا محمد حسین پسروری ؒ سے قائم ہو گیا۔جب میں کچھ بڑا ہو گیا تو میرے والد صاحب مجھے لے کر مولانا ؒ کے پاس آئے اور کہا کہ کوئی ایسا حافظ ہو کہ جو آنکھوں والا ہو' نابینا حافظ کے پاس اپنے بیٹے کو شاگرد نہیں ڈالنا چاہتا کیونکہ اُسے پتہ نہیں چلتا کہ بچے کو کدھر مارنا ہے اور کدھر نہیں۔یہ سُن کر مولانا ؒ نے حافظ غلام رسول صاحب ؒ کا نام تجویز کیا اور کہا کہ ''بچے کو وہاں لے جائیں اور میرا نام لیں' وہ داخل کر لیں گے اور اُن کو میری طرف سے کہیے گا کہ اگر ضرورت سمجھیں تو محمد حسین خود آ جائے اِس بچے کو داخل کروانے ''۔حافظ غلام رسول صاحب ؒ یہ پیغام سُن کر کانپ اُٹھے اور کہا کہ حضرت صاحب ؒ میرے پاس چل کر آئیں' نہیں' نہیں۔یہ بچہ داخل ہی داخل ہے۔حضور قبلہ مولانا ؒ ۸۱ سال کی عمر میں بھی پانچ سپارے تراویح میں اور پانچ سپارے تہجد میں کھڑے ہو کر سنا کرتے تھے۔

Marfat.com

نام : صدیق صاحب

رہائش : جار ماہیا' سیالکوٹ

تعارف : حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے نہایت عقیدت منداور تعلق والے خاندان سے ہیں۔ان کے والد صاحب حضور قبلہؒ سے بیعت تھے۔ان کی بیعت صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؒ سے ہے۔

ہمارے گاؤں میں دو بھائی رہا کرتے تھے۔جن کا نام فقیر محمد اور نذیر محمد تھا۔نذیر محمد نے کسی عورت سے تعلقات قائم کر کے شادی کر لی۔اَب اُس عورت کے خاندان والے ان لوگوں کو تنگ کرنے لگے کیونکہ یہ لوگ مالی طور پر کمزور خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔اِن لوگوں کا تھوڑا سا تعلق اپنے باپ کی وجہ سے حضرت صاحبؒ کے ساتھ تھا۔اِسی لیے جب ان پر پریشانی پڑی تو 'فقیر محمد' آپؒ کے پاس آیا۔(یہ وہ وقت تھا کہ جب یہ نماز وغیرہ بالکل نہیں پڑھتا تھا) جب آپؒ کے پاس یہ مسجد میں پہنچے تو آپؒ نے اُس کے لیے پہلے ہی چاولوں کا ایک طباق رکھا ہوا تھا جو سامنے کی الماری میں پڑا ہوا تھا۔آپؒ نے اُسے وہ طباق الماری میں سے لانے کے لیے کہا' اُسے کھانے کو کہا اور ساتھ خود بھی ایک دو لقمے اُس میں سے تناول کر کے ارشاد فرمایا کہ '' میں صبح سے انتظار کر رہا تھا کہ کوئی بے نماز آئے تو اُس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤں ''۔یہ بات سُن کر فقیر محمد صاحب شرمندہ تو بہت ہوئے مگر آپؒ کے تبرک کی برکت کام کر چکی تھی۔دل کی دنیا بدل گئی اور مکمل طور پر نماز کے پابند ہو گئے بلکہ پھر ساری عمر تہجد بھی پڑھتے رہے اور آپؒ سے تعلق بھی مضبوط ہو گیا۔

ایک مرتبہ چھوٹے باباجیؒ (مولانا بشیر احمد صاحبؒ) ہمارے گاؤں تشریف لائے ہوئے تھے۔میرے والد صاحب نے مجھے گھوڑا دے کر آپؒ کو چونڈے اسٹیشن پر چھوڑ کر گھوڑا واپس لانے کو کہا۔ابھی ہم لوگ کچھ ہی دور گئے تھے کہ آپؒ نے گھوڑے کو روک کر ایک اونچے بنے کے ساتھ لگا لیا اور مجھے کہا کہ پیچھے بیٹھ جاؤ۔لہٰذا میں بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گیا اور آپؒ کو اسٹیشن پر چھوڑ کر گھوڑا لے کر واپس آ گیا۔بعد میں مَیں جب کچھ بڑا ہوا تو مجھے سمجھ آئی کہ آپؒ نے یہ عین سنت مبارک ﷺ کے مطابق کام کیا تھا۔

ایک مرتبہ میں چھوٹے باباجیؒ کو ملنے رنگپورہ شریف آیا۔دیکھا کہ بیٹھک کا دروازہ بند ہے۔اب میں ہچکچا رہا تھا کہ دروازہ کیسے کھٹکھٹاؤں' شاید آپؒ آرام فرما رہے ہوں۔کچھ دیر کے بعد اندر سے آواز آئی ''کون صدیق ہے؟'' میں نے جواب دیا ''جی ہاں''۔آپؒ نے دروازہ کھول دیا میں اندر چلا گیا۔آپؒ کی طبیعت کافی ناساز تھی۔آپؒ نے اپنی

Marfat.com

طبیعت کی طرف سے اشارۃً ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''کپڑا میلا ہو گیا تھا تو اِس کو دھونے کے لیے بھٹی میں ڈالا ہوا ہے۔'' گویا یہ آپؒ نے اپنی انکساری کا اظہار کیا تھا کہ بندہ گناہگار ہے اور یہ بیماری بندے کے گناہوں کی تلافی ہے۔

متفرق

ایک مرتبہ آپؒ کے پاس ایک مہمان تشریف لائے' آپؒ نے گھر والوں کو ان کیلیے کھانے وغیرہ کا خصوصی اہتمام کرنے کے لیے کہا۔ اب ہوا یہ کہ جب سحری کا وقت ہوا تو مہمان غائب' پتہ ہی نہ چلے کہ مہمان کدھر گیا۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ ان کے لیے تیار ہونے والا ناشتہ ویسے ہی پڑا تھا بہرحال کوئی نو' دس بجے کے قریب مہمان صاحب نظر آئے۔ پوچھنے پر اُنھوں نے بتایا کہ میری ڈیوٹی لگی تھی' سمندر میں ایک جہاز ڈوب رہا تھا' اُس کو بچانے میں۔ تو میں وہ کام کر کے آ رہا ہوں۔ پھر انھوں نے ناشتہ شروع کیا' ابھی مکمل بھی نہ کیا تھا کہ پھر غائب۔ گویا بابا جیؒ کی ہستی ایسی عظیم تھی کہ آپؒ سے فیض اور نیاز حاصل کرنے کے لیے رجال غیب بھی آپؒ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔

(بحوالہ ______ ' محلّہ امام صاحب' پسرور)

نام : مولوی نذیر احمد صاحب

رہائش : جاہر ماہیا' سیالکوٹ

تعارف : حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے نہایت عقیدت منداور پیارے مرید ہیں۔۲۰۰۷ء میں ان کا وصال ہوگیا۔ سن پیدائش 1912 ء ہے۔وصال سے پہلے مندرجہ ذیل واقعات تحریری شکل میں آپ ؒ نے اپنے برخوردار (حامد سعید صاحب) کوقلم بند کروائے۔

ایک دفعہ حضرت صاحب ؒ ہمارے گاؤں جاہر ماہیا تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھ کر ہمارے گھر گئے ۔اُس وقت میری عمر ابھی ۲۰ سال کی ہوگی اور داڑھی ابھی چھوٹی چھوٹی تھی ۔اس وقت آپ ؒ کی محبت میرے دل میں جوش میں تھی۔ میں نے عرض کیا کہ آج رات ہمارے پاس تشریف رکھیے۔آپ ؒ نے فرمایا کہ رنگپورہ ضرور جانا ہے۔میں نے بہت کوشش کی لیکن آپ ؒ نے فرمایا کہ کچھ مہمان رنگپورہ آئے ہیں' اس لئے ضرور جانا ہے۔میں نے کہا کہ اگر آپ نے یہاں نہیں ٹھہرنا تو میں بھی آج یہاں نہیں رہوں گا۔جب آپ ؒ تیار ہوئے تو آپ کے تمام مریدین آپ ؒ کو الوداع کہنے کے لیے ساتھ ہو گئے ۔تھوڑی دور جا کر آپ ؒ نے سب سے سلام لی اور سب کو واپس کر دیا۔اور مجھے فرمانے لگے چلو بھائی گھوڑی کے آگے ہو جاؤ۔میں آگے آگے چلتا رہا' راستے میں آپ ؒ پیاری پیاری باتیں کرتے رہے۔آپ ؒ کی باتیں سنتے سنتے دس ۱۰ میل کا فاصلہ طے ہوگیا اور ہم رنگپورہ پہنچ گئے ۔شام کی نماز رنگپورہ میں آپ ؒ کی اقتدا میں پڑھنے کے بعد آپ ؒ نے اپنے ایک خادم لال دین کو فرمایا کہ ان کو بازار سے لسی پلا کر مویشیوں کے لئے چارا کاٹنے کے لیے نالہ ایک کے پار لے جائیں' یہ کاٹ بھی لیں گے اور اٹھا بھی لائیں گے۔چارہ کاٹ کر جب واپس آئے تو عشاء کی اذان ہوگئی' عشاء کی نماز کے بعد میں نے عرض کی کہ جناب والدہ سے اجازت لے کر نہیں آیا تھا' میں تو الوداع کرنے کے لیے آیا تھا۔آپ ؒ نے جانے کی اجازت دے دی۔جس وقت میں چلنے لگا تو میرے دل میں اندھیرے کا خیال آیا تو آپ ؒ فرمانے لگے اچھا ذرا ٹھہر جاؤ' اب ہمیں زیادہ خیال رکھنا پڑے گا۔۱۲ بجے رات کو چاند نکلتا ہے اس وقت چلے جانا۔جب رات کے بارہ بجے تو اس وقت آپ ؒ مسجد کے صحن میں ٹہل رہے تھے اور اللہ اللہ کر رہے تھے' جونہی گھڑی کی آواز آئی تو آپ ؒ فرمانے لگے کہ وہ دیکھیں چاند نکل رہا ہے اور آپ سوئے بھی نہیں' اب اپنے گاؤں چلے جائیں۔میں نے دیکھا کہ چاند نکل رہا ہے' میں چل پڑا اور چلتے چلتے گاؤں پہنچ گیا۔میرا بڑا بھائی بشیر احمد کنوئیں کی باری پر تھا' میں سیدھا اُس کے پاس چلا گیا اور اُس کو کہا کہ اب وہ گھر چلا جائے۔وہ

Marfat.com

مجھے کہنے لگا کہ تو کہاں سے آیا ہے؟ میں نے کہا کہ رنگپورہ شریف سے۔ وہ کہنے لگا کہ تُو وہاں سے کب چلا تھا میں نے کہا کہ چاند نکلنے پر۔ وہ کہنے لگا وہ دیکھو چاند تو اَبھی نکل رہا ہے تُو جھوٹ بول رہا ہے۔ اُس وقت میرے دل میں بات آئی کہ یہ حضرت صاحب قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ کی کرامت ہے اور میں خاموش رہا۔

ایک مرتبہ میں رنگپورہ شریف گیا' آپؒ سے ملا' آپؒ نے گھر بار کے حالات دریافت کرنے کے بعد فرمایا کہ مونجی کا کیا حال ہے؟ میں نے بے سوچے سمجھے کہہ دیا کہ جناب اس دفعہ آپ نے مینہ (بارش) ہی نہیں برسایا تو مونجی کا کیا بننا تھا۔ آپؒ نے یہ نہیں فرمایا یہ تم نے کیا کہا۔ آپؒ خاموش ہو گئے۔ میں آپؒ کو مل کر حمزہ غوث اپنی بہن کے پاس چلا گیا' وہاں سے واپسی پر میں پھر رنگپورہ شریف آپؒ سے ملنے گیا۔ آپؒ فرمانے لگے کہ "لے اُو یار' تو ساں لامہ (شکوہ) دیتا سی' جاؤ مینہ برس گیا اے' جب میں گاؤں واپس آیا تو راستہ سارا خشک تھا لیکن ہمارے گاؤں میں کافی بارش ہوئی تھی اور نالہ چل رہا تھا جو ہمارے گاؤں کے مشرق کی طرف سے گزرتا ہے۔

ایک دفعہ آپؒ کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے کے لیے' میں رنگپورہ شریف گیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ آج واپس گاؤں نہیں جانا' آلومہار شریف جانا ہے۔ سحری کے وقت ہم رنگپورہ شریف سے چل پڑے' آلومہار شریف کے قریب پہنچ گئے تھے کہ نماز فجر کا وقت ہو گیا۔ مجھے آپؒ نے فرمایا کہ اذان کہو اور آپؒ نے امامت کروائی' جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو خلیفہ صاحب (خلیفہ محمد سعید صاحبؒ) سائیکل پر ہم سے آملے پھر ہمارے ساتھ گھر پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؒ نے مجھے فرمایا کہ یہاں عورتیں وغیرہ آتی ہیں' اس لیے آپ دوسرے کمرے میں چلے جائیں۔ میں دوسرے کمرے میں چلا گیا' وہیں میری روٹی آگئی اور میں کھانا کھا کر سو گیا۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو اُٹھ کر نماز ظہر ادا کی اور اس کے بعد خلیفہ صاحبؒ تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ آپ کو حضرت صاحب بلا رہے ہیں۔ جب میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؒ فرمانے لگے دیکھیں مہتاب بی بی (میری والدہ) کیا کر رہی ہیں۔ اُن کو پتہ نہیں ہے کہ جن کے پاس وہ گیا ہے' اُن کا حق والدین سے زیادہ ہوتا ہے۔ پیر روحانی باپ ہوتا ہے اور والدین جسمانی۔ مجھے فرمانے لگے کہ میری گھوڑی لے جائیں اور جلدی اپنے گاؤں چلے جائیں' ہم کسی اور چیز پر رنگپورہ چلے جائیں گے۔ کچھ دال گھوڑی کے چارہ کے لیے ساتھ دے دی اور کہا کہ راستے میں اپنے ننھیال کے گاؤں میں ٹھہر کر گھوڑی کو چارہ کھلانا اور وہاں رات مت رہنا۔ میں چل پڑا جب میں بہاری پور (نانا کے گاؤں) کے قریب پہنچا تو دن تھوڑا رہ گیا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ میں اپنے گاؤں جا کر ہی گھوڑی کو دانہ وغیرہ ڈال لوں گا۔ جب میں اپنے ماموں کے ڈیرے کے پاس سے گزرنے لگا تو بارش آگئی' میں گھوڑی ماموں کے ڈیرے پر لے گیا اور دانہ گھوڑی کے آگے رکھ دیا۔ (جیسا کہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا تھا' ویسا ہی ہوا) جتنی دیر

گھوڑی دانہ کھاتی رہی، بارش ہوتی رہی۔ جب گھوڑی نے دانہ کھالیا تو بارش بھی بند ہوگئی۔ میں اپنے تمام رشتے داروں سے مل کر چل پڑا، اُنھوں نے مجھے وہاں رکھنے کی بہت کوشش کی لیکن میں نے کہا کہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ رات گھر جا کر رہنا۔ جب میں گھر پہنچا تو پتہ چلا کہ میری والدہ نے رات سے کھانا نہیں کھایا، وہ بہت زیادہ پریشان تھیں، واویلہ بھی کر رہیں تھیں اور اُنھوں نے دو آدمی تیار کیے ہوئے تھے جو اُس وقت رنگپورہ شریف جا کر میرا پتہ کر کے آئیں۔ میری والدہ اس لیے زیادہ پریشان تھی کیونکہ اُس وقت انگریز جوان آدمی کو زبردستی فوج میں بھرتی کر کے (جرمن) جنگ پر بھیجا کرتے تھے۔ گویا اس طرف میری والدہ اپنے گاؤں جاہر ماہیا پریشان اور مضطرب تھیں اور ادھر حضرت صاحبؒ آلومہار شریف میں بیٹھ کر دیکھ رہے تھے اور ساتھ ہی فرما بھی دیا کہ دیکھو مہتاب بی بی کیا کر رہی ہے اور مجھے جلد گاؤں پہنچنے کا حکم دے دیا۔

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ وہ پیر نہیں جو نماز فجر سے پہلے اپنے مرید کو دیکھ نہ لے کہ وہ کس حالت میں ہے۔

ایک دفعہ میں جمعہ پڑھنے کے لئے پسرور گیا تو آپؒ فرمانے لگے اگلے جمعے علی پور شریف عرس ہے، عرس پر جانا ہے۔ میں اگلے جمعے کو نماز فجر پڑھ کر گھر سے چل پڑا، جب پسرور پہنچا تو جس گاڑی سے میں اترا، اُسی پر حضرت صاحبؒ کے ساتھ پھر بیٹھ گئے اور علی پور شریف چلے گئے۔ علی پور شریف میں آپؒ نے جمعہ پڑھایا۔ جمعہ کے بعد آپؒ کے لیے کھانا مسجد میں ہی آگیا۔ یہ دو پلیٹوں میں چاول تھے اور ان دونوں پلیٹوں کو اوپر سے دو اور پلیٹوں سے ڈھانپا گیا تھا۔ مسجد میں آپؒ کے گرد آپؒ کے مریدین حلقہ کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد تقریباً ۱۸، ۲۰ کے قریب تھی۔ وہ آدمی جو کھانا لے کر آیا وہ کہنے لگا کہ کھانا صرف دو آدمیوں کا ہے یعنی آپؒ کا اور آپؒ کے صاحبزادہ صاحب (مولانا بشیر احمد صاحبؒ) کا۔ آپؒ نے فرمایا کہ یہ دوسرے آدمی کہاں جائیں؟ وہ کہنے لگا کہ یہ لنگر سے جا کر کھائیں۔ آپؒ نے فرمایا کہ پھر ان کو ساتھ لے جائیں۔ یہ سن کر وہ چپ ہوگیا۔ آپؒ نے وہی چاول چار پلیٹوں میں کر دیئے، ایک پلیٹ آپؒ نے لے کر محراب میں رکھی اور باقی پلیٹوں پر چھ چھ آدمی بیٹھا دیئے۔ اور کھانا شروع کروا دیا۔ جس پلیٹ سے چاول ختم ہوتے تھے، اُس میں آپؒ اپنے والی پلیٹ سے چاول ڈال دیتے۔ جب چاول آئے تھے تو میرا خیال تھا کہ یہ چاول تو میں اکیلے ہی کھا جاؤں گا۔ لیکن جب کھانا شروع ہوا تو میں نے سیر ہو کر کھایا اور چاول ابھی بھی موجود تھے۔ سب لوگوں نے سیر ہو کر چاول کھائے لیکن چاولوں میں کسی قسم کی کمی نہ آئی۔ یہ آپؒ کے وجود پاک کی برکت تھی۔

Marfat.com

نام : محترم ارشد صاحب

رہائش : سیالکوٹ

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1957ء ہے۔ حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کے مبارک خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

نواز صاحب پسرور کے رہائشی ہیں اور میڈیکل سٹور چلاتے ہیں۔ اُنھوں نے مجھے یہ بات سنائی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی صاحب کو سکن الرجی ہوگئی اور ان کی ٹانگ زخموں سے بھر گئی۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں کو چیک کروایا لیکن کسی قسم کا کوئی افاقہ دیکھنے میں نظر نہ آیا۔ ہماری والدہ صاحبہ حضرت قبلہ مولانا محمد حسین پسروری ؒ کی بڑی عقیدت مند تھیں۔ اُنھوں نے مشورہ دیا کہ ہم لوگ حضرت صاحب قبلہ ؒ کے مزار شریف پر حاضری دیں اور وہاں دعاء کریں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ مزار شریف پر ہمیں ایک آدمی ملا' جس سے اس موضوع پر بات ہوئی تو اُس نے مشورہ دیا کہ مزار شریف کے ساتھ وضو کی جگہ پر پانی سے' زخموں کو دھوئیں۔ اور مزار شریف پر کم از کم تین' چار مرتبہ حاضری دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا' پہلی مرتبہ میں ہی کافی فرق محسوس ہوا۔ تیسری یا چوتھی مرتبہ آنے کے بعد یہ بیماری مکمل طور پر ٹھیک ہوگئی۔

یہ واقعہ قاضی احسان صاحب' پسرور والوں نے مجھ سے بیان کیا تھا اور یہ اُن کا چشم دید واقعہ ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اکثر نوعمری کے زمانے میں جبکہ میں تقریباً پندرہ' سولہ سال کا تھا' حضور قبلہ باباجی ؒ کے پاس' پسرور میں' اُنکی بیٹھک میں جا کر بیٹھ جایا کرتا تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ آپ ؒ کا ایک عقیدت مند بھی آپ ؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے آپ ؒ سے عرض کی کہ حضور ایک عرصہ ہوگیا آپ کی خدمت میں لیکن آپ نے ہمیں کبھی کوئی کرامت نہیں دکھائی۔ آپ ؒ یہ سن کر ہلکا سا مسکرائے اور فرمایا کہ ان چیزوں کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن وہ آدمی بضد ہوگیا اور ضد کرنے لگا کہ حضرت صاحب نہیں کچھ تو نظر آنا چاہیے۔ جب اس آدمی کا اصرار زیادہ ہی بڑھ گیا تو حضرت صاحب ؒ نے اُسے آنکھیں بند کرنے کو کہا اور منہ میں آپ ؒ نے کچھ پڑھا۔ کچھ دیر کے بعد جب اُس بندے نے آنکھیں کھولیں تو وہ زاروقطار روتے ہوئے' آپ ؒ کے قدموں میں گر پڑا اور ساتھ ہی کہا کہ حضرت صاحب' آپ نے مجھے اتنی جلد کعبہ شریف اور روضہ مقدس کے سامنے کھڑا کرکے واپس بھی لے آئے۔ اُس بندے کا کہنا تھا کہ میں بالکل اُن مقامات سے (جسمانی طور پر) ہوکر آیا ہوں۔

ہمارے ایک رشتہ دار چچا فقیر اللہ ہیں۔ یہ دیوبندی مکتبہ فکر کے عالم ہیں اور دار العلوم دیوبند' انڈیا سے فارغ

Marfat.com

تحصیل ہیں۔ بزرگوں وغیرہ کو کم ہی مانتے ہیں۔ جب اُن سے میں نے باباجیؒ کے متعلق سوال کیا تو اُنکا جواب تھا کہ ''اُن کی بزرگی میں کیا شک ہے کیونکہ جتنے خشوع وخضوع سے میں نے اُن کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے' اِتنے خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے آج تک کسی کو نہیں دیکھا۔ اس لیے ان کی بزرگی اور ولایت میں کیا شک ہے۔''

میرے والد صاحب نے مجھے اپنا یہ واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ نوعمری میں میں حضرت صاحبؒ کے پاس حاضر تھا۔ حضرت صاحبؒ مجھے اپنے ساتھ سرہند شریف لے گئے۔ وہاں پر ہمارا قیام حضرت صاحبؒ کے ساتھ ایک ہی حجرے میں تھا۔ رات کو ہم سب سو گئے۔ آدھی رات کے قریب میری آنکھ کھلی تو حضرت صاحب قبلہؒ نوافل ادا کر رہے تھے۔ میں چھوٹا ہی تھا' اس لیے لیٹا ہی رہا۔ نماز پڑھنے کے بعد آپؒ حجرے سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی اٹھ کر آپؒ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آپؒ ' حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مزار شریف پر تشریف لے گئے۔ آپؒ مزار شریف کے اندر چلے گئے جب کہ میں باہر ہی کھڑا رہا۔ آپؒ نے اندر داخل ہو کر بلند آواز میں سلام کیا تو باقاعدہ مزار شریف سے سلام کا جواب آیا۔ پھر آپؒ صاحب مزار ''یعنی حضرت مجدد الف ثانیؒ'' سے گفتگو فرماتے رہے اور آپؒ کی ہر بات کا جواب مزار شریف سے آتا رہا۔ یہ سب کچھ میں مزار شریف سے باہر کھڑا سنتا اور دیکھتا رہا۔ جب آپؒ فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ میں باہر کھڑا ہوں تو مجھے منع فرمایا کہ اس بات کا آپ نے کسی سے ذکر نہیں کرنا۔ لہذا یہ بات میرے والد صاحب نے حضرت صاحبؒ کی زندگی میں کسی کو نہیں بتائی۔ آپؒ کی ظاہری حیات کے بعد والد صاحب نے اس واقعہ کا ذکر کیا۔

متفرق

باباجیؒ کی مسجد سے کچھ فاصلے پر ایک نیم مجذوب بزرگ رہا کرتے تھے جن کا نام حافظ فقیر محمد تھا۔ ان مزار آج بھی اس جگہ پر واقعہ ہے (یعنی دارہ سکے زئیاں' رنگپورہ کے ساتھ)۔ یہ دن' رات ہر موسم میں اپنے حجرے کے اندر آگ کا بہت بڑا اَلاؤ جلائے رکھتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ یہ بیٹھے بیٹھے اچانک ادب سے کھڑے ہو جاتے پوچھنے پر بتاتے کہ میرے کھڑے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت باباجیؒ اپنی مسجد سے باہر تشریف لے آئے ہیں اور میں اُن کے ادب میں کھڑا ہوا ہوں۔ گویا پہچاننے والے آپؒ کی اسطرح تعظیم فرماتے تھے۔

(بحوالہ ملک رضوان احمد اعوان' رنگپورہ)

Marfat.com

نام : محترم محمد شریف صاحب

رہائش : سیالکوٹ

تعارف : آپ کا سن پیدائش 1924ء (اندازاً) ہے۔ حضور قبلہ مولانا محمد حسین پسروریؒ کے دست مبارک پر بیعت ہیں۔ آبائی گاؤں قلّ باجوہ' پسرور ہے۔ بیعت بھی اسی گاؤں میں ہوئے۔

اس وقت میری عمر کوئی نو' دس تھی' جب میں باباجیؒ سے بیعت ہوا۔ ہمارے گاؤں قلّ باجوہ میں باباجیؒ تشریف لائے تو میری والدہ صاحبہ نے مجھے ایک تھالی میں پتاسے ڈال کر دیئے اور ساتھ ہی دو روپے بھی اُس تھالی کے اوپر رکھ کر کہا کہ یہ باباجیؒ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کرنا کہ مجھے بیعت کر لیں۔ مجھے اُس وقت بیعت کا' پیر' مرید کا کچھ پتہ نہ تھا۔ بہرحال میں باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپؒ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپؒ کے گرد کافی لوگوں کا رش تھا۔ باباجیؒ لوگوں کو توبہ کروا رہے تھے۔ جس وقت میری باری آئی اور میرے ہاتھ کو باباجیؒ نے اپنے ہاتھ میں لیا تو مجھے محسوس ہوا کہ جس طرح سے کرنٹ لگے تو جھٹکے لگتے ہیں' بالکل اس طرح کا مجھے جسم میں احساس ہوا اور میرے تمام بدن میں کپکپی دوڑ گئی۔ اس کے بعد باباجیؒ نے وہاں پر موجود سب لوگوں کو ایک ایک پتاسہ دیا اور باقی کے پتاسے اور دو روپے مجھے واپس کر دیئے اور گھر لے جانے کو کہا۔ میں نے عرض کی کہ حضور یہ رکھ لیں۔ لیکن آپؒ نے رکھنے سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ گھر لے جائیں۔ پھر میں وہ سب آپؒ کے حکم کے مطابق گھر لے گیا۔ وہ جو دو روپے تھے وہ کافی عرصہ میں نے سنبھال کر رکھے۔

ایک مرتبہ باباجیؒ ہمارے گاؤں مسجد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ رات کے وقت مسجد سے کچھ فاصلے پر مویشیوں کی رکھوالی کے لیے سائیں بہادر سویا ہوا تھا۔ رات کے کسی پہر اس کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ مسجد میں کوئی گیس لیمپ جیسی تیز روشنی ہے اور مسلسل حرکت میں ہے۔ وہ بہت حیران ہوا اور تجسس سے مجبور ہو کر مسجد میں آیا کہ دیکھوں یہ کیسی روشنی ہے۔ جب وہ قریب آیا تو اُس نے دیکھا کہ مسجد میں باباجیؒ چہل قدمی فرما رہے ہیں اور یہ باباجیؒ کے چہرے کا نور تھا جو دور سے گیس لیمپ کی روشنی کی طرح نظر آ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر باباجیؒ نے دریافت کیا کہ بھائی کس کام آئے ہو' کیا نوافل پڑھنے ہیں؟ اُس نے جواب دیا نہیں جناب۔ پھر آپؒ نے پوچھا کہ نماز آتی ہے؟ اُس نے دوبارہ نفی میں جواب دیا۔ باباجیؒ نے پہلے اُسے وضو کرنا سکھایا پھر اپنے ساتھ نماز کے لیے کھڑا کر لیا اور نماز پڑھنا سکھائی۔ بس پھر کیا تھا' سائیں بہادر کے دن پھر گئے۔ دن بدن روحانی ترقی حاصل ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ نوبت یہاں تک آ گئی کہ جب وہ کسی کو دم کرتا تو ساتھ

ہی بتا دیتا کہ اس بندے کو آرام آئے گا کہ نہیں۔ عزیز و اقارب اکثر اس کو مجبور کرتے کہ وہ بتائے' اسے کیسے پتا چل جاتا ہے کہ اس بندے کو آرام آئے گا یا نہیں۔ ایک دن مجبور ہو کر اس نے بتا دیا کہ جب وہ دم کرتا ہے تو اگر بندے کو آرام آنا ہو تو بابا جیؒ کا نقشہ سامنے آ جاتا ہے اور اگر آرام نہ آنا ہو تو بابا جیؒ نظر نہیں آتے۔ پھر اُس دن کے بعد اُس سے یہ کمال چھن گیا۔ آپؒ نے مجھے یہ بات سمجھائی کہ جس بھی باشریعت پیر' فقیر سے ملیں' ان کی خدمت کریں اور یہی سمجھیں کہ اپنے پیر کی خدمت کی ہے۔ آپؒ میں یہ بات نہ تھی کہ دوسرے بزرگوں سے ملنے سے اپنے مریدوں کو منع فرماتے۔

میں نے ایک دفعہ اپنے ایک پیر بھائی (سید جماعت علی شاہ صاحب' سدھے چک والے) سے کہا کہ جناب مجھے بابا جیؒ کی کوئی بات سنائیں۔ اُنہوں نے مجھے اپنی یہ بات سنائی کہ میں نہایت غلط آدمی تھا' شاید ہی کوئی کوئی غلط کام ہو جو میں نہ کرتا ہوں۔ علاقے کے لوگ مجھ سے نہایت تنگ تھے اور مجھے مارنے کے درپے تھے۔ میں ان لوگوں سے بچتا بچاتا' چوری چھپے شہر (سیالکوٹ) آ گیا۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ بابا جیؒ مسجد میں جمعہ پڑھا رہے تھے۔ آپؒ کے پیچھے جمعہ پڑھا' اس کے بعد لوگ آپؒ کے پاس بیٹھ گئے' آپؒ نے دسترخوان بچھوایا ' تلاوت اور نعت شریف ہوئی اور لوگوں نے لنگر کھانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد بابا جیؒ لوگوں سے باری باری اُن کے سلسلے میں بات کرنے لگے۔ جس وقت میری باری آئی تو بابا جیؒ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کی ذات کیا ہے؟ میں نے کہا کہ جناب سید ہوں تو آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں تو سید نہیں ہوں' آپ کوئی سید پیر تلاش کریں۔ میں نے اصرار کیا کہ میں نے آپ سے ہی بیعت ہونا ہے۔ بہرحال آپؒ نے مجھے بیعت فرما لیا۔ اور واپس اپنے گاؤں جانے کے لیے ارشاد فرمایا۔ میں نے کہا حضور! میں ادھر کیسے جاؤں' وہاں تو لوگ مجھے مارنے کے لیے ڈھونڈ رہے ہیں۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ وہاں پہلے آپ خود رہتے تھے' اب میں بھیج رہا ہوں۔ جا کر گاؤں کے باہر ڈیرہ لگا لیں۔ خیر میں گاؤں واپس چلا گیا میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ لوگ مجھے دیکھتے تو ہیں لیکن' کچھ کہہ نہیں پاتے۔ آہستہ آہستہ بابا جیؒ کی توجہ سے شاہ صاحبؒ نے اتنی ترقی حاصل کی کہ ان کا اپنا پیری مریدی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور بابا جیؒ نے انہیں خلافت بھی عطاء فرما دی۔

ایک اور بات انھوں نے مجھے بابا جیؒ کی سنائی کہ ہم لوگ بابا جیؒ کے ساتھ سرہند شریف' حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر گئے۔ جب ہم لوگ وہاں پہنچے تو بابا جیؒ کے ساتھ مسجد میں چلے گئے۔ سرہند شریف کے جو گدی نشین تھے انھوں نے بابا جیؒ کو نماز کی امامت کے لیے کھڑا کر دیا۔ چنانچہ بابا جیؒ نے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد اعلان ہوا کہ حضرت مولانا محمد حسین پسروری سے تشریف لے آئے ہیں لہذا اُن کی اجازت کے بغیر لنگر تقسیم نہ کیا جائے۔ یہ سارا معاملہ دیکھ کر میں نے دل ہی دل میں کہا کہ تم جماعت علی شاہ اپنے پیر کی عظمت تو سمجھو کہ وہ کس مقام پر ہیں کہ ان کی

Marfat.com

اجازت کے بغیر سرہند شریف' عرس پر لنگر تقسیم نہیں ہوتا۔ (حالانکہ بے شمار اولیاء اکرام دور و نزدیک سے عرس پر تشریف لائے ہوتے تھے۔)

مکتوب از حاجی عبدالغنی صاحب بنام محمد یوسف صاحب

اقبال منزل ' کراچی

29.01.1981

عزیز محترم سلمک اللہ تعالی فی الدارین

سلام مسنون۔ گرامی نامہ باعث مسرت ہوا۔ عزیز کو خط لکھنے کے لیے طبیعت تقاضا کر رہی تھی۔ حقیقتاً اس تقاضا نے ہی عزیز کو خط لکھنے پر آمادہ کیا۔ حیدر آباد میں بچپن کے دوست ہیں' بے چارے بیمار رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں ان کو خط لکھا ۔جواب میں لکھتے ہیں۔ '' دو' تین ہفتے سے میں خود بھی سوچ رہا تھا کہ خط لکھ کر آپ کے حالات دریافت کروں۔ مگر آپ کا پتہ میرے پاس موجود نہ تھا۔ اس دفعہ پتہ نوٹ کرلیا ہے۔ '' گویا ظاہر یہ ہوا کہ دلوں کے درمیان ایک قسم کی تار برقی کا بھی کوئی نظام اللہ تعالی نے انسان کو ودیعت فرما دیا ہے ورنہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ آپکو بھی انہی دنوں خط لکھنے کا خیال آیا۔

بہر حال یاد آوری کا مشکور ہوں۔ مجھے یہ خیال ہو رہا تھا کہ شاید آپ اس جگہ کام کر بھی رہے ہیں یا تبدیل ہو گئے ہوں۔ اس لئے دل میں تو عزیز کا تصور رہا مگر خط نہ لکھ سکا۔ خیر آپ نے اچھا کیا خط لکھ دیا۔

قبلہ عالم حضرت صاحب رضی اللہ عنہ حج پر تشریف لے گئے تو انوار کی بارش خوب ہوئی۔ بیمار ہو گئے۔ جس کے عوض بے شمار ترقیاں عطاء ہوئیں۔ پھر جب سیالکوٹ میں شدید علالت میں گرفتار ہونے کے بعد شفایاب ہوئے تو فرمایا۔ کہ دیار پاک میں بیماری سراسر رحمت ہوتی ہے۔ یہاں تو وہ بات نہیں میسر ہوتی۔ سخت تکلیف میں بھی کبھی منہ سے ہائے نہ نکلی۔ کوئی طبیعت دریافت کرتا تو فرماتے خیر ہے۔ اور کبھی تکلیف کا اظہار یا شکایت نہ فرمائی۔ اللہ تعالی کے محبوب بے مثال ہوتے ہیں۔ ان کو انعام کی بجائے آلام میں زیادہ لطف آتا ہے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے '' یار دی جھڑکی قسمت والیاں نُوں مِلدی اے '' اس چھوٹے سے جملے میں کس قدر درد اور معرفت ہے۔ مجھے یہ الفاظ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے

Marfat.com

منہ مبارک سے نکلتے سنائی دے رہے ہیں۔اور کیف سے چشم تر ہے۔دین سراسر عشق بازی ہے۔اس عاجز کو مسئلہ وحدت الوجود کا کسی حد تک کیف ہے۔ایک دفعہ کسی دوست کی دعوت سے واپس دربار شریف جا رہے تھے۔باقی دوست پیچھے کچھ فاصلے پر تھے۔یہ عاجز حضور رحمۃ اللہ علیہ کے بالکل عقب میں چل رہا تھا۔بائیں جانب گندم کی فصل کھڑی تھی۔جس میں سے سٹے اونچے ہو ہو کر اس کیفیت میں جھومتے معلوم ہو رہے تھے۔اور عاجز پر کیفیت طاری ہو رہی تھی۔حضور کا احترام دامنگیر تھا۔معاً جنابؒ یہ شعر ذرا اونچی آواز میں پڑھنے لگے۔

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق

دارد بقدرِ ہمتِ تو اعتبار تو

قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا مقام رضا تھا۔جو صحابہؓ کو میسر تھا۔عاجز نے جناب کے لب مبارک سے یہ الفاظ سنے ''مقام رضا بھی عجیب مقام ہے'' حضور فرد و قطب وقت تھے۔مجذوب اس ماحول میں سے گزرتے تو مستی نہ کرتے۔اور ادب' ادب کہنے لگ جاتے۔سیداں والی میں ''پیر کا کے شاہ'' مشہور مجذوب ہوئے ہیں۔وہ جب اس طرف سے گزرے تو بالکل دم بخود ہو کر گذرے اور ساتھیوں کو ادب ادب فرمانے لگے۔حالانکہ حضور سے بہت فاصلے سے گزر رہے تھے۔

خط لمبا ہو گیا ہے۔لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم والا قصہ ہے۔ایسی صحبت غنیمت ہے۔جسمیں دوست کا ذکر ہو۔ کبھی خط سے نوازش فرمادیا کریں۔ضعف بڑھتا جارہا ہے۔مگر روحانیوں سے کلام کی پیاس بڑھتی جارہی ہے۔دیکھیں' عمر کی کتنی منزلیں باقی ہیں۔خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔انجام بخیر ہو۔ اور کیا عرض کروں۔

طالب دعاء

احقر محمد عبدالغنی عفی عنہ

مکتوبات شریف

(حضور قبلہ عالم حضرت مولانا محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ علیہ کے یہ نادر و نایاب خطوط ہیں۔ جو مختلف ذرائع سے حاصل ہوئے۔ چونکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ حد درجہ خستہ ہو چکے تھے لہذا کئی جگہ سے ان کا پڑھنا بہت مشکل، بلکہ ناممکن سا ہو گیا۔ اُن جگھوں پر۔۔۔۔۔ کے نشانات لگائے گئے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ لکھائی کے از حد مدھم ہونے کی وجہ سے کوئی لفظ صحیح انداز میں سمجھا نہ جاسکا ہو' یہ یقیناً نادانستہ ہے دانستہ نہیں' خدا تعالی ہماری تقصیروں کو معاف فرمائے۔ اس سب کے باوجود ان یادگار مکتوبات شریفہ کی ایک ایک سطر اپنے اندر علم و عرفان کا ایک سمندر لیے ہوئے ہے۔ اور لکھنے والے کی عظمت کی داستان گو ہے۔ خدا تعالی ہماری سعی کو قبول فرمائے۔ آمین)

مکتوب از مولانا نوراحمد امرتسریؒ بنام قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ

سیلون

۱۳ فروری ۱۸۹۴ء

اخرد عزیز میاں محمد حسین صاحب!

السلام علیکم ۔ میرا ارادہ ہے کہ ۱۹ شعبان کو روانہ ہو کر پسرور یا ظفروال جب مناسب وقت ہوگا' خدا نے چاہا تو پہنچوں گا۔ جملہ امور میں مشورہ وغیرہ ملاقات پر موقوف رکھیں ۔ اور سب خیریت ہے۔ مکان وغیرہ کی تدبیر آ کر کی جاوے گی ۔ سب صاحبوں کو سلام خصوصاً میاں دل محمد صاحب کو۔

دوم شعبان روز جمعہ

والسلام

نوراحمد عفی عنہ

Marfat.com

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام محمد ابراہیم صاحب (ضلع لائل پور' منڈی تاندلیانوالہ چک نمبر ۴۸۱۷)

۵ جون ۱۹۳۳ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ چورہ شریف سے واپس آتے ہی مژدہ نو وارد مولود ملا۔ چونکہ گرمی زیادہ ہے اور مسافت بعید خود حاضری سے قاصر ہوں۔ دل تڑپتا ہے حسب موقع پھر انشاء اللہ حاضری کا خیال ہے۔ عمر میں اللہ برکت کرے' صالح ہو' مبارک ہو۔ ایک وہی کافی ہے۔ چار قل رات' دن میں پڑھ کر دم کردیا کریں۔ خلیل احمد سب سے اول نام ظاہر ہوا پھر حبیب' جب مناسب ہو مقرر کریں۔ حضور کی غلامی ہمارے لیے باعث برکت و رحمت ہے۔ گھر میں مبارک دیں اور احوال سے مطلع کرتے رہیں۔ تا حال پسرور کی کیفیت ویسی ہے کیا کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل کی توفیق دے اور اپنی عبادت و ذکر و فکر کا موقع نصیب کرے۔ اور سب خیریت ہے۔ احوال پرسان کی خدمت عالیہ میں بعد شوق ملاقات' السلام علیکم۔

والسلام

احقر محمد حسین

Marfat.com

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام محمد ابراہیم صاحب (ضلع لائل پور منڈی تاندلیانوالہ چک نمبر ۱۷۴)

۱۰ ستمبر ۱۹۳۴

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمدللہ لاکھ لاکھ شکر ایزد متعال کہ اوراد و اشغال کو عزیز بوجہ احسن مداومت و استقامت سے سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ استقامت ہی ایک نعمت عظمیٰ ہے، چشم بد دور۔ چند روزہ ابتلا ہے پھر آرام و امن۔ ۲۰ ستمبر جمعرات کو لائل پور بتقریب عرس حاضری کا عزم ہے۔ انشااللہ حسب موقع وقت دیکھ لیں اور تکلیف برداشت کر کے توفیق ہوگی۔ والسلام

تقدیس و تصدیق کے بعد درجہ عجز کا ہے، اعتراف عجز اور سکوت۔ وقت دگرگوں ہے، فکر کریں۔ انجام بہتری ملحوظ نظر رہے۔ احباب کی خدمت والا میں سلام۔ عزیزان کو دعوات۔ والسلام

اَحقر محمد حسین

اور سب خیریت ہے۔

Marfat.com

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام محمد ابراہیم صاحب (ضلع لائل پور، منڈی تاندلیانوالہ، چک نمبر ۴۷۱)

۱۳۰ کتوبر ۱۹۳۴

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمد للہ فما بین خیریت ہے۔ چند ایام تحریر سے توقف رہا۔ قادیان، لاہور وغیرہ میں اندرون تقریب جلسہ جانا ہوا اور واقعی دل میں عزم رہا کہ واپسی پر عزیزان کی ملاقات کرتا ہوا پسرور پہنچوں گا۔ مگر موقعہ نہیں ملا، اب دن رنگپورہ سیالکوٹ کے قریب آ رہے ہیں اور احباب ہی کی آمد کا از حد زیادہ اشتیاق ہر لحظہ منتظر ہے۔ بخریت تمام یہ مبارک وقت سرانجام ہو کر حضور کی رضامندی کا موجب بن جاوے۔ خیریت مزاج مبارک سے وقتاً فوقتاً مطلع کرتے رہیں اور ہر حال میں رضا جوئی۔۔۔۔۔ چند روز کی بات ہے پھر مدام آرام واطمینان ان شاء اللہ۔

شعبان معظم عنقریب آ رہا ہے۔ غالباً ہفتہ کے دن ختم کا موقعہ نصیب ہوگا۔ اصل خیریت ہے، گھر میں اور باقی احباب اور جملہ نمازیاں کو محبت سے السلام علیکم۔

والسلام

محمد حسین، عفی عنہ

پسرور

ایصالِ ثواب

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام محمد ابراہیم صاحب (ضلع لائل پور منڈی تاندلیانوالہ چک نمبر ۴۸۴)

۱۱۸ کتوبر ۱۹۳۵

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ محبت نامہ موصول ہو کر باعث برکت ہوا۔ واقعی عزیزان کا دلی خیال ہے۔ جزاکم اللہ خیر بہت اچھا۔ فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔ امید ہے کہ وقت بسر ہو جاویگا۔ آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہووے۔ تا حال اپنی ناچاری کے باعث پسرور ہی ہوں۔ کل پرسوں تک رنگ پورہ کا خیال ہے' دوستوں کو توفیق رفیق رہے کہ عرس پر پوری کوشش سے جناب کے راضی کرنے کو حیلہ وسیلہ اختیار کریں۔ کلام اللہ زیادہ ختم کیے جاویں اور صحیح تلاوت کی جاوے۔ لیدخل علی اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال یعنی پہاڑ نیکیوں کے قبر میں داخل ہوا کریں زمین والوں سے۔ ایک جگہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بخت کا درجہ بلند کرتا ہے۔ درجہ پانے والا دریافت کرتا ہے کہ یہ کدھر سے رحمت نازل ہوئی۔ حکم ہوتا ہے تیرے قریبی کے استغفار سے۔ گویا دنیا کے گزرنے کے بعد بھی نیک نصیب کے درجہ دوسرے جہان میں ترقی وعروج پر رہتے ہیں۔ بشرطیکہ ایصال ثواب میں اسکی خدمت۔۔۔ میں پیچھے سے کچھ پہنچتا رہے' عرس کی بنا اسی لئے قائم کی جاتی ہے۔ روانگی کے وقت سب کو ہدایت کریں۔

سال گذشتہ عرس پر میں نے یاد دلایا تھا کہ روانگی کے وقت دو رکعت نفل بہ نیت ایصال ثواب اس طرح پڑھ کر روانگی فرماویں۔ پہلی رکعت میں سبحانك اللهم ۔ الحمد شریف' آیت الکرسی پڑھیں یا قل شریف پڑھیں۔ دوسری میں بعد الحمد شریف' آیت الکرسی' قل شریف تین بار' بعد سلام ہر دو رکعت کا ثواب جناب کو پہنچایا جائے۔ گویا یہ اطلاع روانگی ہے۔ ------------

والسلام

محمد حسین عفی عنہ' پسرور

Marfat.com

کمی بیشی کی معافی

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام محمد ابراہیم صاحب (ضلع لائل پور، منڈی تاندلیانوالہ چک نمبر ۱۷۴)

یکم جون ۱۹۳۹ (تاریخ بمطابق مُہر ڈاکخانہ تاندلیانوالہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اسوقت میں مع اہل واعیال آج سہ شنبہ ۹ مئی ۳۹ء کو لاہور سے واپس پسرور آرہا ہوں۔ الحمد للہ گھر میں اور باقی عیال واطفال میں ہر طرح سے خیریت ہے۔ بینائی میں بفضلہ تعالی بہتری محسوس ہوتی ہے۔ ذرا ابتدائی صورت ہے بتدریج اچھی ہی صورت کی تمنا ہے۔ عینک نہیں لگائی گئی۔۔۔۔۔۔ سرہند شریف والا مظہر نورانی خاص ہے اور خاصوں کا حصہ ہے۔ فی زمانہ ہم گناہ گاروں کے لئے سہارا ہے۔ خوش نصیبی اور بخت آوری ہے۔ یہ مبارک موقع عرصہ دراز کے بیحد انتظار کے بعد نصیب ہوتا ہے۔ خواب وخیال کی طرح آناً فاناً غائب ہو جاتا ہے مگر بفضلہ تعالی وو حظ مدامی اور دائمی روحانی لذت سے معمور پرنور ہوتا ہے۔ حالانکہ دنیاوی نمونہ آخرت کی نسبت ہیچ (بوجہ) اور محض (لائق) ہے۔ سب خورد و کلاں کو بہت بہت سلام اور محمد شریف کو مبارک۔

اور اپنی خیریت سے مطلع فرماویں۔ گھر میں پسرور اب ہر طرح خیریت ہے۔ عینک کا خیال ہے۔ انشا اللہ تعالی جلد ہی کوئی صورت شاہدرہ جاکر ہوگی۔ آیندہ جمعرات کو شیخوپورہ الہ دین کے (گھر قیام ہوگا۔)

والسلام

محمد حسین عفی عنہ

Marfat.com

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام محمد ابراہیم صاحب (ضلع لائل پور منڈی تاندلیانوالہ چک نمبر ۱۷۴)

۲۴ دسمبر ۱۹۴۲

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عید مبارک۔ لاکھ لاکھ شکر ایزد سبحانہ کہ خیریت ہے۔ ضعف ونقاہت موسم سرما ہے مگر آپکی سعی وکوشش مشکور ہے۔ کمال تکلیف' مشقت برداشت کر کے متواتر دو ماہ کے قریب گھر بار اور منصبی فرائض بالائے طاق رکھ کر مریض کے لیے فجر شام سرگردان وحیران پوری جدوجہد اور دلی خدمتگاری میں مصروف رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ (ایسا) بے فکر جملہ جماعت صحیح وسالم کیطرح عزیزان کی دعا' برکت اور دلی استدعا وتمنا سے ادا کر کے شکر گزار ہوں۔ حافظ صاحب جوان آدمی ہیں گھوڑی سے گرنا ایک مصیبت ادنیٰ امر ہے' گھوڑی سے گر کر ہمیشہ پکے سوار ہوا کرتے ہیں۔ خدا نخواستہ انہیں چوٹ لگنے پر مطمئن۔۔۔۔۔۔

ہر چہ از دوست مہر سر عین الکافرست اصل خیر کی۔ بہت بہت سلام ودعا عرض کر کے آپ کے اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ کے گرویدہ ہیں۔ ہمیشہ یاد کرتے ہیں اور شوق ملاقات کا از خدمت وانتظار کر کے باقی احباب قریب وبعید' جملہ نمازیوں کو السلام علیکم۔

اپنی خیریت وگھر بار کی کیفیت سے واپسی مطلع کر کے ہم لوگوں کو مطمئن فرماویں اور عزیزان کو برخورداری فرمائیں۔۔ گواہ رکھ کر میرا اسلام علیحدہ علیحدہ دیگراُن (کی) ہمدردی ظاہر کرتے رہیں۔

والسلام

احقر محمد حسین

از رنگپورہ

Marfat.com

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام محمد ابراہیم صاحب (ضلع لائل پور منڈی تاندلیانوالہ چک نمبر ۴۷۱)

بحکم حضرت الاقدس سیدی و مولائی مولوی محمد حسین صاحب مدظلہ تعالی

محترم عزیز من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

حضرت الاقدس ارشاد فرما رہے ہیں کہ بوجہ آپریشن اور بسلسلہ آپریشن ھسپتال ڈسکہ میں حاضری کی وجہ سے آپکو کوئی خط نہیں لکھا جاسکا۔ آپریشن پرسوں ہو چکا ہے' ویسے ڈسکہ ہسپتال میں داخل ہوئے کافی دن گزر چکے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالی صحت کاملہ اور عاجلہ عطاء فرماوے اور کامیابی ہو۔ آمین ثم آمین۔ اللہ تبارک وتعالی احباب اور جملہ یاران سلسلہ پر اپنا فضل وکرم فرماوے۔

والسلام

مولوی محمد حسین صاحب از ڈسکہ ہسپتال

محمد دین کی طرف سے سب یاروں کو اسلام علیکم

جملہ یاران سلسلہ کو حضرت الاقدس کی طرف سے السلام علیکم۔

Marfat.com

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام محمد ابراہیم صاحب (ضلع لائل پور منڈی تاندلیانوالہ چک نمبر ۱۷۴)

بحکم حضرت الاقدس از رنگپورہ محلّہ اعواناں سیالکوٹ شہر

۳ مارچ ۱۹۴۷

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میاں محمد ابراہیم صاحب کا لفافہ ابھی ملا۔ اس دفعہ سرہند شریف کو حاضری ہوگئی مگر ختم شریف میں شمولیت نہ ہوسکی۔ عزیزہ کے انتقال کی تار پہنچنے پر۔۔۔۔ واپسی ہوگئی۔ اور جلد واپسی کی کوشش میں باحسن الوجوہ حاضری ختم شریف کا موقعہ نہ ہوسکا۔ گو حاضری دربار ہوگئی۔ اگر کسی وجہ سے اس وقت اطلاع دینے کا موقعہ نہ مل سکے اور حسب خواہش شریک سفر ہونے کا موقعہ یاران صادق کو نہ مل سکا تو یہ مجبوری ہے' فراموشی نہیں ہے اور نہ ہی انشا اللہ ہوگی' آخرت تک۔

یاران سلسلہ کو سلام مسنون۔

۔۔۔۔۔۔ پہنچ گئے تھے۔ عزیز پسرور جاکر ملاقی ہوا تھا۔

اللہ تعالی آں عزیزان کی مشکلات ظاہری و باطنی حل فرمادے۔ آمین۔ ثم آمین اور عزیزان کے لیے بہتر راہ کھول دے۔ آمین۔ اللہ تعالی پر توکل کاملہ' ہمیشہ حرزِ جاں رہے۔

والسلام

بحکم حضرت الاقدس از رنگپورہ

جملہ یاران کو سلام

Marfat.com

محبت فقراء

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام محمد ابراہیم صاحب (ضلع لائل پور منڈی تاندلیانوالہ چک نمبر ۴۷۱)

۳۰ جون ۱۹۳۶

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ اللہ سُبحانہ و تعالی جمیعت و اطمینان نصیب کرے اور منزل مقصود تک جلد رسائی ہو جاوے۔ توفیق رفیق رہے۔ عنایت سبحانہ نعمت عظیم ہے۔ محبت فقراء توجہ بایں طائفہ از اجل منعم خداوندی ست استقامت نصیب ہووے۔

یک چشم زدن خیال او پیش نظر بہتر از جمال خوبرویاں ہمہ عمر

اِدھر اُدھر کا غم نہ کریں۔ جب رشتہ محبت درویشاں قوی اور مضبوط ہو۔ از نسبت درویشاں وایں بزرگواراں اگر اندک ست' بسیار ست خدا کرے میسر ہووے۔ حضور علیہ السلام کی متابعت پر اللہ جل شانہ ثابت قدم رکھکر اپنی بارگاہ کی ہمیں رسائی دیوے اور ماسوائے ۔۔۔۔۔ مل جاوے۔ توفیق رفیق رہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ باقی وقت مل کر مرافقت و مصاحبت میں گزاریں۔ آمین۔ مگر قید پانی دانہ ۔۔۔

دلی اتحاد اور محبت ماسوا کو بہتر طریقہ بنا کر اسی ۔۔۔۔۔ میں عمر گزاری جاوے۔ خاتمہ بالخیر ہووے۔ وقت سر پر آپہنچا اور سفر طویل بحر عمیق موافقت خلیل سخت حیرانی ہو رہی ہے۔ بے عنایت کچھ (بھی نہیں ہے)

عزیزان کو دعوات وسلام

والسلام

محمد حسین عفی عنہ

پسرور

Marfat.com

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام میاں محمد ابراہیم صاحب (ضلع لائل پور منڈی تاندلیانوالہ چک نمبر ۴۷۱)

۳۰ جولائی ۱۹۳۲

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

------------- -------------

------------- -------------

الحمد للہ ہر گونہ خیریت ہے، مطمئن رہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ دلی مقصود ضرور پورا فرما کر انعام واکرام سے بہرہ ور کرینگے۔ جو کچھ کہ ہوا، ہوا فضل سے تیرے جو کچھ ہوگا تیرے ہی کرم سے ہوگا ' آنچہ بے ہمت چہ با ہمت شدہ وآنکہ باہمت چہ بانعمت شدہ اسی کی ذات پاک پر ہم لوگوں کا بھروسہ ہے۔ فکر ما وز کار ما آزار ما کارساز مابفکر کارِ ما ۔ دین ودنیا میں سرخروی نصیب فرماوے۔ درود شریف کا خاص ورد مقرر فرماویں۔ لواحقین کو بھی تاکید کریں۔ ------------- ----- کمترین کا کارڈ امید ہے آپ نے ملاحظہ فرمالیا ہوگا۔ اگر ضرورت محسوس ہے تو وہ مختصر نسخہ استعمال کریں۔۔۔۔۔۔۔۔۔سب کچھ اس رب العالمین کے ہاتھ ہے جو نیست سے ہست کر رہا ہے۔ ۔۔۔۔سحر خیزی کا خاص اہتمام لازم ہے۔ وہ وقت مبارک ہوا کرتا ہے۔ سحر بر خیز وذکر بے ریا کن ۔ اب گرمی کا موسم آہستہ آہستہ تبدیل ہو جاویگا۔۔۔۔۔گھر میں اور سب احباب کی خدمت عالیہ میں السلام علیکم۔

والسلام

اَحقر

از رنگپورہ شریف

سیالکوٹ۔ ہفتہ

Marfat.com

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام پروفیسر قاری غلام صادق صاحب (گورنمنٹ کالج، جھنگ)

۲۷ فروری ۱۹۵۱ء

عزیز من سلمہ تعالیٰ و بارک اللہ علیک و لمن دعاک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ محبت نامہ موصول ہو کر باعث اطمینان ہوا۔ یفعل اللہ ما یشاء بقدرتہ و یحکم ما یرید بعزتہ ۔ الا الی اللہ تصیر الا مور ۔ انشااللہ حضور علیہ السلام کی طفیل برکت صحت کاملہ عزیزان کو نصیب ہو۔ اور دلی جذبات اور تمنا شفیع المذنبین، رحمت اللعالمین کی وساطت سے نیک انجام پا کر رضا الٰہی کے ذرائع پیدا ہوتے رہیں۔ فسیکفیکھم اللہ و ھو السمیع العلیم ۔ اللھم انا نسعلك العفو و عافیہ ۔ ہر مہینہ کی یافت سے اہل حقوق کے حق کی طرف ظاہری و باطنی توجہ فرماتے رہیں۔ شکرانہ میں داخل ہے۔۔ لان شکرتم لا زیدنکم ۔

والسلام

فقیر محمد حسین

رنگ پورہ، سیالکوٹ

رنگ پورہ، سیالکوٹ

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام پروفیسر قاری غلام صادق صاحب (گورنمنٹ کالج، جھنگ)

۲۶ جون ۱۹۵۱ء

عزیز من سلمہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپکے کامل ارادہ میں اللہ تعالی نعمت غیر مترقبہ غائبانہ مدد فرما کر کامل، اکمل، مکمل کامیابی نصیب کرے۔ طویل العمر، کثیر المال، عافیت کے ساتھ منزل مقصود پر پہنچا کر نہایت عزت اور برکت کے ساتھ کامیابی عطا فرما کر وابستگان کے پاس شان وشوکت کے ساتھ واپس لائے۔ آمین ثم آمین۔ دارین کی سعادت اور دائمی سرخروئی نصیب ہو۔ والسلام

والدہ صاحبہ کی طرف نیک دعا سے اجازت حاصل کرکے۔

خادم

فقیر محمد حسین عفی عنہ

رنگ پورہ سیالکوٹ

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام پروفیسر قاری غلام صادق صاحب (گورنمنٹ کالج' جھنگ)

۲۰ نومبر ۱۹۵۰ء

عزیز من سلمہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

کارسازِ بفکر کارِ ما   فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما   ہوتا ہے وہی جو منظور خدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالی کو جو کچھ منظور ہے آپ کے حق میں دنیا اور آخرت میں مصلحتاً ضروری ہے۔ فکر نہ کریں۔ وہی ہو کر رہیگا۔ دعا کرتے رہیں۔ یہاں بھی شب و روز ۔۔۔ آپ کی تحریر اور ارادہ سامنے نظر آرہا ہے۔ والسلام اور سب خیریت ہے۔

از طرف محمد حسین عفی عنہ

رنگ پورہ' سیالکوٹ

Marfat.com

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام پروفیسر قاری غلام صادق صاحب (گورنمنٹ کالج، جھنگ)

یکم جون ۱۹۵۱ء

عزیز من سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ہوتا ہے وہی جو منظور خدا ہوتا ہے۔ سراسر معزور، صعوبتِ سفر کو نہ برداشت کرنے والی ہستیں جسمانی روحانی ملاقات کو ترستی اور تڑپتی سفر آخرت کو تیار ہیں۔ کاش کہ اس کا کوئی حصہ توانا اور نونہال وجود موجود کو اظہار کرنے کا موقعہ دیتے۔ الحمدللہ آپ راضی ہیں اور یہاں سب طرح خیریت ہے۔ بزرگ ہستی اصل اس روز بابرکت شامل حال رہی۔

آج موضع مہار شریف میں ختم شریف کا اہتمام ہو رہا ہے۔ قبولیت کا شرف خدا کرے حاصل ہو۔ عزیز کو ارادہ میں رحمت اللعالمین کی طفیل برکت نیک عقیدہ اور ارادت کی برکت سے کامیابی حاصل رہے۔ ارادہ میں وما تشاون الا ان یشاء اللہ پر عقیدہ حاصل رہے۔

والسلام

فقیر محمد حسین عفی عنہ

رنگ پورہ، سیالکوٹ

Marfat.com

مکتوب از حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ بنام مولوی ابراہیم صاحب

۱۳ جنوری ۱۹۵۱ء

محترمی

السلام علیکم ۔ آپ کا خط پہنچا۔ اعلیحضرت صاحب کو بحمدہ تعالی قدرے افاقہ ہے۔ حضور والاشان نے فرمایا کہ اگر کسی بیمار کے لیے دعا کرنہ ہوتو یا حلیم یا کریم اِشْفِهُ کہہ کر کی جائے۔ آپ بھی حضور والاشان کے حق میں ایسے دعا کریں۔ دیگر۔۔۔۔۔ خیریت ہے۔

والسلام

احقر محمد عبدالغنی

رنگ پورہ، سیالکوٹ

Marfat.com

مکتوب از مولانا صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؒ بنام مولوی ابراہیم صاحب

17-07-1951

عزیز محترم سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا خط عین اسوقت ملا۔ جس وقت حضور قبلہ عالم جناب والا بزرگوارم رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ کی تیاری ہو رہی تھی۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے دن 13/7/51 کو یک لخت بیمار ہوئے اور اتوار 15/7/51 کو 5/1/4 (سوا پانچ) بجے بعد دوپہر بقضاء الٰہی انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دیویں۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ 24/8/51 کو بروز جمعہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کا ختم چہلم انشاء اللہ ہوگا۔ سب احباب کو مطلع کردیں۔ تاکید ہے۔ 24/7/51 کو بروز منگل ختم دسواں ہوگا۔

احقر

بشیر احمد

رنگ پورہ سیالکوٹ

Marfat.com

مکتوب از مولانا صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؒ بنام مولوی ابراہیم صاحب

24-04-1952

عزیز میاں ابراہیم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بھائی محمد ابراہیم صاحب کی زبانی آپ کی علالت معلوم ہو کر صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے اور آپ سب کو صحت عاجلہ عطا فرمائے۔ مورخہ ۹ شعبان المعظم مطابق ۴ مئی بروز اتوار عرس مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تندرستی عطاء فرمائے اور اس مبارک وسعید تقریب میں شمولیت کی توفیق عطاء فرمائے۔ شب وروز دعا ہو رہی ہے۔ و هو علی جمعهم اذا يشاء قدير سب احباب کو سلام۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر جا کر خاص کر عرض کی گئی کہ آپ کو حاجی طالب دین صاحب اور سب عزیز واقربا کو اللہ تعالیٰ صحت عطاء فرمائے اور بحفاظت رکھے۔ عزیزان کو دعوت۔ سب کو درجہ بدرجہ سلام علیکم۔

والسلام

احقر بشیر احمد عفی عنہ

رنگ پورہ سیالکوٹ

Marfat.com

ختم خواجگان نقشبندیہ مجددیہ رَحمَهُمُ اللهُ عَلَيهِم

دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رنگپورہ شریف

طریقہ وآداب: ختم شریف شروع کرنے سے پہلے چند ایک ضروری اُمور کا ذکر لازمی ہے۔

(ا) حصولِ حاجات یا دافع بلّیات یا رفع مشکلات کے لیے پڑھنا ہو تو ختم شریف سات مرتبہ پڑھا جائے۔ خواہ ایک ہی وقت میں خواہ سات روز میں اور کسی شرینی پر فاتحہ دے کر بچوں کو خاص طور پر تقسیم کردی جائے۔ حاجت برآنے پر پھر ایک مرتبہ ختم شریف پڑھا جائے اور شرینی تقسیم کی جائے۔ نہایت مجرب ہے۔

(ب) غسل کر کے صاف و پاک کپڑے پہنے باوضو ہونا ضروری ہے۔ پاک جگہ پر رُوبقبلہ ہو اور ایک سے زیادہ اصحاب ہوں تو حلقہ کی صورت میں بیٹھیں۔

(ج) صحت الفاظ کا خاص خیال رکھیں اور معنی کو سمجھنے کی کوشش کریں تاکہ یک سوئی رہے اور خیالات پراگندہ نہ ہوں۔

(د) پہلے ہاتھ اُٹھا کر فاتحہ بروح پُر فتوح حضور نبی کریم ﷺ اور بارواح پاک حضرات خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ اسراہم پیش کریں اور تین بار اپنی زبان سے یہ دعا کریں یا اسطرح کی دعا کریں۔ ''یا اللہ! یا میرے ربّ! میں ہر بدی، گناہ، کوتاہی، لغزش جو مجھ سے دانستہ یا نادانستہ اَب تک سرزد ہوئی ہے تجھ سے اُسکی معافی مانگتا ہوں۔ یا اللہ! تو میری توبہ قبول فرمالے ' اے سب سے بڑھ کر توبہ قبول کرنے والے بحق اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ط

سات مرتبہ (۷): سورہ فاتحہ مع بسم اللہ

سو مرتبہ (۱۰۰): درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلِّمْ۔

اناسی مرتبہ (۷۹): سورۃ الم نشرح مع بسم اللہ

ایک ہزار ایک مرتبہ (۱۰۰۱): سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ) مع بسم اللہ

سات مرتبہ (۷): سورہ فاتحہ مع بسم اللہ

سو مرتبہ (۱۰۰): درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلِّمْ۔

سو مرتبہ (۱۰۰): سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔

سو مرتبہ (۱۰۰): سُبْحَانَ اللّٰه سو مرتبہ (۱۰۰): اَلْحَمْدُ لِلّٰه سو مرتبہ (۱۰۰): لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه سو مرتبہ (۱۰۰): اَللّٰهُ اَكْبَرُ سو مرتبہ (۱۰۰): لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه۔

سو مرتبہ (۱۰۰): سَهِّلْ فَسَهِّلْ يَااِلٰهِىْ كُلَّ صَعْبٍ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْاَبْرَار

سو مرتبہ (۱۰۰): وَ اُفَوِّضُ اَمْرِىْ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَاد۔

سو مرتبہ (۱۰۰): حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْر۔

Marfat.com

سو مرتبہ(۱۰۰): شَیْئًا لِلّٰہ چوں گدائے مُستمند   المدد خواہم ز شاہ نقشبند

مندرجہ ذیل دعائیں گیارہ گیارہ مرتبہ بشرط فرصت سو سو مرتبہ۔

١۔ اَللّٰھُمَّ یَا شَافِیَ الْاَمْرَاض   ٢۔ اَللّٰھُمَّ یَا حَلَّ الْمُشْکِلَات   ٣۔ اَللّٰھُمَّ یَا قَاضِیَ الْحَاجَات

٤۔ اَللّٰھُمَّ یَا کَافِیَ الْمُھِمَّات   ٥۔ اَللّٰھُمَّ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّات   ٦۔ اَللّٰھُمَّ یَا رَافِعَ الدَّرَجَات

٧۔ اَللّٰھُمَّ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَات   ٨۔ اَللّٰھُمَّ یَا مُنْزِلَ الْبَرَکَات   ٩۔ اَللّٰھُمَّ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَاب

١٠۔ اَللّٰھُمَّ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَاب   ١١۔ اَللّٰھُمَّ یَا مُعْطِیَ الْخَیْرَاتِ وَ الْحَسَنَات   ١٢۔ اَللّٰھُمَّ یَا اَمَانَ الْخَائِفِیْن

١٣۔ اَللّٰھُمَّ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْن   ١٤۔ اَللّٰھُمَّ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْن   ١٥۔ اَللّٰھُمَّ یَا اَحْکَمَ الْحَاکِمِیْن

١٦۔ اَللّٰھُمَّ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن   ١٧۔ اَللّٰھُمَّ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْن   ١٨۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

١٩۔ آمِیْنَ

ذیل کی مناجات تین، پانچ یا سات مرتبہ پڑھ کر دعا مانگی جائے۔

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو   شَیْئًا لِلّٰہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما   آفریں بر دست و بر بازوئے تو
شَیْئًا لِلّٰہ چوں گدائے مُستمند   المدد خواہم ز شاہ نقشبند
المدد اے خواجہء مشکل کشا   ما ہمہ محتاج تو حاجت روا
شَیْئًا لِلّٰہ ایں گدائے دردمند   المدد اے خواجگانِ نقشبند
شَیْئًا لِلّٰہ ایں غریب بے نوا   المدد اے خواجہ ء مشکل کشا

اس ختم شریف کا ثواب باارواحِ خواجگانِ نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ پیش کیا جائے۔

ہفت اسماء خواجگان نقشبند: (۱) خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ (۲) خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ (۳) خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ (۴) خواجہ ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ (۵) خواجہ یعقوب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (۶) خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ (۷) خواجہ بہاؤالدین نقشبند مشکل کشاء رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

درود تاج مبارک

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَنَدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ رَسُوْلِنَا وَ رَحِیْمِنَا وَ کَرِیْمِنَا وَ شَفِیْعِنَا وَ مَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَ الْبُرَاقِ وَ الْعَلَمْ ط دَافِعِ الْبَلَآءِ وَ الْوَبَآءِ وَالْمِحْنَۃِ وَالْاَعْدَآءِ وَ الْقَحْطِ وَ الظُّلْمِ وَ الطَّعْنِ وَ الطَّاعُوْنِ وَ الْاَوْجَاعِ وَ الْمَرَضِ وَ السُّقْمِ وَ شِدَّۃُ الْکَرَبِ وَ الْاَلَمِ ط اَلَّذِیْ اِسْمُہٗ مَکْتُوْبٌ مَّرْقُوْمٌ مَّرْفُوْعٌ مَّحْفُوْظٌ مَّشْفُوْعٌ مَنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَ الْقَلَمْ ط سَیِّدِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ ط جِسْمُہٗ مُقَدَّسٌ مُعَطَّرٌ مُطَھَّرٌ مُعَنْبَّرٌ مُنَوَّرٌ فِی الْحِلِّ وَ الْبَیْتِ وَ الْحَرَمِ ط صِفَتُہٗ مَکْتُوْبٌ فِی التَّوْرَاتِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الزُّبُوْرِ وَ الْفُرْقَانِ الْاَعْظَمِ ط شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ الْعُلٰی نُوْرِ الْھُدٰی کَھْفِ الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط جَمِیْلِ الشِّیَمِ ط شَفِیْعِ الْاُمَمِ ط صَاحِبِ الْجُوْدِ وَ الْحَیَاءِ وَ السَّخَآءِ وَ الْفَضْلِ وَ الْکَرَمِ ط وَ اللّٰہُ عَاصِمُہٗ وَ جِبْرِیْلُ خَادِمُہٗ وَ الْبُرَاقُ مَرْکَبُہٗ وَ الْمِعْرَاجُ سَفَرُہٗ وَ سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی مَقَامُہٗ وَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی مَطْلُوْبُہٗ وَ الْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُہٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُہٗ وَالْمَوْجُوْدُ مَعْبُوْدُہٗ وَالْمَعْبُوْدُ رَبُّہٗ وَ السَّکِیْنَۃُ لِبَاسُہٗ وَ الْبِرُّ شِعَارُہٗ وَ التَّقْوٰی ضَمِیْرُہٗ وَ الْحِکْمَۃُ مَعْقُوْلُہٗ وَ الصِّدْقُ وَ الصَّفَاءُ طَبِیْعَتُہٗ وَ الْعَفْوُ وَ الْمَغْفِرَۃُ وَ الْمَعْرُوْفُ خُلْقُہٗ وَ الْعَدْلُ سِیْرَتُہٗ وَ الْحَقُّ شَرِیْعَتُہٗ وَ الْھُدٰی اِمَامُہٗ وَ الْاِسْلَامُ مِلَّتُہٗ وَ اَحْمَدُ اسْمُہٗ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتِمِ النَّبِیّٖنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحَۃِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَ الْغُرَبَآءِ وَ الْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنِ ط سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَ سِیْلَتِنَا اِلَی اللّٰہِ فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ الْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ سَیِّدِ نَا الْحَسَنِ وَ سَیِّدِنَا الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا مَوْلٰینَا وَ مَوَالِی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ نُوْرٌ مِنْ نُوْرِاللّٰہِ ط یٰاَیُّھَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِہٖ

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ	کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ	صَلُّوْ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

Marfat.com

وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً ط

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆ درودتاج ویسے تو کافی مشہور ہے لیکن یہ نسخہ خاص حضور قبلہ عالم مولانا محمد حسین پسروریؒ کا اضافوں کے ساتھ مرتب کردہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ

شجرہ شریف

(بزبان اُردو)

یا الٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے — رحم کرنا مجھ پر محمد ﷺ مصطفیٰ کے واسطے
ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے — اور سب اصحاب و آلِ مصطفیٰ کے واسطے
ہو رہا ہوں درد محنت میں اسیر و مبتلا — مشکلیں حل ہوں نبی ﷺ مجتبیٰ کے واسطے
حضرتِ صدیقؓ اکبر پیشوائے اہلِ دیں — خواجہ سلمان فارس پارسا کے واسطے
خواجہ قاسم محمدؒ، جعفرؒ صادق امام — با یزیدؒ و بو الحسنؒ اہل صفاء کے واسطے
بوعلیئے طوسیؒ یعقوب یوسفؒ باخدا کے واسطے — عبد خالقؒ خواجہ عارفؒ پُر ضیا کے واسطے
از برائے خواجہ محمود فغنویؒ اے خدا — خواجہ ہر کس علیؒ شمس الہدیٰ کے واسطے
حضرت بابا سماسیؒ سید میر کلالؒ — نقشبندِ اعظمؒ مشکل کشا کے واسطے
مولینا عطارؒ و چرخیؒ اور عبید اللہؒ ہما — خواجہ زاہدؒ ولی مرد خدا کے واسطے
خواجہؒ درویش محمدؒ اور امکنگیؒ ولی — حضرتِ باقیؒ باللہ یا بقا کے واسطے
خواجہ سرہندی مجدد الفؒ ثانی پیر ما — شیخ احمدؒ راہبر راہِ ہدیٰ کے واسطے
خواجہ معصومؒ حضرت نقشبندؒ ثانیا — حضرت خواجہ زبیرؒ اولیاء کے واسطے
خواجہ قطب الدین حیدرؒ اور جمال اللہ شاہؒ — شاہ محمدؒ علیؒ سید مرتضیٰ کے واسطے
فیض عالم، فیض اللہؒ حامیِ دین رسول ﷺ — حضرتِ نورؒ محمدؒ پُر ضیاء کے واسطے
دیکھ نہ میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ — شاہباز اوجِ عرفاں باوفا کے واسطے
جن کا اصلی نام نامی ہے فقیر محمدیؒ — اس فقیرؒ با محمدؒ کی تُقٰی کے واسطے
فتح ظاہر فتح باطن بے نوا کو ہو عطاء — خواجہ حافظ فتح الدینؒ خوش ادا کے واسطے
بخش علم معرفت کا مجھ کو یارب ملک و مال — حضرت پسروریؒ ماہِ لقا کے واسطے
نامِ پاک اُن کا مرکب از محمدؒ اور حسینؒ — خضر راہِ نقشبنداں ولا کے واسطے

بخش دے اپنی محبت اور ترکِ ماسوا	بشیر احمدؒ صاحب صدق و وفاء کے واسطے
سوزِ اُلفت یا الٰہی کر عطاء اپنا مجھے	رہبرِ طریقت عبد الحمید باوفاء کے واسطے
خواجگانِ نقشبندی کی محبت کر عطاء	قادری اور سہروردی ' چشتیاء کے واسطے
فیض سے جن کے ہوئے سرسبز اور تازہ قلوب	خاتمہ بالخیر ہو سب کا خدا کے واسطے
پھر یہ عاصی پُر معاصی بھی کریما بخش لے	حرمتِ حضراتِ شجرہ خواجگا کے واسطے
متقی و نیک اور صالح ہو سب میرا عیال	یا الٰہی تیری ذاتِ کبریا کے واسطے
اللّٰھمّ اغفر جمیع المومنین و المومنات	انبیاء و اولیاء و اصفیا کے واسطے

صبح اور شام کے اذکار

یہ تمام اذکار مختلف احادیث مبارکہ سے منقول ہیں نبی پاک ﷺ نے یہ اذکار خود بھی صبح وشام فرمائے ہیں اور ان کے کرنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے۔ان اذکار کی بے شمار فضیلت و برکت ہے۔صدق دل سے صبح وشام یہ اذکار کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لاتعداد بلاؤں' بیماریوں' پریشانیوں' شیطانی عملوں اور حادثات سے پناہ حاصل ہو جاتی ہے۔یہ اذکار صبح فجر کے بعد اور شام کو مغرب سے پہلے یا بعد کیے جاسکتے ہیں۔صبح کے وقت خط کشید الفاظ پڑھے جائیں اور شام کے وقت بریکٹ والے الفاظ پڑھے جائیں۔

۱) ایَۃُ الْکُرْسِی۔ — صبح وشام ایک ایک مرتبہ

۲) سورۃ اخلاص ' سورۃ فلق ' سورۃ الناس — صبح وشام تین تین مرتبہ

۳) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ یُحْیِ وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔
صبح وشام دس مرتبہ

۴) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ (اگر وقت کی کمی ہو تو کم از کم گیارہ (۱۱) مرتبہ) صبح وشام سو سو مرتبہ

۵) بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔
صبح وشام تین تین مرتبہ

٦) اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ — صبح وشام تین تین مرتبہ

۷) اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ ، اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ ، اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَ الْفَقْرِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔
صبح وشام تین تین مرتبہ

۸) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔
(اگر وقت کی کمی ہو تو کم از کم گیارہ (۱۱) مرتبہ) روزانہ سو (۱۰۰) یا ستر (۷۰) مرتبہ

Marfat.com

۹) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَ رِضٰی نَفْسِهٖ وَ زِنَةَ عَرْشِهٖ وَ مِدَادَ کَلِمَاتِهٖ ۔ صبح وشام تین تین مرتبہ

۱۰) رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْناً وَّ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا (ﷺ)۔ صبح وشام تین تین مرتبہ

۱۱) اَصْبَحْنَا (اَمْسَیْنَا)عَلٰی فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَ عَلٰی کَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَ عَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی مِلَّةِ اَبِیْنَا اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّ مَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ صبح وشام ایک ایک مرتبہ

۱۲) اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَ بِكَ اَمْسَیْنَا (بِكَ اَمْسَیْنَا وَ بِكَ اَصْبَحْنَا) وَ بِكَ نَحْیَا وَ بِكَ نَمُوْتُ وَ اِلَیْكَ النُّشُوْرُ (الْمَصِیْرُ)

صبح وشام ایک ایک مرتبہ

۱۳) اَصْبَحْنَا وَ اَصْبَحَ (اَمْسَیْنَا و اَمْسَی) الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ، رَبِّ اَسْاَلُكَ خَیْرَ مَا فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ (هٰذِهِ اللَّیْلَةِ) وَ خَیْرَ مَا بَعْدَهٗ (مَا بَعْدَ هَا) وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْ هٰذَا الْیَوْمِ (هٰذِهِ اللَّیْلَةِ) وَ شَرِّ مَا بَعْدَهٗ (مَا بَعْدَ هَا)رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْکَسَلِ وَ سُوْءِ الْکِبَرِ رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَ عَذَابٍ فِی الْقَبْرِ۔ صبح وشام ایک ایک مرتبہ

۱۴) یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّهٗ وَ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ

صبح وشام ایک ایک مرتبہ

۱۵) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَ اَهْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَ اٰمِنْ رَوْعَاتِیْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَ مِنْ خَلْفِیْ وَ عَنْ یَمِیْنِیْ وَ عَنْ شِمَالِیْ وَ مِنْ فَوْقِیْ وَ اَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ ۔ صبح وشام ایک ایک مرتبہ

۱۶) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۔ صبح وشام ایک ایک مرتبہ

۱۷) اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَ مَلِیْکَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَ مِنْ شَرِّ شَّیْطَانِ وَ شِرْکِهٖ ۔ صبح وشام ایک ایک مرتبہ

۱۸) جَزَی اللّٰهُ عَنَّا سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا مَّا هُوَ اَهْلُهٗ ۔ صبح وشام سات سات مرتبہ

۱۹) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ صبح کم از کم دس مرتبہ

۲۰) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ ' اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ ' اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ ۔

صبح وشام تین تین مرتبہ

۲۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الطَّاهِرِ الزَّکِیِّ صَلٰوةً تَحُلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَ تُفَكُّ بِهَا الْکُرَبُ صَلٰوةً تَکُوْنُ لَكَ رِضًی وَّ لِحَقِّهٖ اَدَآءً وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحٰبِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ ۔ صبح وشام تین تین مرتبہ

Marfat.com

مسنون طریقے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُرْضِیْكَ وَ تُرْضِیْهِ وَ تُرْضٰی بِهَا عَنَّا وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

پُر فتن دور میں آپ ﷺ کی ایک سنت مبارک کو زندہ کرنے (عمل کرنے) کا ثواب سو(۱۰۰) شہیدوں کے ثواب کے برابر ہے۔آیئے! ہم بھی آپ ﷺ کی سُنتوں پر عمل کر کے اپنی آخرت سنوارنے کی کوشش کریں۔

ہمارے نبی پاک ﷺ کی سنت مبارک ہے کہ ہر پاک کام بسم اللہ شریف سے شروع فرماتے۔

۱) آپ ﷺ رات کو مسواک اور وضو کیے بغیر استراحت نہ فرماتے (نہ سوتے)۔

۲) آپ ﷺ کھانا کھانے سے پہلے دست مبارک (ہاتھ) دھوتے اور اُنھیں کسی کپڑے وغیرہ سے صاف نہ فرماتے، کھانا کھانے کے بعد کلی فرماتے، ہاتھ دھوتے اور کسی (صاف) کپڑے سے ہاتھ صاف فرماتے۔

۳) آپ ﷺ کھانا ٹیک لگا کر تناول نہ فرماتے بلکہ کھانا کھانے کے لیے اِن تین طریقوں میں سے کسی طریقہ سے تشریف فرما ہوتے
اُکڑوں بیٹھ کر ' ایک زانو بیٹھ کر ' دوزانو بیٹھ کر

۴) آپ ﷺ کھانا دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں سے تناول فرماتے، انگلیوں کے اگلے حصے استعمال فرماتے ۔ جڑوں سمیت تمام انگلیوں کو آپ ﷺ نے کھانے میں ڈبونے سے منع فرمایا ہے۔

۵) آپ ﷺ کھانا کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لیتے اور جس برتن میں کھانا کھاتے، اُس کو مکمل طور پر صاف فرماتے۔

۶) آپ ﷺ نے پیٹ بھر کر کھانے کھانے سے اور بہت تیز گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے اور اسی طرح دودھ اور مچھلی کو اکٹھا کھانے سے بھی منع فرمایا ہے۔

۷) آپ ﷺ نے کھانا کھانے کے بعد (یا کھانے کے آخر میں) پانی پینے سے اور کھانا کھاتے ہی سو جانے سے منع فرمایا ہے۔

۸) آپ ﷺ بیٹھ کر، کھلے منہ کے پیالے میں پانی کو دیکھ کر اور عام طور پر تین گھونٹ میں چُوس چُوس کر پانی نوش فرماتے۔

۹) آپ ﷺ نے پانی کو غٹ غٹ کر کے پینے سے منع فرمایا ہے اور اسی طرح پانی کے پیالے (برتن) میں سانس لینے سے بھی منع فرمایا ہے۔

۱۰) آپ ﷺ کبھی خالص دودھ نوش فرمایا کرتے اور کبھی دودھ میں سرد پانی ڈال کر (لسّی) نوش فرمایا کرتے۔

۱۱) آپ ﷺ نے کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

۱۲) آپ ﷺ دائیں کروٹ چہرہ مبارک قبلہ شریف کی طرف کر کے آرام فرماتے اور دایاں ہاتھ، دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے۔

۱۳) آپ ﷺ سونے سے پہلے بستر مبارک کو جھاڑ لیتے، زیادہ تر آرام زمین پر ہی فرماتے اور سونے سے قبل چراغ بجھا دیتے۔

۱۴) آپ ﷺ نے نمازِ عشاء سے قبل سونے سے منع فرمایا ہے۔

۱۵) آپ ﷺ کا لباس مبارک سفید، سُوتی اور موٹے کپڑے کا ہوتا، سر پر آپ ﷺ امامہ شریف، پگڑی مبارک یا صرف ٹوپی

Marfat.com

استعمال فرماتے، جن کا رنگ عام طور پر سفید، سبز یا سیاہ ہوتا۔ آپ ﷺ ہاتھ میں عصاء رکھتے۔

۱۶) آپ ﷺ نے ریشمی لباس مردوں کے لیے حرام قرار دیا ہے اور میلے اور گندے کپڑوں کو مکروہ اور ناپسند فرمایا ہے۔

۱۷) آپ ﷺ سر کے بالوں کو تیل لگاتے، کنگھی فرماتے اور داڑھی مبارک کے بالوں کو بھی کنگھی فرماتے۔

۱۸) آپ ﷺ جمعہ یا جمعرات کے دن ہر پندرھویں دن ناخن تراشتے۔

۱۹) آپ ﷺ جمعرات والے دن سفر پر روانہ ہونا پسند فرماتے۔

۲۰) آپ ﷺ نے چاندی کی مکمل انگوٹھی پہنی (جس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا) یا ایسی انگوٹھی بھی پہنی جس کا نگینہ عقیق کا تھا، یہ نگینہ آپ ﷺ ہتھیلی کی جانب رکھتے (عام طور پر دائیں ہاتھ میں پہنتے)۔

۲۱) آپ ﷺ ہر رات تین، تین سلائی سرمہ آنکھوں میں ڈالا کرتے تھے۔

۲۲) آپ ﷺ عام طور پر پیر (سوموار) کے دن کا روزہ لازمی رکھتے۔

۲۳) آپ ﷺ نے ناک اور کان کے بال اُکھیڑنے سے منع فرمایا ہے البتہ کاٹے جاسکتے ہیں۔

۲۴) آپ ﷺ نے جمائی کو ہاتھ سے روکنے، کبھی کبھار ننگے پاؤں چلنے اور جوتے اور موزے جھاڑ کر پہننے کا حکم دیا ہے۔

۲۵) آپ ﷺ نے مریضوں کی عیادت کا بہت زور دیا ہے اور عیادت کے وقت اُن سے اپنے لیے دعاء کرانے کا بھی حکم دیا ہے۔ اُن (مریضوں) کی دعا کو فرشتوں کی دعاء کہا ہے۔

بارہ بہت اہم کلمات

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور سرور کائنات ﷺ سے روایت کی ہے کہ آں حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بارہ کلمے تورات، انجیل، زبور اور فرقان سے چنے ہیں۔ جو ایماندار ان کو ایک ورق پر لکھے اور ہر روز اس کو دیکھے اور پھر ان پر عمل کرے۔ خدا تعالیٰ کے مقبولوں میں سے ہو جائے گا۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

پہلا کلمہ۔ اَے فرزند آدم! روزی کا غم نہ کھا۔ جب تک میرا خزانہ بھرا ہوا ہے۔ اور میرا خزانہ کبھی خالی نہ ہوگا۔

دوسرا کلمہ۔ اَے فرزند آدم! بادشاہ ظالم اور امیر کبیر سے مت ڈر۔ جب تک میری سلطنت ہے اور میری سلطنت ہمیشہ کے لیے ہے۔

تیسرا کلمہ۔ اَے فرزند آدم! کسی سے محبت مت کر اور کسی سے کچھ مت مانگ جب تک تو مجھے پائے اور مجھے جب چاہے گا، پائے گا۔

چوتھا کلمہ۔ اَے فرزند آدم! میں نے سب چیزیں تیرے لیے بنائی ہیں اور تجھ کو اپنے لیے۔ پس تو اپنے آپ کو دوسروں کے دروازے پر ذلیل مت کر۔

پانچواں کلمہ۔ اَے فرزند آدم! میں جس طرح تجھ سے کل کا عمل نہیں چاہتا، اسی طرح تُو بھی مجھ سے کل کی روزی مت مانگ۔

چھٹا کلمہ۔ اَے فرزند آدم! جس طرح میں سات آسمان، عرش، کرسی اور سات زمینوں کے پیدا کرنے سے عاجز نہیں ہوا، اسی طرح تیرے پیدا کرنے اور روزی دینے سے عاجز نہیں ہوں گا۔ بے شک روزی پہنچاؤں گا۔

Marfat.com

ساتواں کلمہ ۔اے آدم کے بیٹے! جس طرح میں تیری روزی نہیں چھینتا' اِسی طرح تُو بھی میری عبادت مت چھوڑ اور میرے حکم کے خلاف مت کر۔

آٹھواں کلمہ ۔اے ابن آدم! جس قدر میں نے تیری قسمت میں لکھ دیا ہے' اُس پر راضی رہ اور نفس وشیطان کی خواہشوں سے دل مت بہلا۔

نواں کلمہ ۔اے فرزند آدم! میں تیرا دوست ہوں تُو بھی میرا دوست بنا رہ اور میری محبت وعشق کے غم سے کبھی خالی نہ ہو۔

دسواں کلمہ ۔اے ابن آدم! میرے غصے سے نڈر مت ہو جب تک تُو پل صراط سے گذر کر بہشت میں داخل نہ ہو جائے۔

گیارھواں کلمہ ۔اے ابن آدم! تُو مجھ پر اپنے نفس کی مصلحت کے باعث غصہ ہوتا ہے اور اپنے نفس پر میری رضامندی کے لیے غصہ نہیں ہوتا۔

بارھواں کلمہ ۔اے ابن آدم! اگر تُو میری تقسیم پر راضی ہو جائے تو اپنے آپ کو میرے عذاب سے چھڑا لے گا اور اگر تُو اس پر راضی نہ ہو' تو نفس کو تجھ پر مقرر کردوں گا تاکہ جانوروں کی طرح تجھ کو جنگلوں میں دوڑائے پھرائے۔قسم ہے مجھے اپنی عزت کی کہ کچھ حاصل نہ ہو مگر اسی قدر جو میں نے مقدر کیا ہے۔

Marfat.com